سلسلۂ دار المصنفین نمبر ۵

ہماری بادشاہی

یعنی آغاز اسلام سے لیکر، عرب، مصر و شام و عراق و ایران و ترکستان و

افغانستان و ہندوستان و روم و اندلس کی پوری مختصر اسلامی تاریخ،

از

مولوی عبد السلام صاحب قدوائی ندوی،

مدرس دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ،

اسلامی مدرسوں کے بچوں کے لئے لکھی گئی،

باہتمام مولوی مسعود علی صاحب ندوی،

مطبع معارف اعظم گڈھ میں چھپی،

سنہ ۱۳۵۵ھ

۱۹۳۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

ہمارے چھوٹے بچون کے نصاب مین کوئی ایسی کتاب نہ تھی جو اون کو اپنی تیرہ سو برس کی قومی تاریخ سے باخبر کرسکے، ہمارے لائق عزیز مولوی عبد السلام صاحب قدوائی ندوی (اور جامعی بھی) مدرس دار العلوم ندوۃ العلماء (لکھنو) نے اسی ضرورت کو سامنے رکھکر یہ کتاب لکھی ہے، اور اسی لئے اس کی عبارت سادہ، طرز ادا سہل اور لفظ چن چن کر آسان رکھے گئے ہین، اور زبان ایسی اختیار کی گئی ہے، جو اون کے لئے دلچسپ اور پسندیدہ ہو، واقعے مختصر لکھے گئے ہین، کہ وہ اون کو یاد رہ سکین، موقع موقع سے اون کی قومی نخوت اور مذہبی غیرت کو بیدار کیا گیا ہے، تاکہ تاریخ کا فائدہ حاصل کرین،

یہ مسلمانون کی اون تمام بڑی بڑی سلطنتون کی مختصر اور آسان تاریخ ہے، جو گذشتہ صدیون مین روے زمین کے اطراف مین اونھون نے قائم کین، گو تمام سلطنتون کا اس مین استقصا نہین کیا گیا ہے، تاہم کوئی بڑی سلطنت چھوٹنے نہین پائی ہے، خلافت عباسیہ کے قیام تک اوس کے تحت کی بادشاہیون

اور ریاستون کا حال الگ نہین بلکہ اوسی کے ساتھ ساتھ لکھا گیا ہے، اور کسی کسی کا ذکر حاشیون مین کردیا گیا ہے،

دعا ہے کہ یہ کتاب بچون مین مقبول ہو، اور اس سے اون کو فائدہ پہونچے، اسکولون، مدرسون اور مکتبون کے کارکنون اور معلمون سے درخواست ہے کہ وہ اس کو اپنے نصابِ تعلیم مین جگہ دیکر اسلامی نصاب کی ایک بڑی کمی پوری کرین،

سید سلیمان ندوی، ناظم دار المصنفین

۵ جمادی الاولی ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین ہماری بادشاہی

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ

بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

الحمدُ للّٰہ ربّ العالمین، والصلوٰۃ والسلام علٰی سیّد المرسلین

محمدٍ وّ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین

پہلا باب

حضور سے پہلے دنیا کی حالت

تم نے عرب کا نام سنا ہوگا، اب سے کوئی چودہ سو برس پہلے وہاں عجب اندھیر مچا ہوا تھا، اللہ اور اس کے دین کو لوگ بالکل بھول گئے تھے، ایک خدا کی جگہ سیکڑوں دیوی دیوتا بن چکے تھے، کعبہ جو صرف اللہ کی عبادت کے لئے بنایا گیا تھا، اب اس میں ایک دو نہین پورے تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے، جن کی پوجا ہوتی تھی، اسی پر بس نہ تھا، بلکہ ہر ہر خاندان اور خاندان ہی نہین ہر ہر گھر مین الگ الگ بت دھرے ہوئے تھے، جن کی پوجا ضروری تھی، یہ لوگ دنیا ہی کی زندگی پر مگن تھے، کبھی بھولے سے بھی انھین مرنے کا خیال نہ آتا، اور آتا بھی تو صرف اتنا ہی کہ ایک دن مر کر سڑ گل جائینگے

رہا مرنے کے بعد عذاب و ثواب تو ایسی باتون کو یہ خرافات سمجھتے تھے، نہ قیامت کو مانتے تھے نہ دوزخ کا یقین تھا، بلکہ جو ان چیزون کا ذکر کرتا تھا اسے پاگل اور خبطی سمجھتے تھے، اسی خیال کا اثر تھا کہ وہ نیکی سے کوسون دور تھے، دنیا کی کون سی برائی تھی جو ان مین نہین پائی جاتی تھی، ذرا ذرا سی بات پر لڑ مرنا اور ایک دوسرے کا سر کاٹ لینا اون کے نزدیک کوئی بات ہی نہ تھی، بہت ہی چھوٹی چھوٹی چیزون پر لڑائی شروع ہو جاتی اور ایسی سخت کہ سیکڑون برس تک ختم نہ ہوتی، لوٹ مار کا یہ حال تھا کہ کسی کا اکیلے نکلنا دشوار تھا، بڑے بڑے قافلون کے ساتھ لوگ جاتے لیکن پھر بھی گھر تک صحیح سلامت مشکل ہی سے پہونچ پاتے، چوری کا عام رواج تھا، اچھے اونچے اونچے گھرانے اس مین مبتلا تھے، نامی نامی لوگ اسے کرتے تھے، اور فخر سے بیان کرتے تھے، زنا اور بدکاری سارے ملک مین پھیلی ہوئی تھی، شعرا اپنے اشعار مین بیان کرتے اور مزے لے لے کر ہر جگہ گاتے پھرتے، شراب اور جوئے کی تو یہ کثرت تھی کہ خدا کی پناہ، گھر گھر اس کا چرچا تھا، جہان چار آدمی جمع ہوتے شراب اور جوا شروع ہو جاتا، اور روپیہ پیسے سے گذر کر بیوی بچون تک بازی لگنے لگتی پھر اس کے ساتھ اور طرح طرح کی بے حیائیان ہوتین، بیرحمی کا یہ حال تھا کہ زندہ جانورون کو باندھ کر اون پر تیر کی مشق کرتے پیٹ والی عورتون کے پیٹ چاک کر ڈالتے، دشمنون کو قتل کر کے اون کے ناک کان کاٹتے اور ہار بنا کر پہنتے اون کی کھوپڑیون مین شراب پیتے، لڑکیون کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیتے،

جہالت اور بے علمی ایسی تھی کہ سارے عرب مین مشکل سے چند آدمی تھے جو پڑھ لکھ سکتے، کھانے پینے مین بھلے برے کی تمیز بالکل نہ تھی، جو پاجاتے کھا ڈالتے، کیڑے، مکوڑے، گوہ، چھپکلی تک ہضم کر جاتے، مردہ جانورون کے کھانے مین ذرا بھی ہرج نہ سمجھتے تھے، خون جما تے

اور اوسے کاٹ کاٹ کر بڑے مزے سے کھاتے، غرض کہ کچھ عجب حال تھا، کوئی کہان تک
بیان کرے، اور کس کس برائی کو گنائے، بس یہ سمجھ لو کہ دنیا کی ہر برائی ان مین موجود تھی،
یہ صورت صرف عرب ہی کی نہ تھی، بلکہ دنیا کا بڑا حصہ برائیون مین مبتلا تھا، خدا کا
خیال دلون سے نکل گیا تھا کہین بتون کی پوجا ہو رہی تھی کہین آگ کو سجدہ کیا جا رہا تھا کہین
درختون اور جانورون کے سامنے سر جھکے ہوئے تھے، کہین قبرون پر چڑھاوے چڑھ رہے تھے،
بادشاہ رعیت پر ظلم کر رہے تھے، بڑے چھوٹون کو ستا رہے تھے، امیر غریبون کو تنگ کر رہے
تھے، غرض کہ ہر جگہ نیکی کے بدلہ بدی اور اچھائی کی جگہ برائی پھیلی ہوئی تھی، اور ساری دنیا بڑی
سخت مصیبت اور پریشانی مین پھنسی ہوئی تھی،

حضرتؐ کا زمانہ،

(۱)

آپؐ کی پیدایش اور شروع کے حالات

اوپر پڑھ چکے ہو کہ دنیا کیسی برائیون مین مبتلا اور کیسی مصیبتون مین گھری ہوئی تھی اور
اوس کی حالت کس قدر خراب ہو چکی تھی، اللہ میان تو اپنے بندون پر بڑے مہربان ہین، یہ
حالت دیکھکر انھین رحم آیا اور اسے پھر سے درست کرنے کے لئے ہمارے رسول حضرت
محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دنیا مین بھیجا، ربیع الاول (بارہ وفات) کی ۹ تاریخ تھی جب
حضور اس دنیا مین تشریف لائے، پیدا ہونے سے پہلے ہی آپ کے والد حضرت عبد اللہ
انتقال فرما چکے تھے، چھ برس کے نہ ہونے پائے تھے کہ والدہ حضرت آمنہ بھی وفات پا گئین
اور آپ اپنے دادا حضرت عبد المطلب کے ساتھ رہنے لگے، نو برس کی عمر مین دادا بھی اس

دنیا سے سدھار گئے، اور آپکے چچا حضرت ابو طالب آپ کی پرورش کرنے لگے،

بچپن ہی سے آپ بُرے کامون کو نا پسند فرماتے تھے، اور ہمیشہ نیک کامون مین لگے رہتے تھے، ابھی آپ پورے طور سے جوان بھی نہ ہوئے تھے، کہ عرب مین ایک انجمن بنائی گئی جس کی غرض یہ تھی کہ ملک سے لوٹ مار، چوری ڈاکہ اور اسی قسم کے بُرے کام مٹائے جائین، آپ اس قسم کے کامون کو دل سے چاہتے تھے، فوراً ہی اس انجمن مین شریک ہو گئے،

شروع ہی سے آپ کی نیکی، سچائی، دینداری اور امانت اتنی مشہور تھی کہ سب آپ کو امین (امانت دار) کہہ کر پکارتے تھے، دشمن تک آپ کو سچا اور نیک سمجھتے تھے،

ایک مرتبہ مکہ مین پانی کی ایسی زیادتی ہوئی کہ کعبہ کی دیوارین پھٹ گئین، قریش (یعنی مکہ کے لوگون) نے پھر سے درست کرانا شروع کیا، جب دیوارین کچھ اونچی ہو گئین اور حجر اسود (وہ مقدس سیاہ پتھر جسے حج مین لوگ چومتے تھے) کے رکھنے کا وقت آیا تو آپس مین جھگڑا شروع ہوا، ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ یہ پتھر اسی کے ہاتھ سے لگایا جائے، جب بات بہت بڑھی، اور مار پیٹ تک نوبت آئی تو سب نے کہا کہ اس وقت جھگڑنا بیکار ہے، کل جو شخص سب سے پہلے آئے وہ اس جھگڑے کو طے کر دے، جو وہ کہے گا ہم سب وہی کرین گے،

صبح ہوئی اور لوگ آئے تو دیکھا کہ حضور پہلے ہی سے موجود ہین، دیکھتے ہی چلا اٹھے کہ امین آ گئے، اب اِن سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا ہے، حضرت نے ایک چادر بچھائی، حجر اسود اس پر رکھا اور فرمایا کہ اب ہر خاندان کا ایک ایک آدمی آ جائے اور سب مل کر چادر پکڑ لین، اس طرح اٹھا کر پتھر کو اس کی جگہ تک لائے، یہان پہونچکر آپ نے فرمایا اب مین تم سب کی طرف سے اسے لگائے دیتا ہون، اس ترکیب سے لوگ بہت خوش ہوئے اور سارا جھگڑا ختم ہو گیا،

(۲)

اللہ کا پیام،

اوپر پڑھ چکے ہو کہ حضور ہمیشہ نیک کامون مین لگے رہتے تھے، مکہ کے قریب ایک غار حرا تھا، آپ کھانے پینے کا سامان لے کر وہان چلے جاتے اور کئی کئی دن تک عبادت کرتے رہتے، ایک دن آپ اسی حالت مین تھے کہ حضرت جبریل اللہ کا پیام لیکر آئے، اس دن سے قرآن کی آیتین اترنی شروع ہوئین کچھ دن کے بعد حکم آیا کہ دوسرون کو بھی اللہ کی باتین سنائی جائین، جو لوگ آپ کے زیادہ قریبی تھے پہلے آپ نے اون کو سنایا، حضرت خدیجہؓ آپ کی بیوی تھین، حضرت ابوبکر صدیقؓ عمر بھر کے دوست تھے، حضرت علیؓ بچپن سے ساتھ رہے تھے، حضرت زیدؓ آپ کے غلام تھے، آپ کی پوری زندگی اِن لوگون کے سامنے تھی، یہ اچھی طرح جانتے تھے، کہ آپ کس قدر نیک، سچے، پاک اور ایمان دار ہین آپ نے جیسے ہی ان سے فرمایا اونھون نے مان لیا اور آپ پر ایمان لے آئے،

شروع مین کچھ دن آپ چپ چاپ خاموشی سے کام کرتے رہے، الگ الگ لوگون سے ملتے اور اونھین خدا کا پیغام پہونچاتے، کچھ لوگ اس طرح اسلام لے آئے تو اللہ کا حکم آیا کہ اب کھل کر صاف صاف لوگون سے کہو آپ نے صفا پہاڑ پر تمام لوگون کو جمع کیا، جب سب اکٹھا ہو گئے، تو آپ نے فرمایا کہ اگر مین تم سے کہون کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بہت بڑا لشکر پڑا ہوا ہے جو بہت جلد تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم اس پر یقین کرو گے، لوگون نے کہا کیون نہین، چالیس برس سے زیادہ آپ ہمارے ساتھ رہے ہین، اتنے دنون مین کبھی ایک لفظ بھی آپ کی زبان سے غلط نہین نکلا، پھر بھلا کیا وجہ ہے کہ ہم آپ کا کہنا نہ مانین یہ سنکر

آپ نے فرمایا کہ اچھا سنو اللہ ایک ہے، اس نے مجھے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے، یہ سننا تھا کہ سب کے سب برا بھلا کہنے لگے، کہان تو ابھی تعریف کر رہے تھے اور کہان ذرا سی دیر مین برائی شروع کر دی،

اب آپ پورے طور سے لوگون کو اسلام کی طرف بلانے لگے، اور رفتہ رفتہ اسلام پھیلنے لگا، قریش کو یہ بہت ہی ناگوار تھا وہ کسی طرح نہ چاہتے تھے کہ لوگ اسلام قبول کرین، اسلئے کہ اس سے ایک طرف اون کا مذہب مٹا جاتا تھا دوسری طرف اون کی سرداری اور ریاست جس کے وہ صدیون سے عادی چلے آرہے تھے ختم ہوتی جاتی تھی، اس لئے پہلے تو اونھون نے زبانی مخالفت کی لیکن جب دیکھا کہ اس طرح کام نہین چلتا تو رسول اللہ صلعم کو طرح طرح سے تکلیفین پہونچانی شروع کین کبھی راستہ مین کانٹے بچھا دیتے تاکہ آپ کے پیرون مین چبھ جائین کبھی آپ پر نجاست ڈال دیتے، کبھی گلا گھونٹنے کی کوشش کرتے غرض کہ ہر طرح آپ کو اپنے کام سے روکنا چاہتے لیکن آپ پر ذرا بھی اثر نہ ہوا، اور آپ نے برابر اپنا کام جاری رکھا، آخر لوگ حضرت ابو طالبؓ کے پاس شکایت لیکر آئے کہ آپ کو اس سے روکین، حضرت ابو طالب نے بلا کر سمجھایا لیکن آپ نے کہا خدا کی قسم اگر میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائین ہاتھ پر چاند رکھ دیا جائے اور کہا جائے کہ مین اس کام سے باز آجاؤن تو یہ ہرگز نہین ہوسکتا، کہتے کہتے آپ کی آنکھون مین آنسو آگئے، حضرت ابو طالب نے کہا جاؤ اپنا کام کرو جب تک مین زندہ ہون تمھین کوئی نقصان نہین پہونچا سکتا،

اب قریش نے اور زیادہ سختی شروع کی اور آپ کے ساتھ آپ کے ساتھیون اور مسلمانون کو بھی طرح طرح سے ستانے اور تکلیفین پہنچانے لگے، کسی کو مارتے، کسی کے کانٹے چبھوتے کسی کو زمین پر گھسیٹتے، کسی کو باندھ کر لٹکاتے، کسی کو دھوان دیتے، کسی کو دہکتے ہوئے

انگارون پر لٹاتے، کسی کو زخمی کرکے عرب کی جلتی ہوئی ریت پر لٹاتے اور اوپر سے پتھر رکھدیتے، غرض کہ کوئی ایسی تکلیف نہ تھی جو اونھون نے نہ اٹھا رکھی ہو، لیکن اللہ کے یہ بندے ایمان کے ایسے پکے تھے کہ ان پر کسی سختی کا اثر نہ ہوتا، جیسی جیسی سختی بڑھتی جاتی تھی ویسے ویسے ان کا ایمان اور مضبوط ہوتا جاتا تھا،

جب قریش کی سختیان حد سے سوا اور غریب مسلمانون کے لئے ناقابل برداشت ہو گئین تو آپ نے اپنے اصحاب (ساتھیون) کو حکم دیا کہ حبشہ جہان کا بادشاہ بڑا رحم دل اور نرم مزاج تھا چلے جائین، چنانچہ یہ لوگ حبشہ روانہ ہو گئے، قریش بھلا اسے کیسے پسند کر سکتے تھے کہ مسلمان کہین آرام کی زندگی بسر کر سکین، فوراً حبشہ چند آدمی بھی جا پہونچے اور وہان کے بادشاہ نجاشی سے ملے اور کہا کہ ہمارے چند نالائق غلام یہان بھاگ آئے ہین، آپ اونھین واپس کر دیجئے، نجاشی نے مسلمانون کو بلا کر حالات پوچھے، حضرت جعفرؓ نے سارا قصہ سنایا، نجاشی کو اطمینان ہو گیا، اور اوس نے مسلمانون سے کہا آپ لوگ آرام سے رہین، اس کے بعد قریش کے لوگون کو واپس کر دیا،

اب مکہ مین جو لوگ باقی رہ گئے تھے اون کے ساتھ اور زیادہ سختی ہونے لگی لیکن ایک آدمی بھی دین سے نہ پھرا، یہ دیکھکر قریش نے رسول اللہ صلعم کے خاندان کے بائیکاٹ کی صلاح کی، چنانچہ دو برس سے زیادہ اون کا بہت ہی سخت بائیکاٹ رہا، اور اون کے ساتھ میل جول شادی بیاہ ہر قسم کے رشتے توڑ لئے، ان پر کھانے پینے کا سامان بند کر دیا، دو ڈھائی برس کے بعد چند رحم دل آدمیون نے درمیان مین پڑکر یہ بائیکاٹ ختم کرا دیا،

(۳)

طائف و مدینہ،

ہجرت،

حضرت ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کی وجہ سے رسول اللہ صلعم کو بڑا سہارا تھا لیکن نبوت (پیغمبری) کے دسوین سال ان کا انتقال ہوگیا، اب قریش کو کھل کھیلنے کا موقع مل گیا اور اونھون نے پہلے سے بہت زیادہ ستانا اور تنگ کرنا شروع کر دیا،

مکہ کی یہ حالت دیکھکر آپ طائف تشریف لے گئے، کہ شاید وہان کے لوگ اللہ کا پیغام سنین، لیکن طائف کے لوگ مکہ والون سے بھی بڑھکر نکلے، پتھر پھینک پھینک کر اتنا مارا کہ آپ لہولہان ہوگئے، جب تھک کر بیٹھ جاتے تو یہ بدمعاش آکر زبردستی اٹھا دیتے، اور پھر پتھر برسانے شروع کر دیتے، بڑی مشکلون سے بچ کر کسی طرح آپ مکہ واپس آئے، یہان مخالفت کا وہی رنگ تھا، بلکہ کچھ پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی،

یہ حال دیکھ کر آپ نے عرب کے دوسرے قبیلون کو اپنا پیغام سنانا چاہا، اس کے لئے حج کا زمانہ سب سے بہتر تھا، چنانچہ جب لوگ جمع ہوتے تو آپ اون کے پاس جاتے اور اونھین اسلام کی طرف بلاتے، خدا کا کرنا ایسا ہو قریش کی مخالفت کے باوجود کچھ لوگ اسلام لے آئے، سب سے پہلے مدینہ کے چھ آدمی مسلمان ہوئے، دوسرے سال بارہ آدمی آئے اور مسلمان ہوکر واپس گئے،

اب مدینہ مین نہایت تیزی سے اسلام پھیلنے لگا، اگلے سال ۷۳ مرد اور ۲ عورتین

ایمان لائین، اونھون نے اس کا بھی وعدہ کیا کہ اگر آپ مدینہ تشریف لے چلین تو ہم لوگ آپ کی ہر طرح سے مدد کرین گے،

قریش کو یہ معلوم ہوا تو اون کے غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی، اونھون نے ایک جلسہ کیا، اور سوچنا شروع کیا کہ اب کیا کیا جائے، آخر سب نے طے کیا کہ اب معاملہ حد سے گذر چکا ہے، اور سوائے اس کے اور کوئی تدبیر نہین کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا جائے، اور ایک شب کو بڑے بڑے قریش نے آپ کو قتل کرنے کے لئے آپ کا گھر گھیر لیا، لیکن اللہ تعالی کو آپ کو بچانا اور اپنے دین کو پھیلانا منظور تھا، اس لئے اوس نے وحی کے ذریعہ سے حضرت کو خبر کر دی، آپ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹا دیا، اور چپکے سے حضرت ابوبکرؓ کے یہان تشریف لائے، اونھون نے سواری اور زاد راہ کا انتظام کیا، اور دونون مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے، لیکن قریش آپ کی تلاش مین تھے، اور آپ کی گرفتاری کے لئے انعام مقرر کیا تھا، اس لئے آپ مکہ سے قریب ہی غار ثور مین چھپ گئے، تین دن کے بعد جب ذرا اطمینان ہوا تو آپ وہان سے مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے، پہلے قبا مین چند دن ٹھہرے، یہان ایک مسجد بنائی، اس کے بعد مدینہ تشریف لے گئے، اور حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان مین ٹھہرے،

آپ کی آمد کی خوشی مین مدینہ مین بڑی چہل پہل پیدا ہو گئی، عورتین اور بچے تک زیارت کے لئے گھرون سے نکل آئے، اور خوشی مین یہ شعر گاتے پھرتے تھے۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

وداع پہاڑ کی گھاٹیون سے چودھوین کا چاند نکل آیا،

وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

ہم پر خدا کا شکر واجب ہے جب تک دعا مانگنے والے خدا سے دعا مانگیں،

ایھا المبعوث فینا، جئت بالامر المطاع

اے ہم میں آنے والے آپ ماننے کے لائق چیز لے کر آئے ہیں،

کچھ دن کے بعد اور مسلمان بھی مکہ سے آگئے، اور امن سے رہنے لگے،

(۴)

بدر کی لڑائی ۲؁ھ

مدینہ آنے کے بعد کسی قدر آرام وسکون کا موقع ملا تھا، لیکن بھلا قریش اسے کیونکر پسند کر سکتے تھے کہ مسلمان کہیں بھی چین سے رہ سکیں، اسلئے وہ کبھی یہودیوں کو اکساتے، کبھی منافقوں کو بھڑکاتے غرض آئے دن کوئی نہ کوئی فتنہ اٹھانے کی کوشش کرتے، جب اس سے بھی کام نہ چلا تو لڑائی کی ٹھانی، اور ایک بڑی بھاری فوج لیکر مدینہ پر چڑھائی کر دی، مسلمانوں کی تعداد ہی کتنی تھی، آپ کچھ مسلمان اور کچھ انصار کو جن کی تعداد ۳۱۳ تھی، لے کر مقابلہ کیلئے نکلے، بدر کی پہاڑی پر دونوں کا مقابلہ ہوا، مسلمان بہت پریشان تھے، اتنی بڑی فوج کے مقابلہ میں تین سو تیرہ (۳۱۳) آدمیوں کی بساط ہی کیا تھی، اور وہ بھی اس حال میں کہ نہ سواری کا پورا انتظام تھا، نہ قرینہ کے ہتھیار تھے، نہ کوئی اور سامان درست تھا، لیکن اللہ کے یہ بندے پھر بھی مطمئن تھے، بے جھجھک میدان میں اتر پڑے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر سجدہ میں رکھدیا، اور گڑ گڑا کر دعا مانگی، دعا قبول ہوئی، اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کی، کہاں یہ حیران و پریشان مٹھی بھر پردیسی اور چند مددگار، اور کہاں وہ قریش کا دل بادل لشکر کون کہہ سکتا تھا کہ

میدان مسلمانون کے ہاتھ رہے گا، لیکن جو اللہ کا ہو جاتا ہے، اللہ بھی اوس کا ہو جاتا ہے،
چند گھنٹے مین قریش کو پوری شکست ہوئی، اس لڑائی مین اون کے تمام بڑے بڑے
سردار کام آئے، ابوجہل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی مین سب سے بڑھا ہوا
تھا، مارا گیا، اور ستر آدمی مسلمانون کے ہاتھون مین گرفتار ہوئے، یہ لوگ حضرت کے
بڑے دشمن تھے، مکہ مین اونھون نے آپ کو بہت ستایا تھا، اور مسلمانون پر بڑے ظلم
کئے تھے، کوئی اور ہوتا تو اوس وقت ان سے اچھی طرح دل کھول کر بدلہ لیتا، لیکن حضور
تو بڑے ہی نیک اور رحم دل تھے، آپ نے ان کو معمولی تکلیف تک نہ پہنچائی، اور
مسلمانون کو تاکید کردی کہ خبردار کسی قیدی کو تکلیف نہ ہونے پائے، جن کے پاس کپڑے
نہ تھے اون کو کپڑے پہنائے، صحابہ خود کھجورین کھا کر گذارہ کرتے تھے، مگر قیدیون کو روٹی
کھلاتے تھے، اسی طرح کچھ دن آرام سے رکھنے کے بعد پھر معاوضہ لیکر سب کو چھوڑ دیا،

(۵)

اُحد ۳ھ

مکہ مین بدر کی شکست کی خبر پہونچی تو گھر گھر رونا پیٹنا مچ گیا، جن جن کے اعزہ اقربا
مارے گئے تھے وہ جمع ہو کر ابوسفیان کے پاس آئے، اس کے اعزہ بھی مارے گئے تھے، اور
یون بھی وہ قریش کا سردار تھا، اس لئے مسلمانون سے بدلہ لینا اوس کا فرض تھا، اوس نے
سارے قریش سے چندہ جمع کیا، بڑے زور وشور سے لڑائی کی تیاری شروع کی اور دوسرے
سال تین ہزار فوج لیکر مدینہ کی طرف روانہ ہوا، اور احد کے پاس آکر خیمے لگا دیئے،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو صحابہ (ساتھیون) سے مشورہ کیا، اور

ہزار آدمی کے ساتھ مقابلہ کے لئے چل کھڑے ہوئے، راستہ مین منافقون کی ایک بڑی جماعت الگ ہوگئی، اور آپ کے پاس صرف سات سو آدمی رہ گئے، لڑائی کا وقت آیا تو آپ نے پشت پر جدھر سے کافرون کے حملے کا خطرہ تھا، حفاظت کے لئے عبداللہ ابن جبیرؓ کے ساتھ ایک دستہ مقرر کردیا، اور فرمایا کہ گھاٹی پر کھڑے رہو، ہمین جیت ہو یا ہار تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا،

اس کے بعد جنگ شروع ہوئی اور مسلمان بڑی بہادری سے لڑے، کافرون کے پاؤن اکھڑ گئے، یہ دیکھکر تیر انداز جو پشت پر حفاظت کر رہے تھے، مال غنیمت کی طرف جھک پڑے، اون کی جگہ خالی دیکھکر خالد بن ولید نے ادھر سے حملہ کر دیا، مسلمان لوٹ مین لگے ہوئے تھے، اس لئے نہ روک سکے، اور بہت سے مسلمان شہید ہوگئے، اس ہنگامہ مین مشہور ہوگیا کہ رسول اللہ صلعم نے شہادت پائی، اس خبر کے اڑتے ہی مسلمان بدحواس ہوگئے، اور اون کے پاؤن اکھڑ گئے، لیکن بہت سے مسلمانون کا جوش زیادہ بڑھ گیا، اور برابر لڑتے رہے کہ اتنے مین ایک صحابی کی نظر رسول اللہ صلعم پر پڑ گئی، اونھون نے مسلمانون کو پکارا کہ رسول اللہ صلعم یہان ہین، یہ آواز سنکر مسلمانون کی جان مین جان آئی، اور آپ کے پاس جمع ہوئے کافرون نے یہ دیکھا تو ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا، لیکن مسلمانون نے جانین لڑا دین، حضرت ابودجانہؓ انصاری کا یہ حال تھا کہ جو تیر حضور کی طرف جاتے اونھین اپنے بدن پر روک لیتے تھے، حضرت طلحہؓ دشمنون کی تلوارین اپنے ہاتھ پر روکتے تھے، یہان تک کہ اون کا ایک ہاتھ ہمیشہ کے لئے بیکار ہوگیا، غرض مسلمانون نے جانون پر کھیل کر رسول اللہ صلعم پر آنچ نہ آنے دی، پھر بھی آپ زخمی ہوئے اور جان نثار صحابہ کے ساتھ چوٹی پر چڑھ گئے، ابوسفیان سمجھا تھا کہ محمدؐ کام آگئے، اس لئے ٹیلہ پر چڑھ کر ابوبکرؓ اور عمرؓ کو پکارا،

جب اوس کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم زندہ ہین تو اوس نے کہا آج کا دن بدر کا بدلہ ہوا اگلے سال بدر کے مقام پر پھر ہمارا تمھارا مقابلہ ہوگا، حضور نے صحابہ سے فرمایا کہ کہدو منظور ہے،

اس لڑائی مین ستر مسلمان شہید ہوئے، یاد ہوگا کہ بدر کے قیدیون کے ساتھ مسلمانون نے کیسا اچھا سلوک کیا تھا لیکن کافرون نے زندون کا کیا ذکر ہے، مردون تک سے بُرا سلوک کیا، لاشون کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، اون کے ناک کان کاٹے، پیٹ پھاڑ کر کلیجہ نکالا اور اسے چبایا، غرض کہ جو کچھ برائی اور بدسلوکی اون سے ہوسکی اونھون کی،

(۶)

خندق ۵ھ

رسول اللہ صلعم کے مدینہ آنے سے پہلے یہان یہودیون کا بڑا زور تھا، اور وہ اپنے مذہب اور اپنی دولتمندی کی وجہ سے بڑے معزز سمجھے جاتے تھے، جب مدینہ مین مسلمان پہونچے اور یہان اسلام پھیلنے لگا تو یہودیون کا اگلا اعزاز و وقار خطرہ مین پڑ گیا، اس لئے وہ مسلمانون کی دشمنی مین قریش سے بھی بڑھ گئے، مسلمانون کا زور توڑنے کی کوشش شروع کردی، ان مین بنونضیر سب سے زیادہ دشمن تھے، اس لئے رسول اللہ صلعم نے مدینہ سے خیبر نکال دیا، یہان آنے کے بعد اونھون نے ایک بڑی زبردست سازش کی قریش تو مسلمانون کے پرانے دشمن تھے ہی، اون کو ملا تا کیا مشکل تھا یہ رسول اللہ صلعم کی دشمنی مین فوراً بنونضیر کے ساتھ ہوگئے، ان کے علاوہ اونھون نے عرب کے تمام قبائل کو ملا کر چوبیس ۲۴ ہزار کی تعداد مین مدینہ پر چڑھائی کردی،

چونکہ اتنی بڑی فوج مسلمانون کے مقابلہ مین کبھی نہ آئی تھی، اس لئے جب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سنی تو صحابہ سے مشورہ کیا، حضرت سلمان فارسیؓ نے رائے دی کہ مدینہ کے اِردگرد ایک خندق (کھائین) کھودیجائے، تاکہ دشمن اندر نہ آسکین، حضور نے یہ رائے پسند فرمائی، اور خندق کھد گئی، کفار آئے تو اونھین مقابلہ مین بڑی دشواری ہوئی، مجبور ہوکر چارون طرف سے گھیر لیا، یہ وقت مسلمانون کے لئے سخت پریشانی کا تھا، کئی کئی دن کھانے کو نہین ملتا تھا، منافقون نے الگ بہانہ کرکے ساتھ چھوڑنا شروع کردیا، خندق پار سے دشمن تیر اور پتھر برسا رہے تھے، ایک مہینہ تک محاصرہ قائم رہا، مسلمان اللہ کا نام لے کر ہمت سے کام لیتے رہے، ایک مہینہ کے بعد اللہ نے اون پر فضل کیا، اور دشمنون مین آپس ہی مین پھوٹ پڑ گئی اس کے علاوہ ایسی زبردست آندھی آئی کہ چولھے کی ہانڈیان اُلٹ اُلٹ گئین، اس سے دشمنون کی ہمت چھوٹ گئی، اور وہ پریشان ہوکر لوٹ گئے،

(۷)

صلح حدیبیہ

مکہ مسلمانون کا محبوب وطن تھا، یہان سے وہ زبردستی نکالے گئے تھے، لیکن ان کے سب رشتہ دار یہین تھے، بعضون کے بال بچے بھی اب تک مکہ ہی مین تھے، مسلمانون کو مکہ چھوڑے ہوئے کئی برس گذر گئے تھے، اس لئے اون کو وطن کی یاد ستا رہی تھی، یہان کی ہر چیز یاد آتی تھی، اس کے علاوہ بیت اللہ شریف اون کا قبلہ تھا، برسون سے اوس کی زیارت اور حج سے محروم تھے، اس لئے جنگ خندق کے ایک سال بعد رسول اللہ صلعم چودہ سو مسلمانون کے ساتھ کعبہ کی زیارت کے لئے چل کھڑے ہوئے، اور اس خیال سے کہ قریش کو یہ خیال نہ ہو کہ ہم سے لڑنے کے لئے آرہے ہین عمرہؓ کا احرام باندھ لیا، اور قربانی کے جانور ساتھ

ے لئے، لیکن پھر بھی دشمن شرارت سے باز نہ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکہ پہونچنے بھی نہ پائے تھے کہ اونھون نے آگے بڑھکر راستہ روک لیا، بہیترا یقین دلایا گیا کہ صرف عمرہ کی نیت سے ہے، لڑائی بھڑائی کا کوئی ارادہ نہین ہے، لیکن شیطانون نے ایک نہ سنی، حضرت عثمانؓ معاملہ طے کرنے گئے تھے کسی نے خبر اڑادی کہ وہ شہید کرڈالے گئے حضورؐ کو بہت رنج ہوا، فوراً ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر تمام صحابہ سے بیعت لی کہ اس خون کا بدلہ لئے بغیر یہان سے نہ ٹلین گے، یہی بیعت، بیعت رضوان کہلاتی ہے، بعد کو معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی، اب پھر اصل بات شروع ہوئی، آخر بڑی مشکلون سے اس پر معاملہ طے ہوا کہ :-

(۱) اب کی مسلمان واپس چلے جائین، اگلے سال آئین، لیکن شرط یہ ہے کہ تلوار (وہ بھی میان مین) کے سوا، اور کوئی ہتھیار نہ ہو، تین دن وہ مکہ مین ٹھہر سکتے ہین، ان دنون مین قریش شہر سے باہر چلے جائین گے،

(۲) مسلمان اور قریش دونون کو حق ہے کہ جس سے چاہین معاہدہ (معاملہ) کرین،

(۳) اگر قریش مین کا کوئی شخص بلا اجازت مسلمانون سے جاملے گا تو واپس کردیا جائیگا، لیکن اگر کوئی مسلمان قریش کے پاس آئیگا، تو پھر واپس نہین لوٹایا جائیگا،

(۴) دس سال آپس مین صلح رہے گی، اور اس عرصہ مین کوئی لڑائی بھڑائی نہ ہوگی،

اس معاہدہ (عہدنامہ) کی تیسری دفعہ دیکھنے مین کچھ اچھی نہین معلوم ہوتی ہی لیکن سچ پوچھو تو اس مین بڑی مصلحت تھی، جب مسلمان کافرون سے مل گیا تو پھر وہ کس کام کا، جتنی دور رہے اتنا ہی اچھا ہے، پاس رکھ کر سوائے ہر وقت کھٹکے کے اور کیا فائدہ، رہا مسلمان تو وہ کہین بھی رہے، کافرون کو نقصان کے سوا اوس سے فائدہ کیا پہونچ سکتا ہی، چنانچہ یہی ہوا، قریش کے جو لوگ مسلمان ہوجاتے وہ اِس دفعہ کی وجہ سے مدینہ مین رہ نہین سکتے تھے

اور مکہ کافرون کے پاس وہ لوٹ کر جانا نہین چاہتے تھے، مجبوراً اپنی ایک الگ ٹکڑی بنائی اور قریش کے قافلون کو لوٹنا شروع کیا، چندہی دن مین قریش کا ناک مین دم آگیا، اور اونھون نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خواہش کی کہ عہدنامہ سے یہ دفعہ نکال دیجائے،

بادشاہون کے نام دعوتِ اسلام کے

خطوط ۶ھ

صلح حدیبیہ کے بعد جب آنحضرت صلعم کو کفار مکہ کی حالت سے کچھ اطمینان نصیب ہوا تو آپ نے آس پاس کے بادشاہون کے پاس دعوتِ اسلام کے خطوط بھیجے، دحیہ کلبیؓ کو قیصر روم کے پاس، عبداللہ بن حذافہؓ کو خسرو پرویز بادشاہ ایران کے پاس، حاطب بن ملتعہ کو عزیز مصر کے پاس، عمرو بن امیہؓ کو نجاشی بادشاہ حبش کے پاس، سلیط بن عمروؓ کو یمامہ کے رئیسون کے پاس، شجاع بن وہبؓ کو حارث غسانی کے پاس خط لیجانے کی خدمت سپرد ہوئی،

غزوۂ خیبر ۷ھ

خیبر مدینہ اور شام کے بیچ مین یہودیون کا ایک جنگی مرکز تھا، یہان اون کے بہت سے قلعے تھے، جہان جہان مسلمان پہنچ جاتے تھے، یہودی وہان سے ہٹ کر خیبر مین آکر دم لیتے تھے، اور وہان کے سردار عرب کے رئیسون کو مسلمانون کے خلاف لڑائی پر آمادہ کرتے تھے، آنحضرت صلعم نے چاہا کہ ان سے صلح کا کوئی معاہدہ ہوجائے، مگر اونھون نے نہ مانا، اور لڑائی ضروری ہوگئی، مسلمانون نے سنہ ۶ھ کے آخر یا سنہ ۷ھ کے شروع مین خیبر پر چڑھائی کی یہودیون

نے قلعہ بند ہوکر لڑنا شروع کیا، مسلمانون کو ایک ایک قلعہ فتح کرنا پڑا، آخر کئی ہفتون کے بعد سارے قلعے سر ہوئے، کل ۹۳ یہودی اس لڑائی مین مارے گئے،

لڑائی ختم ہونے پر یہودیون کی درخواست پر زمین کی کاشت یہودیون کے ہاتھون مین رہنے دی گئی، اور مسلمانون نے صرف حق مالکانہ پر قناعت کی،

(۸)

فتح مکہ ۸ھ

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلعم کو دنیا مین توحید کی تعلیم، بتون کی پوجا مٹانے، اور اپنے محبوب گھر کعبہ کو جس مین تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے، بت پرستی کی گندگی سے پاک کرنے کے لئے بھیجا تھا، لیکن قریش نے اب تک اس کام کو پورا نہ ہونے دیا تھا، اور رسول اللہ صلعم نے بھی معاہدۂ حدیبیہ کی وجہ سے جو دس سال کے لئے ہوا تھا، اس کام مین جلدی نہین کی لیکن قریش نے یہ معاہدہ توڑ کر رسول اللہ صلعم کو مکہ پر چڑھائی کے لئے مجبور کر دیا، قبیلہ بنی خزاعہ مسلمانون کا دوست تھا، جن پر قریش کو تلوار اٹھانے کا حق نہ تھا، لیکن اونھون نے ایک دوسرے قبیلہ بنی بکر کی دوستی مین جو بنی خزاعہ کا دشمن تھا، بنی بکر کے ساتھ بنی خزاعہ پر حملہ کر دیا، عین حرم (کعبہ) مین ان بیچارون کا خون بہایا، اون کی اس شرارت کے باوجود رسول اللہ صلعم نے کوئی بدلہ نہین لیا، اور قریش کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ بے گناہ مارے جانے والون کا خونبہا ادا کرین، یا بنی بکر کا ساتھ چھوڑ دین، یا صاف صاف کہدین کہ معاہدہ ٹوٹ گیا، قریش نے کہا ہان معاہدہ ٹوٹ گیا، اس صاف جواب کے بعد رسول اللہ صلعم مجبوراً رمضان ۸ھ مین دس ہزار صحابہ کے ساتھ مکہ روانہ ہوگئے، اب حالت بدل چکی تھی مسلمان

بہت بڑھ چکے تھے، اون کے پاس ساز و سامان بھی کافی ہو چکا تھا، قریش مین انہین روکنے کا دم نہ تھا، اس لئے معمولی سی جھڑپ کے بعد مسلمان مکہ مین داخل ہوگئے، اور اس شان و شکوہ کے ساتھ کہ قریش کے بڑے بڑے سردار اسلامی شان دیکھ کر ڈر گئے، رسول اللہ صلعم نے اون کو تسلی دی، کہ ڈرنے کا مقام نہین ہے، کعبہ مین داخل ہونیکے بعد آپ نے کعبہ کا طواف کیا، اور اور سارے بت نکال کے پھینک دیئے، اس کے بعد آپ نے مکہ کے تمام لوگون کو جمع کیا، اور ان کے سامنے تقریر کی، یہ عجیب وقت تھا، ایک زمانہ تھا جب حضور بے یار و مددگار مکے سے نکلے تھے، قریش کا بچہ بچہ آپ کے خون کا پیاسا تھا، یا آج یہ دن تھا کہ اشارے پر جان دے دینے والے دس ہزار آدمی ساتھ تھے، دشمن سب کے سب سامنے موجود تھے، ہر قسم کے بدلے کا پورا موقع تھا، چاہتے تو ایک اشارہ پر سر تن سے جدا کر سکتے تھے، لیکن آپ تو ساری دنیا کے لئے امن و راحت بنا کر بھیجے گئے تھے، آپ سے یہ کیونکر ہو سکتا تھا آپ نے سب کی خطائین معاف کر دین، اور فرمایا جاؤ تم سب لوگ آزاد ہو، ابو سفیان جو اسلام کے سخت دشمن تھے، جنھون نے ہر موقع پر اسلام کو نقصان پہنچایا تھا، اور جو ہر لڑائی مین آگے آگے تھے، اون تک کو حضور نے معاف کر دیا، اور صرف معاف ہی نہین کیا بلکہ اس کے ساتھ یہ عزت بخشی کہ جو اون کے گھر مین پناہ لیتا، اوسے بھی معافی مل جاتی،

قریش پر اس رحم اور مہربانی کا بہت اثر ہوا، اور وہ بڑی تعداد مین مسلمان ہوگئے،

(۹)

حنین

ابھی آپ مکہ ہی مین تھے کہ معلوم ہوا کہ ثقیف اور ہوازن کے قبیلے فساد پر تلے ہوئے ہین، خبر ملتے ہی فوراً ادھر روانہ ہوئے، حنین کے مقام پر مقابلہ ہوا، مسلمانون کے پاس اس وقت بارہ[۱۲] ہزار فوج تھی، سامان بہت کافی اور اچھا تھا، لوگون کے دل مین خیال آیا کہ جب ہم نے چند آدمیون سے بڑی بڑی فوجون کو بھگا دیا، تو اتنی طاقت کے بعد اب کون ہی جو ہمارے سامنے ٹک سکے، اللہ تعالیٰ کو یہ غرور پسند نہ آیا، اور پہلے ہی حملہ مین پیر اکھڑ گئے، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور چند خاص خاص صحابہ میدان مین رہ گئے، یہ حالت دیکھکر حضرت عباس رضی کو حکم ہوا کہ مسلمانون کو آواز دین، آواز کا کان مین پڑنا تھا کہ سب کے سب پلٹ پڑے، اب کیا تھا، دم کے دم مین میدان کا رنگ بدل گیا، اور تھوڑی دیر مین دشمن صاف ہو گئے، جنگ ختم ہوئی، تو چھ[۶] ہزار قیدی چوبیس[۲۴] ہزار اونٹ، چالیس[۴۰] ہزار بکریان اور چار ہزار اوقیہ چاندی قدمون کے پاس ڈھیر تھی،

حنین کے شکست خوردہ مشرک بھاگ کر طائف کے قلعہ مین جمع ہوئے، اور لڑائی کا سامان شروع کر دیا، اس لئے حنین سے رسول اللہ صلعم طائف تشریف لے گئے، اور تھوڑے دنون قلعہ کا محاصرہ کر کے لوٹ آئے،

(۱۰)

غزوۂ تبوک ۹ھ

تبوک مدینہ اور دمشق کے درمیان شام مین ایک مقام ہے ۹ھ مین آنحضرت صلعم نے اس پر فوج کشی کی اس کا باعث یہ ہوا کہ ۹ھ مین مدینہ مین نہایت زور و شور سے خبر پھیلی کہ رومی بڑے سامان سے مدینہ پر چڑھائی کی تیاری کر رہے ہین، لخم و جذام عرب قبیلے بھی اون کے ساتھ ہین، چونکہ مسلمانون اور شامیون مین چھیڑ ہو چکی تھی، اس لئے مسلمانون کو اس کے صحیح سمجھنے مین تامل نہ ہوا، اور رسول اللہ صلعم نے تیاری کا حکم دیدیا، اتفاق سے امسال عرب مین سخت قحط تھا، گرمی بڑے غضب کی پڑ رہی تھی، اس لئے لوگون کو نکلنا بہت شاق تھا، منافقون کو موقعہ مل گیا، اونھون نے خفیہ مسلمانون کو روکنا شروع کر دیا، مسلمان یون ہی تنگدست تھے، قحط نے اور حالت زبون کر دی تھی، اس لئے آنحضرت صلعم نے تمام قبائل عرب سے چندہ طلب کیا، متمول صحابہ نے بڑی بڑی رقمین پیش کین، حضرت عثمانؓ نے تین سو اونٹون سے مدد کی، پھر بھی بہت سے صحابہ ناداری کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے، قرآن نے اون کی معذوری کی وجہ سے اونھین جہاد کی شرکت سے مستثنیٰ کر دیا، اور رسول اللہ صلعم حضرت علیؓ کو مدینہ مین اپنا نائب بنا کر تیس ہزار صحابہ کو لے کر مدینہ سے شام روانہ ہوئے، تبوک پہونچ کر معلوم ہوا کہ رومیون کے حملہ کی خبر صحیح نہ تھی، لیکن بالکل غلط بھی نہ تھی، ایک غسانی سردار عربون سے سازباز کر رہا تھا، آنحضرت صلعم نے بیس دن قیام فرمایا، اس دوران مین ایلہ کے رئیس یوحنا اور جربا اور اذرح کے عیسائیون نے آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہو کر جزیہ دینا قبول کیا

دومۃ الجندل کا عرب سردار اکیدر قیصر کے ماتحت تھا، آنحضرت صلعم نے حضرت خالدؓ کو اس کے گرفتار کرنے کے لئے بھیجا، اونھون نے جاکر اوس کو گرفتار کرلیا، پھر آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضری دینے کی شرط پر رہا کردیا، چونکہ تبوک مین رومیون کی تیاری کی کوئی خبر نہ ملی، اس لئے بیس دن قیام کرنے کے بعد آنحضرت صلعم واپس تشریف لے آئے،

(۱۰)

آخری حج

فتح مکہ کے بعد اسلام کی راہ سے بڑی رکاوٹ دور ہوگئی، اور چند ہی دنون مین عرب کے کونے کونے مین اسلام کا نور پھیل گیا،

سنہ ۱۰ھ مین حضور نے حج کا ارادہ کیا، جس کو حجۃ الوداع یعنی رخصتی کا حج کہتے ہین، کیونکہ یہ آپ کا آخری حج تھا، جب یہ خبر مشہور ہوئی تو ہر طرف سے لوگ نکل پڑے، اور تھوڑے ہی دنون مین ایک لاکھ سے اوپر آدمی جمع ہوگئے، حج کے بعد آپ نے اپنا مشہور خطبہ دیا، آپ نے فرمایا:۔

"لوگو! غور سے سنو، اور یاد رکھو، شاید پھر تم سے ملنے کا موقع نہ ملے، جس طرح اس دن، اس مہینے، اور اس جگہ کی حرمت کرتے ہو اسیطرح ایک مسلمان کا خون، مال اور آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے، اللہ تعالی تمھارے ہر کام کا حساب لے گا" دیکھو میرے بعد گمراہ نہ ہوجانا، کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو، جس طرح تمھارے حق عورتون پر ہین، اوسی طرح عورتون کے حق تمھارے اوپر ہین، اون کے ساتھ نرمی کرنا، اور مہربانی سے پیش آنا، اور اللہ سے ڈر کر اون کے حق کا لحاظ رکھنا

غلامون کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، جو خود کھانا وہ اونھین کھلاتا، جو خود پہننا وہی اونھین پہنانا، اون سے کوئی خطا ہو تو معاف کردینا، یا اونھین الگ کردینا وہ بھی اللہ ہی کے بندے ہین، سختی درست نہین،

نہ عربی کو عجمی (غیر عرب) پر فضیلت ہے، نہ عجمی کو عربی پر، سب مسلمان آپس مین بھائی بھائی ہین، تمھارے لئے کسی کی چیز اوس وقت تک حلال نہین ہے جب تک کہ وہ خوشی سے نہ دے دے،

دیکھو ناانصافی نہ کرنا، مین تمھارے پاس ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہون، جس کو اگر تم مضبوطی سے پکڑے رہوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے وہ چیز قرآن ہے،

عمل مین خلوص، مسلمان بھائیون کی خیرخواہی اور جماعت مین اتحاد (آپس مین میل) یہ تین باتین ایسی ہین جو دل کو پاک رکھتی ہین،

تم لوگون کو چاہئے کہ میری باتین اون لوگون کو پہونچا دو، جو یہان موجود نہین ہین، کیونکہ بہت سے لوگ سنکر ان لوگون سے زیادہ یاد رکھتے ہین جو خود اپنے کانون سے سنتے ہین،،

خطبہ ختم ہوا تو آپ نے لوگون سے پوچھا کہ قیامت کے دن تم سے پوچھا جائیگا کہ مین نے خدا کے احکام (حکم) تم تک پہونچائے یا نہین، تو تم کیا جواب دوگے. لوگون نے یک زبان ہوکر کہا ہم گواہ ہین کہ آپ نے اللہ کے احکام (حکم) ہم تک پہنچا دیئے، اور اپنا فرض ادا کردیا، یہ سنکر آپ نے آسمان کی طرف انگلی اوٹھائی، اور تین بار فرمایا اے اللہ تو گواہ رہ، اے اللہ تو گواہ رہ اے اللہ تو گواہ رہ، اس کے بعد آپ مدینہ واپس تشریف لائے،

(۱۱)

حضرتؐ کی وفات

حجۃ الوداع (آخری حج) ہی کے موقع پر قرآن مجید کی آخری آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (آج مین نے تمھارے لئے تمھارا دین پورا کردیا، اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی، اور تمھارے لئے دین اسلام کو پسند کیا) اتر چکی تھی جس سے اشارۃً معلوم ہوگیا تھا، کہ اب حضور کو دنیا مین رہنے کی ضرورت باقی نہین ہے، کیونکہ آپ جس کام کے لئے تشریف لائے تھے، اوس کو پورا کر چکے، چنانچہ ۲ دو مہینے بعد صفر کی آخری تاریخون مین آپ کو بخار آیا، اور دن پر دن بڑھتا ہی گیا، آخر ۶۳ برس کی عمر مین دوشنبہ کے دن ربیع الاول (بارہ وفات) کی ~~پہلی~~ ۱۲ تاریخ کو وفات پائی،

جیسے ہی انتقال کی خبر پھیلی سارے مدینہ مین کہرام مچ گیا، بڑے بڑے مضبوط دل کے لوگ بدحواس ہوگئے، حضرت علیؓ جہان تھے وہین بیٹھ گئے، حضرت عثمانؓ کو سکتہ ہوگیا، حضرت عبداللہ ابن انیسؓ کا مارے صدمہ کے انتقال ہوگیا، حضرت عمرؓ کو پہلے یقین ہی نہ آتا تھا، جب یقین آیا تو بیہوش ہوکر گر پڑے، لوگون کو جب ذرا سکون ہوا تو تجہیز وتکفین (کفن دفن) کا انتظام ہوا، اور منگل کے دن ربیع الاول (بارہ وفات) کی دوسری تاریخ کو وہین حضرت عائشہؓ کے حجرہ مین دفن ہوئے، وفات کے وقت ۶۳ سال کا سن مبارک تھا،

(۱۴)

اسلام کا اثر

شروع مین پڑھ چکے ہو کہ حضور سے پہلے عرب بلکہ ساری دنیا کی کیا حالت تھی ۲۳ برس کی مدت بھی کوئی ایسی مدت ہے لیکن انھین چند برسون مین سارے عرب کی کایا پلٹ گئی، اب نہ وہان چور تھے نہ اُٹھائی گیرے نہ کہین ڈاکا پڑتا تھا نہ کوئی قافلہ لٹتا تھا، ہر طرف خدا کے پاک و مخلص بندے تھے، ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک سارے ملک مین امن تھا، ایک بوڑھی عورت یمن کے شہر صنعاء سے سونا اچھالتی چلی تھی اور سینکڑون میل کا سفر طے کرکے مکہ پہنچی تھی، اور کوئی روک ٹوک کرنے والا نہ تھا، غنیمت کا مال آتا اور کبھی کئی دن مسجد مین بلا جوکی پہرے کے کھلا پڑا رہتا، لیکن لینا تو بڑی بات ہے، کوئی آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھتا، کہ سونے کا انبار ہے، یا مٹی کا ڈھیر، کہان تو عداوت و دشمنی کا یہ حال تھا کہ بھائی بھائی کے خون کا پیاسا تھا، یا یکایک یہ حالت ہو گئی کہ غیر عزیزون سے بڑھ گئے، اور پرائے اپنے ہو گئے، نفرت کے بجائے ہر طرف میل و محبت کا چرچا تھا، شراب جو اون کی گھٹی مین پڑی تھی، یک قلم بند ہو گئی، جوا جو اون کا رات دن کا کھیل تھا، بالکل ختم ہو گیا، برائی اور بدکاری کے اڈے اجڑ گئے، میلون ٹھیلون کا خاتمہ ہو گیا، بت مٹ گئے، بتخانون مین سناٹا چھا گیا، اب نہ کہین درختون کی پوجا تھی، نہ پتھرون کی عبادت، نہ قبرون پر سجدے ہوتے تھے نہ سرداروں اور بادشاہون کے آگے سر جھکتے تھے، ہر طرف ایک ہی خدا کا ذکر تھا، اور اوسی کے نام کی پکار،

ایمان کی قوت نے ہمت بلند کردی، وہی مفلس و قلاش اور غریب و لاچار عرب

جن کی ساری زندگی بکریون کی چرواہی اور اونٹون کی دیکھ بھال مین بسر ہوئی تھی باد شاہت وسلطنت کے ارادے کرنے لگے، جو قیصر و کسری (روم وایران کے بادشاہ) کے نام سے لرز جاتے تھے، اور غسانیون کے خیال سے جن کی نیندین اُچٹ جاتی تھین، اب وہی آگے بڑھکر اون کے تخت پر قدم رکھدینا چاہتے تھے، جہان ہر طرف فقر و افلاس تھا اونٹنیون کے دودھ اور کھجورون سے پیٹ پالتے تھے، چار چار دن کے بعد بھی دانہ کی شکل نظر نہین آتی تھی، تھوڑے ہی دنون مین وہان اتنی دولت پھٹ پڑی کہ ہزارون روپیے لے کر لوگ نکلتے تھے لیکن کوئی قبول کرنے والا نہ ملتا تھا،

سوچنے کی بات ہے کہ آخر چند برس مین یہ کایا پلٹ کیونکر ہو گئی، محمد رسول اللہ صلعم کے سوا وہ اور کون ذات تھی، جس نے ساری دنیا بدل دی، صلی اللہ علیہ وسلم،

دوسرا باب

خلافت راشدہ[1]

(۱)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

پچھلے ورقون مین حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حالات کسی قدر پڑھ چکے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ نے آپ کو اپنا سردار بنایا،

اس وقت ملک کی عجیب حالت تھی، ایک طرف عرب کے قبیلے اسلام سے پھر گئے، اور مسیلمہ و اسود وغیرہ نے پیغمبری کا دعویٰ کر دیا، جو اسلام پر قائم رہے، اُن مین سے بھی ایک بڑی تعداد نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا، باہر کے حملے کا بھی ہر وقت ڈر تھا، حضرت ابوبکرؓ نے حالات کو اچھی طرح سے دیکھا، اور پورے غور کے بعد ایک آخری رائے قائم کر لی، آپ نے سب سے پہلے حضرت اُسامہؓ کو حکم دیا کہ شام کی طرف روانہ ہو جائین، صحابہ نے بہیترا منع کیا کہ ملک کی حالت ابتر ہے

---

[1] خلافت راشدہ کے معنی ہین صحیح اور درست قائم مقامی، چونکہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے قائم مقام تھے اور ان کے وقت مین ٹھیک ٹھیک اللہ کے قانون کے مطابق حکومت ہوتی تھی، اس لئے اون کا زمانہ خلافت راشدہ کہلاتا ہے،

اس وقت باہر فوج بھیجنا کسی طرح مناسب نہین لیکن حضرت ابوبکرؓ حالات کو سمجھ چکے تھے، اسلیے اپنی راے پر جمے رہے، اور حضرت اسامہؓ کو روانہ کردیا، جو چند ہی دنون مین دشمنون کو شکست دیکر مال سے لدے پھندے واپس آئے،

حضرت خالدؓ مسیلمہ وغیرہ کے مقابلہ پر بھیجے گئے، اور اونھین حکم دیا گیا کہ زکوٰۃ نہ دینے والون سے بھی جنگ کی جائے، صحابہ نے اب بھی روکنا چاہا، لیکن حضرت ابوبکرؓ خود تلوار لے کر کھڑے ہوگئے، اور کہنے لگے کہ خدا کی قسم اگر یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایک رسی بھی دیتے تھے، اور اب اس سے انکار کرتے ہین تو ان سے جنگ کرون گا، آپ کے اس ارادہ کو سن کر سب چپ ہوگئے اور فوجین روانہ ہوگئین،

اس مین کوئی شک نہین کہ حضرت ابوبکرؓ معاملہ کو بالکل سمجھ گئے تھے، اون کی اس تدبیر سے سارا ملک تھرّا اوٹھا، اور سب کے دل مین یہ بات بیٹھ گئی کہ مسلمان بڑے مضبوط اور طاقتور ہین، اگر اون کے پاس کافی قوت نہ ہوتی تو اس طرح چارون طرف فوجین نہ روانہ کرتے، نتیجہ یہ ہوا کہ دشمنون کے چھکے چھوٹ گئے، اور بے لڑے بھڑے ہزارون لاکھون آدمی تابعدار ہوگئے، جو مقابلہ پر آئے وہ بھی اس طرح لرزتے اور کانپتے ہوئے کہ چند ہی لڑائیون مین ہتھیار ڈال دیئے، مسیلمہ اور اوس کے ساتھی مارے گئے، اور ملک مین پھر چارون طرف اسلام کا ڈنکا بجنے لگا،

(۲)

روم و ایران،

رومی اور ایرانی دونون ہمیشہ سے عربون کو ذلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اور اونھین اپنا غلام سمجھتے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خسرو پرویز (بادشاہ ایران کو) اسلام

کی دعوت دی تو اوس نے یہ کہہ کر نامۂ مبارک (آپ کے خط) کو چاک کر ڈالا کہ افوہ میرے غلام کی یہ مجال کہ مجھے اس طرح خط لکھے، اس کے بعد یمن کے گورنر کو حکم بھیجا کہ آپ کو گرفتار کر کے بھیج دے، رومیون کے متعلق معلوم ہے کہ وہ مدت سے عرب پر حملہ کا ارادہ رکھتے تھے،

یہ تو خاص عرب کے ساتھ اون کا برتاؤ تھا، خود اپنے ملک مین رعایا پر جو ظلم وستم ڈھا رہے تھے، اس کے ذکر سے آج بھی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین، اون کے مظالم سے خود اون کی رعایا پریشان تھی، اتفاق سے اسی زمانہ مین ایران مین بڑی گڑبڑ مچ گئی، یہان کی حالت دیکھ کر عرب و ایران کی سرحد کے ان قبیلون نے جن پر ایرانی ہمیشہ ظلم کرتے چلے آرہے تھے، ایران کی سرحد پر حملہ شروع کر دیا، اور حضرت ابوبکرؓ سے آکر کہا کہ ہملوگون کو مصیبت سے بچانے کا یہی وقت ہے، آپ عربون کے ساتھ ایرانیون کی دشمنی سے اچھی طرح واقف تھے، مسلمانون کو ایرانیون کی عداوت سے بچانے کے علاوہ ایک مقصد یہ بھی تھا، کہ اون کے کانون تک خدا کا پیغام پہنچا دیا جائے، اس لئے آپ تیار ہو گئے، اور پہلے حضرت خالدؓ کی ماتحتی مین ایران کی طرف فوج بھیجی گئی، جس نے چند ہی لڑائیون مین عراق کا بڑا حصہ فتح کر لیا،

(۳)

یرموک

ایرانیون کی طرح رومی بھی مسلمانون کے بڑے دشمن تھے، اور عرصہ سے عرب پر اپنا قبضہ جمانے کی فکر مین تھے، ایک آدھ مرتبہ اونھون نے مدینہ شریف پر بھی حملہ کا ارادہ کیا تھا، اس لئے حضرت ابوبکرؓ نے ایران کے ساتھ ساتھ شام پر بھی فوج کشی کی تھی، اور

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح، یزید بن ابی سفیان، عمرو بن العاص، اور بڑے بڑے صحابہ کو فوجین دیکر شام بھیجا تھا، اور یہان بھی ٹھیک اس وقت جب ایران مین لڑائی ہو رہی تھی، جنگ چھڑی ہوئی تھی، اور رومی بڑے جرار لشکر کے ساتھ مقابلہ کر رہے تھے، اس لئے یہان حضرت خالد کی جو بڑے نامور بہادر تھے اور عراق مین تھے، سخت ضرورت تھی، اس لئے حضرت ابو بکرؓ نے انھین حکم بھیجا کہ فوراً وہان جائین، اور اپنی جگہ حضرت مثنیٰ کو مقرر کر جائین، یہ حکم ملتے ہی حضرت خالد شام روانہ ہوگئے، اور یہان کی اسلامی فوج کے سردارون سے مل گئے، پہلا معرکہ اجنادین کے مقام پر ہوا جس مین رومیون کو سخت شکست ہوئی، اب شام کے حاکم ہرقل کو سخت تاؤ آیا، اور اس نے تین لاکھ فوج مقابلہ کے لئے بھیجی، مسلمانون کی تعداد کسی طرح چالیس ہزار سے زیادہ نہ تھی، یرموک کے مقام پر دونون فوجون کا مقابلہ ہوا، رومی بڑی ہمت اور بہادری سے لڑے، لیکن سخت شکست کھائی، اور لاکھون لاشین چھوڑ کر میدان سے بھاگ گئے،

اس لڑائی نے اون کی ہمت توڑ دی، اور اونھین صاف نظر آنے لگا کہ چند ہی دن مین سارا شام ہاتھ سے نکل جائیگا،

(۴)

حضرت ابو بکرؓ کی وفات

یرموک کی لڑائی جاری تھی کہ جمادی الثانی ۱۳ھ مین حضرت ابو بکرؓ کا انتقال ہوگیا مدینہ کے قاصد نے (ہرکارہ) میدان یرموک مین آکر آپ کی وفات کی خبر سنائی،

آپ نے کل دو برس تین مہینے دس دن حکومت کی لیکن اتنی ذراسی مدت مین جتنے
بڑے بڑے کام آپ نے کئے، وہ دوسرے سے برسہا برس مین مشکل سے ہو سکتے
تھے، رسول اللہ صلعم کی آنکھ بند ہوتے ہی نبوت کے جھوٹے دعویدارون اور مرتدون نے اسلام
کا چراغ بجھا دینا چاہا، لیکن حضرت ابوبکرؓ نے تنہا مستعدی سے اِن فتنون کا قلع قمع کر دیا، آپ
طبیعت کے نرم لیکن ارادہ کے پکے تھے، رسول اللہ صلعم کے بعد جن قبیلون نے زکوۃ دینے
سے انکار کیا تھا صحابہ اون کے مقابلہ مین تلوار اوٹھانے کے مخالف تھے، لیکن حضرت ابوبکرؓ
نے کہا یہ نہین ہو سکتا، جو شخص رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین بکری کا ایک بچہ بھی دیتا تھا، اس سے
مین تلوار کے ذریعہ سے وصول کرون گا، اللہ اور اوس کے رسول کے ساتھ بڑی گہری محبت
تھی، ہر وقت جان و مال سے حاضر رہتے، کبھی سخت سے سخت موقع پر بھی آپ کے قدم پیچھے
نہین ہٹے، خلافت سے پہلے کپڑے کا کاروبار کرتے تھے، لیکن خلیفہ ہونے کے بعد کام اتنا
بڑھا کہ اس کے لئے وقت نہ نکل سکا، مجبوراً سب کے کہنے سے اپنی گذر اوقات کے لئے
بیت المال (سرکاری خزانہ) سے کچھ تنخواہ لینے لگے لیکن وفات کے وقت وصیت کر دی
کہ اون کی جائداد بیچ کر یہ رقم سرکاری خزانہ مین واپس کر دیجائے،

حضرت ابوبکرؓ نے اپنے زمانہ مین اس کا بڑا لحاظ رکھا کہ رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین
جو باتین نہ تھین، انھین نہ ہونے دیا، اس لئے آپ کی خلافت نے باقاعدہ حکومت کی شکل
اختیار نہ کی، نہ کوئی عمارت بنوائی نہ خزانہ قائم کیا، نہ فوج کا باقاعدہ محکمہ قائم کیا، جو روپیہ آتا
تھا، اوس کو مسلمانون مین دے لے کر چکا دیتے تھے، اور بیت المال مین جھاڑو پھروا دیتے
تھے، جب جہاد کے لئے فوج کی ضرورت ہوتی تھی تو مسلمانون کو جمع کرتے تھے، رسول اللہ صلعم
کے زمانہ مین جو نظام تھا بعینہٖ اوسکو قائم رکھا حتی کہ اس زمانہ کے عہدہ دارون مین بھی کوئی ادل بدل

نہین کیا، آپ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن کا جمع کرنا ہے، اس لئے کہ قرآن مجید اس وقت چمڑے کے ٹکڑون، اونٹ کی ہڈیون، اور کھجور کے پتون پر لکھا ہوا تھا، اور وہ بھی کسی ایک شخص کے پاس پورا قرآن نہ تھا، کسی کے پاس کوئی سورہ تھی، کسی کے پاس کوئی آیت تھی، کسی کے پاس کوئی ٹکڑا تھا، حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ پورے قرآن کو ایک جگہ جمع کر لیا جائے تاکہ آیندہ ضائع نہ ہو جائے، چونکہ رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین یہ نہ ہوا تھا، اس لئے حضرت ابوبکرؓ کو تامل ہوا، لیکن پھر حضرت عمرؓ کے اصرار سے اس کی مصلحت سمجھ مین آگئی، اور آپ نے اون صحابہ سے جو رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین قرآن لکھتے تھے، اور جن کو قرآن زیادہ حفظ تھا، بڑی احتیاط سے قرآن شریف ایک جگہ جمع کرا لیا، یہی قرآن ہم آج پڑھتے ہین،

آپ بڑے نرم دل اور رقیق القلب تھے، مزاج مین مطلق سختی نہ تھی، خلافت سے پہلے تجارت کے ذریعہ روزی پیدا کرتے تھے. خلافت کے بعد کچھ دنون تک یہ مشغلہ قائم رہا، لیکن خلافت کے کامون کی وجہ سے فرصت نہ ملتی تھی، اس لئے صحابہ نے سالانہ ۶ ہزار درہم وظیفہ مقرر کر دیا،

---

(۲)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱)

ایران

حضرت ابو بکرؓ نے انتقال کے وقت حضرت عمرؓ کو اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا، انتقال کے بعد باضابطہ بعیت ہو گئی، اور حضرت عمرؓ نے کام شروع کر دیا،

عرب کی حالت تو حضرت ابو بکرؓ ہی کے زمانہ سے ٹھیک ہو گئی تھی، لیکن ایران اور شام کا معاملہ ابھی تک ابتدائی حالت مین تھا، اور پڑھ چکے ہو کہ حضرت عمرؓ کے حکم سے حضرت خالدؓ شام روانہ ہو گئے تھے، اور اون کی جگہ حضرت مثنیٰؓ لشکر کے سردار مقرر ہوئے تھے، اس عرصہ مین ایرانیون نے اپنی حالت درست کی اور ہرمز کی ماتحتی مین دس ہزار فوج بھیجی، مثنیٰؓ بھی اپنی فوج لے کر آگے بڑھے، بابل کے مقام پر دونون کا مقابلہ ہوا، ایرانی بڑی بہادری سے لڑے لیکن آخرکار شکست کھائی اور میدان سے بری طرح بھاگے،

ایرانیون کو اس ہار سے سخت رنج ہوا، اب کی اونھون نے اپنے آپ کو اور مضبوط کیا، اور بہت زور سے مقابلہ کی تیاریان شروع کین مثنیٰؓ نے یہ حالت دیکھی تو سیدھے مدینہ پہونچے، اور حالات بیان کئے، اوس وقت حضرت ابو بکرؓ کا آخری وقت تھا، حالات سن کر حضرت عمرؓ کو وصیت کی کہ اس طرف پوری توجہ کرین، چنانچہ حضرت عمرؓ نے خلیفہ ہوتے

ہی حضرت ابو عبیدہ ثقفیؓ کو ایک بڑا لشکر دے کر روانہ کیا،

ایرانیون سے کئی معرکے ہوئے لیکن ہر مرتبہ میدان مسلمانون ہی کے ہاتھ رہا، ایرانی سپہ سالار (فوج کے سردار) رستم کو یہ حالت معلوم ہوئی تو غصہ سے کانپ اوٹھا، اور فوراً بہمن جادو کو تیس ہزار فوج لیکر روانہ کیا، فرات کے کنارے دونون فوجون کا مقابلہ ہوا، مسلمان بڑی بہادری سے لڑے، لیکن عربی گھوڑون کو کبھی ہاتھیون سے سابقہ نہ پڑا تھا، اور ایرانی فوج مین ہاتھیون کی پوری قطار تھی، اون کو دیکھ کر گھوڑے بھڑکنے لگے، اس لئے مجبوراً عرب سوار گھوڑون سے کود پڑے، اور تلوارین لے کر ہاتھیون پر ٹوٹ پڑے، خود حضرت ابو عبیدہؓ نے بڑھکر سفید نشان کے ہاتھی پر تلوار چلائی، تلوار پڑتے ہی ہاتھی بلبلا اوٹھا، اور غصہ مین آکر اونکے سینے پر پیر رکھدیا، جس سے پسلیان چور چور ہوگئین،

لڑائی بڑے زور سے جاری تھی، ایرانی جوش مین برابر بڑھتے چلے آرہے تھے اور مسلمان پیچھے ہٹتے جا رہے تھے، اتنے مین ایک شخص نے جا کر پل توڑ دیا، تاکہ مسلمان بھاگنے کا خیال چھوڑ دین، اور جم کر لڑین لیکن لڑائی کا رنگ ایسا بگڑ چکا تھا، کہ ٹھہرنا دشوار ہوگیا، مجبوراً مسلمان پیچھے ہٹے، یہان پل پہلے ہی ٹوٹ چکا تھا، گھبراہٹ مین کوئی چار ہزار آدمی دریا مین ڈوب گئے، مثنیٰ نے یہ رنگ دیکھا تو خود آگے تھم کر [illegible] اور پیچھے کے لوگون کو تسلی دی، اور کہا کہ بے فکری سے پل بنائین، جب پل بن گیا تو باقی آدمیون کو حفاظت سے اس پار نکال لے گئے، لیکن اتنے [illegible]

حضرت عمرؓ کو یہ حال معلوم ہوا تو انھون نے حضرت مثنیٰ کی مدد کے لئے تازہ دم فوجین بھیجین، ادھر مثنیٰ نے بھی فوج تیار کی، یہ سارا لشکر بویب مین جمع ہوا، ایرانی فوج بھی مہران کی ماتحتی مین آگے بڑھی، دونون فوجون مین بڑی سخت جنگ ہوئی، ایرانی بڑے جوش سے

لڑے لیکن اب کی مسلمانون سے ایک پیش نہ گئی، آخر شکست کھائی، اور ہزارون آدمی کام آئے خود سردار مہران بھی مارا گیا،

اس خبر سے سارے ایران مین ہل چل مچ گئی، ملکہ آرزمی دخت تخت سے اتاری گئی، اور اس کے بجاے کم سن یزدگرد بادشاہ بنایا گیا، اب کی رستم خود لاکھون سپاہی لے کر مقابلہ کے لئے نکلا حضرت عمرؓ کو یہ حالات معلوم ہوئے تو ایک بڑی بھاری فوج جمع کی، اور خود اوسے لیکر چلے، لیکن صحابہؓ نے روکا کہ یہ مصلحت کے خلاف ہے، آخر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سردار مقرر کئے گئے،

قادسیہ مین جاکر مسلمانون نے ڈیرا ڈالا، حضرت عمرؓ کا حکم تھا کہ پہلے بادشاہ ایران سے مل لیا جائے اگر معاملہ طے ہوجائے تو خیر ورنہ پھر مجبوراً لڑائی شروع کی جائے، چنانچہ کچھ لوگ اس غرض سے یزدگرد کے دربار مین بھیجے گئے، لیکن کوئی بات طے نہ ہوسکی، اور لڑائی ٹھن گئی، اس مرتبہ بھی ہاتھیون کا سامنا تھا، عربی گھوڑون نے یہ کالی بلا کبھی کاہے کو دیکھی تھی، بدک بدک کر ہٹنے لگے، یہ مصیبت ایسی سخت تھی کہ پیر اُکھڑے جاتے تھے، خیر جون تون کسی نہ کسی طرح دن تمام ہوا، دوسرے دن مسلمانون نے جھول اور برقعے ڈال کر اونٹون کی ایسی ڈراونی شکل بنائی کہ ہاتھی دیکھ دیکھ کر بھاگنے لگے، اور ایرانیون کی جان عذاب مین آگئی، تیسرے دن مسلمانون نے ہاتھیون کو مار مار کے بھگا دیا، اور تلوارین لے کر جٹ گئے، دن بھر اور رات بھر لڑائی ہوتی رہی، آخر دوسرے دن ظہر کے وقت ایرانی بھاگ نکلے، مسلمانون نے بڑھ کر درفش کاویانی (ایرانی جھنڈا) چھین لیا، رستم زخم کھا کر بھاگا، اور نہر مین کود پڑا، چاہتا تھا کہ تیر کر نکل جائے لیکن ایک شخص ہلال بن عرفہ نے پکڑ کر قتل کر ڈالا، اس لڑائی مین تیس ۳۰ ہزار ایرانی مارے گئے،

حضرت عمرؓ کو اس لڑائی کی بڑی فکر تھی، جب فتح کی خبر ملی تو بے حد خوش ہوئے،

قادسیہ کی فتح نے ایرانیون کی کمر توڑ دی، دو ایک چھوٹی چھوٹی لڑائیون کے بعد حضرت سعدؓ (مسلمانون کی فوج کے سردار) نے بڑھ کر ایران کے پایہ تخت مداین پر قبضہ کر لیا، یزدگرد پہلے ہی بھاگ چکا تھا جو رہ گئے تھے، اونھون نے اطاعت قبول کر لی، نوشیروان کے محل مین پہلے شکرانہ کی نماز پڑھی گئی پھر وہین جمعہ ہوا،

مداین مین دولت کی کوئی حد نہ تھی، پانچوان حصہ جب مدینہ شریف پہونچا تو درہم و دینار (سونے چاندی کے سکے) کے علاوہ ہیرے جواہرات کے ڈھیر لگ گئے، مداین کے بعد جلولا، اور راہواز وغیرہ مین چند لڑائیان ہوئین، آخری معرکہ نہاوند مین جا کر ہوا، ڈیڑھ لاکھ ایرانی میدان مین آئے، مسلمانون کی تعداد کل تیس ہزار تھی، نعمان بن مقرن فوج کے سردار تھے، ایرانی جی توڑ کر لڑے، اتنا خون بہا کہ میدان مین گھوڑون کے پیر پھسلنے لگے، نعمان زخم کھا کر گھوڑے سے گرے، لیکن گرتے گرتے حکم دیا کہ مجھے سنبھالنے کی ضرورت نہین، آگے بڑھ کر دشمنون پر حملہ کرو، اون کے بعد حضرت حذیفہؓ نے جھنڈا ہاتھ مین لیا شام ہوتے ہوتے ایرانی شکست کھا کر بھاگ نکلے، مسلمانون نے ہمدان تک پیچھا کیا، اور اس پر بھی قبضہ کر لیا فتح کے بعد ایک سپاہی نعمان کے پاس سے گذرا دیکھا تو آخری وقت تھا، سر اوٹھایا، اونھون نے آنکھین کھول دین، اور پوچھا کیا ہوا، اوس نے کہا فتح، کہا اللہ کا شکر ہے، امیرالمومنین (حضرت عمرؓ) کو جلد اس کی خبر کر دیجائے، یہ کہہ کر ہمیشہ کے لیے آنکھین بند کر لین،

حضرت عمرؓ کو جب اس فتح کا حال معلوم ہوا تو بہت خوش ہوئے لیکن حضرت نعمانؓ کے غم مین بہت روئے، اس لڑائی مین تیس ہزار کے قریب ایرانی مارے گئے، اس کے بعد اون کا زور ٹوٹ گیا، اور پھر کسی بڑی لڑائی کی ہمت نہین ہوئی، یزدگرد ادھر ادھر مارا مارا پھر رہا تھا، اور مسلمان فوجین عرصہ تک اوس کا پیچھا کرتی رہین،

لیکن اس وقت ہاتھ نہ لگا، اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ مین مارا گیا،

(۲)

شام،

اوپر پڑھ چکے ہو کہ یرموک کی لڑائی نے رومیون کی قوت توڑ دی تھی، حضرت عمرؓ کے زمانہ مین، اون کی رہی سہی طاقت بھی ختم ہوگئی، اور سارا ملک شام مسلمانون کے قبضہ مین آگیا،

دمشق مین بہت دن لگے، لیکن آخر ایک دن موقع مل ہی گیا، وہان کے بڑے پادری کے لڑکا پیدا ہوا، اس خوشی مین سارا شہر وہان جمع تھا، حضرت خالدؓ نے موقع اچھا سمجھا کچھ آدمی لے کر فوراً شہر مین اتر گئے، اور لڑائی شروع کردی، رومیون نے جو یہ دیکھا تو فوراً حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس آکر صلح کرلی، اگرچہ اس وقت تک آدھا شہر فتح ہوچکا تھا، مگر چونکہ حضرت ابوعبیدہؓ صلح کرچکے تھے، اس لئے یہ حصہ بھی اسی حکم مین شامل کردیا گیا،

دمشق کے بعد حمص، قنسرین، اور قیساریہ وغیرہ فتح کرکے اسلامی فوجون نے بیت المقدس کے سامنے ڈیرے ڈال دیئے، شہر کے لوگون نے کہا کہ ہم صلح کے لئے تیار ہین، لیکن ہم چاہتے ہین، کہ یہ معاملہ خود خلیفہ (حضرت عمرؓ) سے طے ہو، حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو سارے حالات کی اطلاع دی، حضرت عمرؓ نے مدینہ مین حضرت علیؓ کو اپنا قائم مقام کیا، اور خود بیت المقدس روانہ ہوگئے، جابیہ کے مقام پر فوج کے سردارون سے ملاقات ہوئی، اور وہین صلح نامہ لکھا گیا، اس کے بعد بیت المقدس روانہ ہوئے، اس وقت آپ بہت ہی پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے، لوگون نے چاہا کہ اونھین بدل کر اچھے کپڑے

یہن لین لیکن آپ نے انکار کر دیا، اور فرمایا کہ ہمارے لئے اسلام کی عزت بہت ہے،
بیت المقدس کے بعد پھر کوئی بڑی لڑائی نہین ہوئی، اور مسلمانون نے رومی پایہ تخت
انطاکیہ مین جا کر جھنڈا گاڑ دیا، قیصر روم نے یہ حال دیکھا تو ہوش اڑ گئے، جون تون ایک جہاز
پر بیٹھ کر قسطنطنیہ کی راہ لی، اور سارا ملک شام مسلمانون کے قبضہ مین آگیا،

(۳)

مصر

مصر بھی رومی حکومت کے ماتحت تھا، اور شام کی حفاظت کے لئے اس پر قبضہ
کرنا ضروری تھا، اس لئے حضرت عمرو بن العاصؓ کا خیال تھا کہ مصر بھی فتح ہو جائے تو
رومیون کی طرف سے خطرہ جاتا رہے، چنانچہ اونھون نے حضرت عمرؓ سے اس کا ذکر کیا،
پہلے تو انکار کیا، لیکن جب حضرت عمرو بن العاصؓ نے زیادہ زور دیا تو راضی ہو گئے، اور
چار ہزار فوج دے کر اونھین مصر کی طرف روانہ کر دیا،

پہلا مقابلہ شہر فرما مین ہوا، ایک مہینے کے قریب لڑائی ہوتی رہی، آخر رومیون کو
سخت شکست ہوئی، اور مسلمان آگے بڑھ کر خاص مصر تک پہونچ گئے، مقوقس جو بادشاہ
روم کی طرف سے یہان کا حکمران تھا، پہلے سے مقابلہ کے لئے تیاری کر رہا تھا، جب
مسلمان قریب آ گئے، تو قلعہ مین جم کر بیٹھ گیا، عمرو بن العاصؓ نے بہت کوشش کی، مگر
کامیاب نہ ہوئے، جب زیادہ دن لگ گئے تو حضرت عمرؓ نے حضرت زبیرؓ اور حضرت
مقدادؓ کے ساتھ کوئی دس ہزار فوج بھیجی، اور سات مہینے تک اسلامی فوجین قلعہ کو
گھیرے پڑی رہین، لیکن کوئی صورت نہ نکلی، آخر ایک دن حضرت زبیرؓ نے ہمت کی،

زینہ لگاکر فصیل (چہار دیواری) پر چڑھ گئے، اور اندر اوتر کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا، اب کیا تھا مسلمان شہر مین داخل ہو گئے، مقوقس نے امان مانگی جو منظور ہوئی،

مقوقس نے یہ صلحنامہ سارے مصر کے لئے کیا تھا، لیکن ہرقل (بادشاہ روم) نے اسے منظور نہین کیا، اور سمندر کے راستے ایک بڑی زبردست فوج اسکندریہ (مصر کا ایک بڑا شہر) بھیجی، مقوقس صلح کر چکا تھا اس لئے لڑنا نہ چاہتا تھا، لیکن قیصر روم کے خوف سے بظاہر جنگ کے لئے آمادہ ہو گیا، لیکن درپردہ عمرو بن العاصؓ سے کہلا دیا کہ ہم اور ہماری قوم اس لڑائی مین شریک نہین، اس لئے ہم لوگون کو کوئی نقصان نہ پہونچایا جائے، مسلمانون نے اس کا وعدہ کر لیا، اور ساری لڑائی مین کسی قبطی (مقوقس کی قوم) کو کوئی تکلیف نہین پہونچائی رومیون نے البتہ راستہ مین کئی جگہ مقابلہ کیا، لیکن ہر جگہ شکست کھائی، اسلامی فوج نے بڑھکر اسکندریہ کو گھیر لیا، چونکہ سمندر کی راہ کھلی ہوئی تھی، اس لئے رومیون کی سب ضرورتین پوری ہوتی رہتی تھین، مسلمان مدت تک شہر کے سامنے پڑے رہے، آخر صلح ہو گئی، اور مسلمان مصر کی طرف واپس آ گئے،

اب سارے ملک پر مسلمانون کا قبضہ ہو گیا، حضرت عمرو بن عاصؓ نے اسلامی فوجون کے لئے ایک شہر آباد کیا جو اب بھی فسطاط کے نام سے مشہور ہے، ایک مسجد بھی بنائی جو آج تک جامع عمرو ابن عاص کے نام سے موجود ہے،

(۴)

حضرت عمرؓ کی وفات

مدینہ مین فیروز نامی ایک پارسی غلام رہتا تھا، ایک بار اوس نے شکایت کی کہ میرے مالک مغیرہ مجھسے ہر روز دو درم وصول کرتے ہین، جو میرے لئے بہت زیادہ ہین" حضرت عمرؓ نے پوچھا تم کام کیا کرتے ہو اُس نے کہا بڑھئی کا کام لوہاری اور نقاشی، آپ نے فرمایا ان کامون کو دیکھتے ہوئے تو دو درم کچھ بھی نہین ہین، وہ اس فیصلہ سے بہت ناراض ہوا

دوسرے دن حضرت عمرؓ صبح کی نماز پڑھانے کھڑے ہوئے تو اوس نے آگے بڑھکر آپ پر کئی خنجر مارے، جب تک لوگ پکڑین پکڑین کئی اور آدمیون کو زخمی کیا، آخر بڑی مشکل سے ہاتھ آیا، لیکن ابھی کچھ ہونے بھی نہ پایا تھا کہ خود ہی خنجر مار کر مر گیا،

زخم لگنے کے تیسرے دن بدھ کے روز ۲۷ ذی الحجہ (بقرعید) ۲۳ھ کو حضرت عمرؓ نے وفات پائی، اور حضرت عائشہؓ کے حجرہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کئے گئے، آپ نے کل ساڑھے دس برس حکومت کی، مرتے وقت تک بائیس لاکھ اکاون ہزار تیس (۲۲۵۱۰۳۰) مربع میل زمین پر مسلمانون کا قبضہ ہو چکا تھا،

(۵)

حضرت عمرؓ کے کارنامے

حضرت عمرؓ نے کل ساڑھے دس برس حکومت کی، لیکن اتنی ہی ذرا سی مدت مین روم و ایران کے پرخچے اڑ گئے، قیصر و کسریٰ (روم و ایران کے بادشاہ) جن کے نام سے کبھی عربون کے بدن مین کپکپی پیدا ہو جاتی تھی، اب اون کے تخت اونھین عربون کے ہاتھون مین تھے، وہی عرب جو درختون اور پتھرون کے آگے سر جھکاتے تھے، دیوی اور دیوتاؤن کے آگے ناک رگڑتے تھے، بادشاہون کے سامنے سجدہ کرتے تھے، اب نکلے [illegible] ہین تو اس شان سے کہ نہ بادشاہون کو خاطر مین لاتے ہین، نہ سلطنتون کی پروا کرتے ہین، نہ فوجون سے ڈرتے ہین، لاکھون آدمی اونھین روکنے کے لیے بڑھتے ہین لیکن جو سامنے آتا ہے تنکے کی طرح بہ جاتا ہے، لوگ حیران ہین کہ یکایک کیا ہو گیا۔ لیکن اس مین تعجب کی کیا بات ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم [illegible] آپ [illegible] کا اثر ہوا اور اللہ کا خیال دل مین سما گیا تھا، [illegible] اللہ کے سچے [illegible] اللہ کے ہو گئے تھے، اللہ اون کا ہو گیا تھا۔

---

(۶)

نظام خلافت

جیسا کہ اوپر حضرت ابوبکرؓ کے حالات مین معلوم ہو چکا ہے کہ انھون نے اپنے زمانہ مین عہد رسالت کے نظامات علیٰ حالہ قائم رکھے، اور اِس مین کوئی اضافہ نہین کیا، لیکن حضرت عمرؓ کے زمانہ مین بہت سے ملک فتح ہوئے، بہت سی قومین اسلام لائین، اس سے خلافت کا نظام وسیع کرنا پڑا، اور اوس نے باقاعدہ اسلامی حکومت کی شکل اختیار کر لی، اس حکومت کے انتظامات کی فہرست بہت لمبی ہے، اس زمانہ کی ایک متمدن سلطنت کا کوئی شعبہ ایسا نہ تھا جو آپ نے قائم نہ کیا، لیکن ان سب کی بنیاد جمہوریت اور صحیح اسلامی تعلیمات پر رکھی،

مجلس شوریٰ قائم کی، اکابر صحابہ اوس کے ارکان تھے، تمام اہم معاملات اسی کے مشورے سے طے ہوتے تھے، اور عام مسلمانون کو بھی نہایت آزادی کے ساتھ رائے دینے کا اختیار دیا، مفتوح ملکون کو متعدد صوبون اور ضلعون مین تقسیم کیا، اور اون کی مردم شماری کرائی قابل کاشت زمینون کا بندوبست کرا کے اون کی پیداوار پر خراج اور عشر مقرر کیا، تجارت پر چنگی لگائی، صوبہ مین گورنر، کلکٹر، میر منشی اور خزانچی مقرر کیے، عدالت اور پولیس کے محکمے علیحدہ قائم کیے، اور ہر ہر ضلع مین فصل مقدمات کے لئے قاضی مقرر کیے، قانون کی عام واقفیت کے لئے محکمۂ افتا قائم کیا، عام نگرانی اور دیکھ بھال کے لئے محکمۂ احتساب قائم کیا، بیت المال کے لئے عظیم الشان عمارت بنوائی اور تمام ملک کے محاصل کے آمد و خرچ کے حساب و کتاب کا مکمل انتظام کیا، عام ضلعون اور صوبون مین سرکاری عمارتین بنوائین، رفاہ عام کے سلسلے مین سڑک

پل، مکہ اور مدینہ کے درمیان ہر ہر منزل پر چوکیان، سرائین اور پانی کے مخزن تیار کرائے
زراعت کی ترقی کے لئے ملک مین متعدد نہرین کھدائین، عراق مین کوفہ، بصرہ، موصل اور مصر مین
فسطاط جیسے بڑے شہر بسائے، کئی ہزار مسجدین بنوائین، ملک کے سارے اندھے، لنگڑے، لولے
اور اپاہجون کو وظیفے ملتے تھے،

فوج کا بڑا زبردست انتظام کیا، چند برسون مین کئی لاکھ مسلح فوج تیار کرلی، تمام بڑے
بڑے اہم مقامات اور سرحدون پر چھاؤنیان قائم کین، اور مضبوط قلعے تیار کرئے، فوج کے
علاوہ ملک کے امن وامان کے لئے پولیس کا محکمہ الگ قائم کیا، حکومت کے عہدہ دارون
کی نہایت سختی سے نگرانی کرتے تھے، کسی بڑے سے بڑے عہدہ دار کو معمولی سے معمولی آدمی
پر زیادتی کرنے کی جرأت نہ تھی، عام اعلان کرادیا تھا، کہ جن جن لوگون کو اپنے حاکمون اور
عہدہ دارون سے کوئی شکایت ہو تو وہ حج کے موقع پر جب کہ ہر صوبے کے حکام بھی موجود
ہوتے ہین، بیان کرین، اس طریقہ پر شکایت کا فوراً تدارک ہوجاتا تھا، کسی عامل کو اسکی
زیادتی پر چھوڑتے نہ تھے، بلکہ مجمع عام مین اسے سزا دیتے تھے،

بیت المال کی حفاظت کا بڑا خیال تھا، ایک حبہ بھی بے کار صرف نہ ہونے پاتا تھا،
ایک مرتبہ آپ کو دوا کے لئے شہد کی ضرورت پڑی، شہد کی حقیقت کیا تھی، مگر جب تک
مسلمانون سے اجازت نہ لے لی، اس وقت تک نہ لیا،

رعایا کے آرام و تکلیف کا بڑا خیال تھا، راتون کو گشت کرکے اون کے حالات کی
تحقیقات کرتے، دور دراز ملکون مین مخبر مقرر کر رکھے تھے، جو ادنی ادنی باتون کی خبر بھیجتے تھے،
تمام رعایا کو آپ ایک نظر سے دیکھتے تھے، امیر غریب سب آپ کی نگاہ مین برابر تھے، دونون
کے ساتھ یکسان برتاؤ تھا، انصاف مین کسی کی رو رعایت نہین کرتے تھے، حتی کہ اپنی اولاد

کو بھی نہ چھوڑتے تھے، ایک لڑکا اسی مین قضا کر گیا،

آپ نے مذہب اسلام کی بڑی خدمت کی، آپ کے زمانہ مین ہزارون آدمی مسلمان ہوئے، ہزارون مسجدین بنوائین، حرم شریف اور مسجد نبوی کی عمارت بہت تنگ تھی اوسکو وسیع کرایا، مجاہدین کے بال بچون کے وظیفے مقرر کئے، اللہ کی کتاب اور رسول کے فرمان کو سارے ملک مین پھیلایا، ہر شہر مین قرآن کی تعلیم کے لئے مدرسے قائم کئے، جن مین معمولی لکھنا پڑھنا بھی سکھایا جاتا تھا، اس لئے عربون مین بہت جلد تعلیم پھیل گئی،

خود بڑے زبردست فاضل صحابی تھے، کئی مذہبی علم آپ نے ایجاد کئے، بڑے عابد و زاہد اور متقی تھے، خدا کے خوف سے ہر وقت کانپا کرتے تھے، نہایت معمولی معمولی موٹا جھوٹا کھاتے تھے اور پھٹے پرانے کپڑے پہنتے تھے، آپ کی زندگی ایسی سادی تھی، کہ آپ مین اور آپ کے غلام مین کوئی فرق نہ معلوم ہوتا تھا، آپ کا روزانہ خرچ کل دس آنے روز کا تھا، خیال کرنے کی بات ہے، کہ عرب، عراق، ایران، شام اور مصر جیسے ملک جس خلیفہ کے زیر فرمان ہون اور قیصر و کسریٰ کے خزانے جس کے قبضہ مین رہے ہون، اوس کی زندگی ایسی سادہ ہوا

(۳)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

(۱)

فتوحات

حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ کا انتخاب ہوا، آپ پہلے اسلام لانے والون مین ہین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے، پہلے حضرت کی بیٹی حضرت رقیہؓ اِن کے نکاح مین آئین، ان کے انتقال کے بعد پھر دوسری بیٹی حضرت ام کلثومؓ کے ساتھ نکاح ہوا، آپ بڑے مالدار تھے، لیکن آپ کی دولت ہمیشہ اللہ کی راہ مین خرچ ہوتی رہی، بعض لڑائیون مین پوری پوری فوج کا خرچ اوٹھایا،

خلیفہ ہوتے ہی آپ نے ایک تقریر کی اور گورنرون اور فوج کے سردارون کے نام حکم بھیجا کہ رعایا کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرین، اس کے بعد انتظامات شروع کئے، ایران حضرت عمرؓ ہی کے زمانہ مین فتح ہوچکا تھا لیکن ابھی یزدگرد بادشاہ ایران زندہ تھا جس کی وجہ سے آئے دن کوئی نہ کوئی فساد ہوتا رہتا تھا، حضرت عثمانؓ نے اِس طرف پوری توجہ کی، چند ہی دن مین یزدگرد مارا گیا، اس کے بعد اِس قسم کے جھگڑے ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئے، اور خراسان، سیستان، افغانستان، اور خوارزم سے لیکر سندھ تک قبضہ ہوگیا

ایران پہلے ہی فتح ہو چکا تھا، اب مسلمان آرمینیا کے علاقہ مین بھی گھس گئے، اور طفلس تک فتح کرلیا، ابھی تک مسلمانون کے پاس جنگی جہاز بالکل نہ تھے، اسلیئے سمندر مین رومیون کا مقابلہ نہ کرپاتے تھے، شام کے گورنر حضرت معاویہؓ نے اس طرف توجہ کی، تھوڑے ہی دنون مین ایک زبردست بیڑا بناکر قبرص پر قبضہ کرلیا، اور خشکی و تری دونون پر اسلام کا جھنڈا اوڑنے لگا،

مصر حضرت عمرؓ کے زمانہ مین فتح ہو چکا تھا، تھمین یاد ہوگا، کہ اسکندریہ کے متعلق رومیون سے صلح ہوگئی تھی لیکن اونھون نے وعدہ خلافی کی، اور موقع پاکر سمندر کے راستے پھر فوجین اتار دین، حضرت عمرو بن العاصؓ کو معلوم ہوا تو بڑھ کر سخت شکست دی، اور شہر پر قبضہ کرکے فصیل توڑ ڈالی، تاکہ پھر کوئی ٹھکانہ باقی رہے، ۲۵ھ مین عمرو بن العاصؓ کی جگہ عبداللہ بن سعدؓ مصر کے حاکم مقرر ہوئے، اونھون نے ۲۷ھ مین شمالی افریقہ کے علاقے طرابلس، تونس، مراکش اور الجزائر وغیرہ فتح ہوئے، اور یورپ کی سرحد تک مسلمان پہونچ گئے، اسی زمانہ مین اونھون نے ہسپانیہ پر بھی حملہ کیا، اسی زمانہ مین ہرقل بادشاہ روم نے ایک مرتبہ پھر اپنا ملک واپس لینے کی کوشش کی، اور سمندر کی راہ سے شام کے ساحل پر حملہ کیا، لیکن اس مرتبہ مسلمانون کے پاس بیڑا موجود تھا، امیر معاویہؓ خود اپنا بیڑا لیکر پہنچے، کھلے میدان مین گھمسان کی لڑائی ہوئی جس مین رومیون کو شکست ہوئی، اس کے بعد پھر اونھون نے کبھی ایسی ہمت نہ کی،

مشرق کا قریب قریب کل علاقہ حضرت عمرؓ کے زمانہ مین فتح ہو چکا تھا، ان مین سے بعض بعض مقامون پر بغاوتین ہوئین، حضرت عثمانؓ نے نہایت مستعدی سے اونھین فرو کیا، اسی سلسلہ مین آرمینیہ آذربیجان اور ایران کے گوشون کے بعض وہ علاقے جو رہ گئے تھے، فتح ہو گئے، خراسان، افغانستان، اور ترکستان مین بعض نئے علاقے زیر نگین ہوئے، ماوراءالنہر پر بھی مسلمانون نے فوجکشی کی، لیکن یہان کے باشندون نے صلح کرلی،

(۲)

مسلمانون مین تفرقہ
اور
حضرت عثمانؓ کی شہادت،

شروع مین حضرت عثمانؓ کا زمانہ بہت اچھا رہا، مسلمان چارون طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے، اگر دو چار برس اور یہی حالت رہتی تو ساری دنیا پر اسلام کا جھنڈا لہرانے لگتا، لیکن چند بدمعاشون نے سارا کام خراب کر دیا،

اوپر پڑھ چکے ہو کہ یہودی اسلام کے کیسے سخت دشمن تھے، شروع مین اونھون نے تلوار کے زور سے مسلمانون کو ختم کر دینا چاہا، اور اس کے لئے جان توڑ کوشش کی لیکن جب کچھ نہ ہوسکا، تو دوست بن کر نقصان پہونچانے کا ارادہ کیا، عبداللہ ابن سبا یمن کا ایک یہودی تھا، اسلام کی ترقی اس سے دیکھی نہ جاتی لیکن کرتا کیا، اتنی طاقت نہ تھی، کہ کھل کر مقابلہ کرتا، آخر کچھ سوچ کر مسلمان ہو گیا، اب رات دن وہ اسی فکر مین رہتا کہ کسی طرح مسلمانون مین پھوٹ پڑ جائے، آخر سوچتے سوچتے ایک بات اوس کے سمجھ مین آ گئی، اوس نے دیکھا کہ حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریبی عزیز ہین، ویسے بھی مسلمانون مین اون کی بڑی عزت ہے، اگر اون کے نام پر حضرت عثمانؓ کے خلاف کام کیا جائے، تو بہت جلد کامیابی ہوسکتی ہے، لیکن مشکل یہ تھی کہ عرب مین صحابہ کا اثر کافی تھا جو حضور کے ساتھ رہ چکے تھے، اور اسلام کو بہت اچھی طرح سمجھتے تھے، اس لئے یہان ایسی باتین چل نہین سکتی تھین، عراق

کا علاقہ ابھی نیا نیا فتح ہوا تھا، اگرچہ یہان اسلام کافی پھیل گیا تھا، لیکن ابھی تک لوگون کے دلون سے ایرانی بادشاہ پرستی[لہ] کا اثر دور نہین ہوا تھا، ابن سبا کے لئے اس سے بہتر اور کونسی جگہ ہو سکتی تھی، فوراً یمن سے چل کر بصرہ آیا، اور یہان پہونچ کر اپنا کام شروع کر دیا،

یہ لوگون سے ملتا اور کہتا کہ عجیب بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اون کے عزیز قریب تو یون ہی رہ گئے اور ادھر ادھر کے لوگ خلیفہ بن بیٹھے، اب بھی وقت ہے کہ حضرت عثمانؓ کو ہٹا کر اون کی جگہ حضرت علیؓ کو بادشاہ بنا دو، صحابہ ہوتے تو جواب دیتے، کہ رسول اللہ صلعم خدا کا دین پھیلانے آئے تھے، خدانخواستہ کچھ اپنے خاندان مین بادشاہت قائم کرنے تھوڑے ہی آئے تھے، آپ نے تو خود ہی فرما دیا تھا کہ نبی کوئی وراثت نہین چھوڑتے، آخری حج کے موقع پر صاف صاف فرما دیا تھا کہ عزت حسب نسب سے نہین ملا کرتی، بلکہ اوس کے لئے عمل ضروری ہے، جو زیادہ پرہیزگار ہے، وہی عزت کا زیادہ حقدار ہے، اس بارہ مین آپ نے اتنی سختی فرمائی تھی کہ اپنے خاندان کے لئے زکوۃ وغیرہ کی آمدنی حرام کر دی تھی، تاکہ لوگ یہ نہ خیال کرین کہ یہ اللہ کا نام لے کر اپنے خاندان مین یہ دولت جمع کرنا چاہتے ہین، لیکن یہان کون تھا، جو اس قسم کے جواب دیتا، عراقی اور ایرانی بھلا ان باتون کو کیا سمجھتے اون کی تو ساری عمر بادشاہون کی چوکھٹ پر سر رگڑتے گذری تھی، اوھون نے تو زندگی بھر یہی دیکھا تھا کہ باپ کے بعد بیٹا اور بیٹے کے بعد پوتا تخت

لہ ایران بلکہ ساری دنیا مین یہی طریقہ تھا لوگ بادشاہون کو خدا کی طرح مانتے، اون کے آگے سجدے کرتے اور معلوم نہین کس کس طرح تعظیم بجا لاتے، باپ کے بعد بیٹا اور بیٹے کے بعد پوتا تخت پر بیٹھتا اور یہی درست سمجھا جاتا، لوگ دنیا کی ہر چیز مین اسی طریقہ کو صحیح سمجھتے تھے، نبیون، ولیون، اور بزرگون کے متعلق بھی ان کا یہی خیال تھا کہ باپ کی گدی بیٹے ہی کو ملنی چاہئے،

پر بیٹھتا ہے، انھین کیا معلوم تھا کہ اسلام خاندان نسل اور خون کے یہی بندھن کاٹنے آیا ہے
اور وہ ایک ایسی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے جسمین بادشاہ یا امیر وراثت اور خاندانی اثر
کی وجہ سے نہین بلکہ اپنی ذاتی قابلیت اور قوم کی راے سے منتخب ہوگا، نتیجہ یہ ہوا کہ ابن سبا
کی باتین اون کے دل مین اتر گئین،

رفتہ رفتہ بصرہ کے گورنر عبداللہ بن عامر کو خبر ہوئی اونھون نے اوسے شہر سے
نکلوا دیا، اب یہ شخص کوفہ پہونچا، وہان بھی اسی قسم کی شرارت کی اور کچھ دن کے بعد نکالا گیا،
یہان سے شام گیا، لیکن وہان حضرت امیر معاویہؓ کی وجہ سے اس کی کوئی تدبیر نہ چلی، وہان سے
بھاگ کر مصر پہنچا، یہان اُس نے چپکے چپکے اپنا کام شروع کیا، اور تھوڑے دن مین اچھی
خاصی جماعت بنالی،

حضرت عثمانؓ بڑی نرم طبیعت کے تھے اس لئے اون کے زمانے مین اون کے
خاندان کے نوجوانون نے خلافت کے سبب سے محکمے اپنے قبضہ مین کر لئے، اور چونکہ
نوجوان تھے تجربہ نہ تھا، رسول اللہ صلعم کا زمانہ بھی نہین دیکھا تھا، اس لئے بے دھڑک
جو چاہتے کر گذرتے، حضرت عثمانؓ کو اول اس کی اطلاع نہ ہونے پائی، اور ہوئی بھی
تو اپنی نیکی کی وجہ سے چپ رہے، اس لئے عبداللہ بن سبا کی جماعت کو حضرت عثمانؓ اور
اون کے افسرون کو بدنام کرنے کا موقع مل گیا، اور وہ ایک سچ مین دس جھوٹ ملا کر
طرح طرح سے مشہور کرتے،

نام بدل بدل کر نئی نئی جگھون سے مختلف شہرون مین طرح طرح کے خط بھیجے،
جن مین اپنے شہرون کی بری حالت دکھاتے، اور افسرون کا ظلم بیان کرتے، لوگ
بیچارے کیا جانتے، کہ اصل قصہ کیا ہے، پڑھکر افسوس کرتے اور کہتے کہ شکر ہے کہ ہم ان

مصیبت سے بچے ہوئے ہین، غرض کہ چند ہی برس مین سارے ملک مین یہی چرچا ہونے لگا
اب مدینہ مین بھی اس قسم کی خبرین آنی شروع ہوئین، لوگون نے حضرت عثمانؓ کو خبر دی،
اور کہا ذرا دریافت تو فرمایئے واقعہ کیا ہے، آپ نے اس غرض سے کئی معتبر آدمی روانہ
فرمائے، سب نے واپس آکر بیان کیا کہ کہین کوئی خرابی نہین ہے، ہر جگہ امن ہے، اور
تمام کام پہلے کی طرح خیر و خوبی سے ہو رہے ہین، لیکن سبائی (ابن سبا کے آدمی) برابر
جھوٹ پھیلاتے رہے، اس کا اثر یہ ہوا کہ ساری سلطنت مین حضرت عثمانؓ اور اون کے
افسرون کے خلاف قصے مشہور ہو گئے، یہان تک کہ مدینہ مین بھی یہ ذکر ہونے لگا،

جب چرچا زیادہ ہوا، تو حضرت عثمانؓ نے تمام افسرون کو حکم بھیجا کہ
موقع پر حاضر ہون، جب سب جمع ہوئے تو پوچھا کہ آخر یہ معاملہ کیا ہے، اور یہ خبرین
کیون پھیل رہی ہین، لوگون نے کہا کہ صاف صاف تو پتہ نہین چلتا، لیکن معلوم ہوتا ہے
کہ چند بدمعاش مل کر اس قسم کی خبرین اڑاتے ہین، ہمین چاہئے کہ ایسے لوگون کو پکڑ کر
قتل کر دین تاکہ یہ فتنہ دب جائے، لیکن حضرت عثمانؓ بہت ہی نرم مزاج اور رحم دل
تھے، اپنے امکان بھر وہ رعایا کا خون بہانا نہین چاہتے تھے، چونکہ سبائی ابھی تک
اچھی طرح ظاہر نہین ہوئے تھے، اس لئے اونھون نے صرف شبہہ پر اتنی سخت کارروائی
کی اجازت نہین دی، اور یہ آگ یون ہی چپکے چپکے سلگتی رہی،

کچھ دنون کے بعد کوفہ، بصرہ، اور مصر تینون مقامات کے سبائی آپس مین طے
کرکے مدینہ روانہ ہوئے، اور شہر کے باہر جاکر ٹھہر گئے، حضرت عثمانؓ کو معلوم ہوا تو آپ نے
ان لوگون کو بلایا، اور سب صحابہ کے سامنے اون سے کہا کہ اپنی شکایتین بیان کرین جب
یہ سب کہہ چکے تو آپ نے ہر بات کا پورا پورا جواب دیا، اور اچھی طرح سمجھایا کہ صورت

کیا ہی، انکا سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ حضرت عثمان رضؓ اپنے عزیزون کے ساتھ سلوک کیون کرتے ہین، آپ نے فرمایا کہ مین جو کچھ کرتا ہون اپنے ذاتی مال سے کرتا ہون، سرکاری خزانہ سے کبھی ایک حبہ بھی اون کو نہین دیا، میرا تو یہ حال ہے کہ اپنے خرچ کے لئے بھی کبھی ایک پیسہ (تنخواہ) سرکاری خزانہ سے نہین لیتا ہون، آپ نے فرمایا کہ تم لوگ کہتے ہو کہ مروان ابن حکم کو مکہ آنے کی اجازت کیون دی تو بھائی اس مین میرا کیا قصور ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی اپنی زندگی مین اجازت دیدی تھی اب مین روکنے والا کون ہون، تم لوگ کہتے ہو کہ مین نے نوجوانون کو حاکم بنا دیا ہے، تو یہ کوئی بری بات نہین، خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ کو (جو بہت کم عمر تھے) بڑے بڑے سن رسیدہ صحابہ پر امیر بنایا تھا، حالانکہ اُس وقت اون کی عمر صرف سترہ ۱۷ سال کی تھی، مین نے جسے امیر بنایا ہو، اوس کی لیاقت، عقل، دینداری، اور ایمان داری کو جانچ کر امیر بنایا ہے، تم کہتے ہو کہ مین نے عبداللہ ابن سعد کو ایک بڑی رقم کیون دی، حالانکہ تمھین معلوم ہے کہ خلیفہ کو انعام واکرام دینے کا اختیار ہے، اونھون نے افریقہ کی فتح مین بڑی محنت کی تھی اس پر خوش ہو کر اونھین یہ انعام دیا گیا لیکن پھر بھی لوگون کی ناخوشی کے خیال سے وہ واپس لے لیا گیا،

غرض کہ حضرت عثمان رضؓ نے اون کی ایک ایک بات کا پورا پورا جواب دیا، ہر ہر جواب پر صحابہ سے پوچھتے جاتے تھے کہ ٹھیک ہے، یا نہین، سب کہتے کہ بالکل صحیح اور درست حضرت عثمانؓ نے ہر بات اس طرح صاف کر دی تھی کہ اگر سچ مچ کوئی شکایت ہوتی تو ختم ہو گئی ہوتی، لیکن اِن لوگون کا مقصد یہ تھوڑے ہی تھا، یہ تو صرف فساد چاہتے تھے، چنانچہ واپس جاکر پھر اِدھر اودھر خط کتابت شروع کی اور غلط سلط باتین پھیلانے لگے، اور اگلے سال حج وزیارت کے نام سے کوفہ، بصرہ، مصر سے سولہ ۱۶ سولہ ۱۶ سو آدمی

چلے، اس خیال سے کہ لوگ شبہہ نہ کرین چار ٹکڑے کرکے آگے پیچھے روانہ ہوئے اور
اور مدینہ سے تین منزل پہلے ٹھہر گئے، پہلے مدینہ کی حالت دیکھنے کے لیئے دو آدمی روانہ
ہوئے، پھر موقع دیکھ کر کچھ اور زیادہ لوگ آئے، اور حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت
زبیرؓ سے ملے، ان سے حضرت عثمانؓ کی برائیان بیان کین، اور کہا کہ ہم چاہتے ہین، کہ
اِن کے بجائے آپ خلافت کا کام سنبھالین، لیکن اِن تینون بزرگون نے صاف انکار
کر دیا، تو یہ لوگ اپنے ساتھیون کے پاس واپس گئے، اِس کے بعد پھر اکٹھا ہو کر سب نے
مدینہ پر دھاوا کر دیا، اور آکر حضرت عثمانؓ کا مکان چارون طرف سے گھیر لیا، اور شہر مین
اعلان (پکار) کر دیا کہ جو شخص خیریت چاہتا ہو، ہتھیار رکھدے،

حضرت علیؓ نے جاکر پوچھا کہ ابھی تو تم چلے گئے تھے، اب کیون واپس آئے ہو،
مصر والے بولے ہم تو چپ چاپ چلے جارہے تھے، راستہ مین ہم نے ایک خط پکڑا جسمین
لکھا ہے کہ جب ہم مصر پہونچین تو قتل کر دیئے جائین، یہ سنکر حضرت علیؓ نے کوفہ اور بصرہ
والون سے پوچھا کہ تم کیون آئے ہو، اونھون نے بھی یہی جواب دیا، اب ان لوگون کا
جھوٹ بالکل ظاہر تھا،

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم سب کا راستہ تو الگ الگ ہے آخر تین منزل کے بعد
تمھین یہ کیسے معلوم ہوا کہ مصریون کے لئے اس قسم کا حکم جارہا تھا، جسے اونھون نے پکڑ لیا
ہے کہ مارے جوش کے مدد کے لئے آپہونچے، خدا کی قسم سب جھوٹے ہو تم نے پہلے
ہی سے سازباز کر رکھا تھا،

کوئی بات ہوتی تو جواب دیتے جھوٹ کہان تک چلتا، حضرت علیؓ کے اعتراض پر
یہ سب ہکا بکا ہو کر رہ گئے، جب کچھ جواب نہ بن پڑا تو کہنے لگے، آپ جو چاہین کہین ہم تو

اس خلیفہ کو قتل کر کے رہین گے، اس مین آپ بھی ہمارا ساتھ دیجئے، حضرت علی رضؓ نے ان پر لعنت کی اور کہا ہرگز نہین، مین تمھارا ساتھ کسی طرح نہین دے سکتا حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کے ساتھ بھی ایسی ہی باتین ہوئین، اونھون نے بھی انھین ڈانٹا، اور ان پر لعنت بھیجی لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا، اور یہ سیدھے حضرت عثمانؓ کے پاس گئے، اور وہی جعلی خط پیش کیا یہ خط ایسا صاف بنا ہوا تھا کہ حضرت عثمانؓ نے دیکھتے ہی انکار کیا، کہ یہ نہ میرا خط ہے اور نہ اس کی بابت کچھ جانتا ہون، اگر سچ مچ کوئی واقعہ ہوتا تو یہ لوگ جان جاتے لیکن ان کا تو منشا ہی کچھ اور تھا، اس لئے وہی رٹ لگائے رہے کہ نہین ہم نہ مانین گے، یہ تو آپ ہی کا خط ہے،

گھر پہلے ہی گھیر چکے تھے، چند دن کے بعد نکلنا، بیٹھنا، دانہ پانی سب بند کر دیا، یہ بڑا نازک وقت تھا، بڑے بڑے صحابہ گھرون مین بند تھے، کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ باہر نکل سکے، سارے شہر مین انھی شیطانون کا راج تھا، حضرت علیؓ نے جب دیکھا کہ وہ حضرت عثمانؓ کو نہین بچا سکتے، اور باغی اون کو بھی بدنام کرنا چاہتے ہین، تو اپنے صاحبزادون حسنؓ حسینؓ کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت کے لئے بھیجدیا، اور خود مدینہ چھوڑ کر چلے گئے،

غرض کہ مدینہ بالکل خالی ہو گیا، اور باغیون نے آخر بائیس روز کے محاصرے کے بعد دروازہ مین آگ لگا دی، اور اُسے گرا کر اندر گھس گئے، بعض لوگ پڑوس کے مکان سے کود کر پہونچ گئے، حضرت عثمانؓ قرآن مجید پڑھ رہے تھے، باغیون (بلوہ کرنے والون) نے تلوار ماری تو فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ پر خون کے قطرے گرے، آپ کی بی بی حضرت نائلہ رضؓ نے بچانا چاہا تو اون کی انگلیان ہتھیلی سے کٹ گئین قتل کے بعد سر کاٹا، پھر گھر کا سارا سامان لوٹ لیا،

یہ واقعہ ۱۸ ذی الحجہ (بقرعید) ۳۵ھ (۲۰ مئی ۶۵۶ء) کو ہوا، اسی دن سے مسلمان ایسے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے کہ پھر آج تک جڑنا نصیب نہ ہوا، اب تک مسلمان اپنے خلیفہ یا سردار کے خلاف ایک قدم بھی اوٹھانا کفر کے برابر سمجھتے تھے، لیکن اس کے بعد یہ خیال دل سے نکل گیا، اور ایک مسلمان کی تلوار دوسرے مسلمان کی گردن کاٹنے لگی، اور وہ مسلمان جو زور وقوت مین پہاڑ تھے، آپس مین ٹکرا کے چور چور ہوگئے،

حضرت عثمان رضؓ نے شروع شروع مین بجنسہ حضرت عمرؓ کے انتظامات قائم رکھے لیکن پھر کچھ دنون کے بعد اس مین ردوبدل شروع کر دیا، آپ کے زمانہ مین مسلمانون کا بحری بیڑا بنا، امیر معاویہ کو بہت دنون سے اس کا بڑا شوق تھا، لیکن حضرت عمرؓ نے اجازت نہین دی تھی، شروع شروع مین حضرت عثمانؓ بھی انکار کرتے رہے، لیکن جب آپ کو یقین ہوگیا کہ یہ مضر نہین بلکہ مفید ہے، تو اجازت دیدی، امیر معاویہ نے چند دنون مین ایسا زبردست بیڑا تیار کر لیا، کہ قیصر روم کے پانسو جہازون کے بیڑے کو نہایت زبردست شکست دی،

حضرت عثمانؓ نے بھی اپنے زمانہ مین بہت سے رفاہ عام کے کام کئے، پل بنوائے، سڑکین نکلوائین، مسافرخانے تعمیر کرائے، لوگون کے وظیفون مین اضافہ کیا،

مذہبی خدمت بھی انجام دی، مسجد نبوی کی عمارت تنگ تھی، اوسے تڑوا کر بڑی زبردست اور خوبصورت عمارت بنوائی، اون کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ قرآن کی اشاعت کی، اوپر تم پڑھ چکے ہو کہ حضرت ابوبکرؓ اپنے زمانہ مین قرآن مرتب کرا چکے تھے، جو حضرت حفصہؓ کے پاس رکھا ہوا تھا، حضرت عثمانؓ کے زمانہ مین عجمی مسلمانون نے قرآن کی قرأتون مین اختلاف شروع کیا، کوئی کسی طریقہ سے پڑھتا، کوئی کسی طریقہ سے، حضرت عثمانؓ کو معلوم ہوا تو آپ نے حضرت ابوبکرؓ والا قرآن منگا کر اوس کی نقلین کرا کے تمام ملکون

بھیجدین، اور جو قرآن تھے، اونھین لیکر ضایع کرادیا، اگر حضرت عثمانؓ نے فوراً یہ تدبیر نہ کی ہوتی تو مسلمانون مین بڑا فتنہ پیدا ہوجاتا، اور اللہ کی کتاب مین اختلاف قائم ہوجاتا،

یہ سب کچھ آپ نے کیا، لیکن آپ نرم مزاج اور نیک ایسے تھے کہ سختی جانتے ہی نہ تھے، اس کا یہ نتیجہ ہوا، کہ نظام خلافت کو کچھ آپ کے خاندان والون نے اور کچھ آپ کے اختلاف نے گڑبڑ کیا، آپ کے مخالفین جو پہلے ہی تاک مین تھے آپ کو بدنام کرکے اتنا بڑا انقلاب برپا کردیا، جس کو تم اوپر پڑھ چکے ہو،

آپ بڑے نیک، نرم مزاج اور بردبار تھے سختی کرنا جانتے ہی نہ تھے سخت سے سخت باتین سنکر پی جاتے تھے، آپ کے دل مین خدا کا بڑا خوف تھا، ہر وقت خدا کے خوف سے کانپا کرتے تھے، شرم وحیا آپ مین اتنی تھی کہ رسول اللہ صلعم بھی آپ کا لحاظ کرتے تھے، حضرت عثمانؓ نے ابتدا سے ناز و نعمت مین پرورش پائی تھی، اس لئے موٹا جھوٹا نہ کھاسکتے تھے، اور خوش خوراک وخوش لباس تھے لیکن اس کے باوجود زہد وتقویٰ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹا، طبیعت مین بڑی سادگی تھی، لونڈے غلام سب کچھ تھے لیکن اپنا کام اپنے ہاتھون سے کرتے تھے، دوسرون کے وقت پر بہت کام آتے تھے، اپنے خاندان کے تمام غریبون کی پرورش اپنے روپیہ سے کرتے تھے،

۴

حضرت علی رضی اللہ عنہ

(۱)

آپس کے جھگڑے

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد صحابہؓ نے حضرت علیؓ کو خلیفہ بنایا، پچھلے باب مین حضرت عثمانؓ کی شہادت کے حالات پڑھ چکے ہو کہ مدینہ مین باغیون کی حکومت تھی، ان کو کوئی دبانے والا نہ تھا، اس لئے یہ بھی حضرت علیؓ کے ساتھ ہو گئے، ان کو نکالنا آپ کے بس مین بھی نہ تھا، اس لئے خاموش رہے،

خلافت کے بعد حضرت علیؓ بڑی سخت مشکل مین پھنسے ہوئے تھے، لوگ آآکر کہتے کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلون کو پوری پوری سزا دیجائے حضرت علیؓ کی خود بھی یہی رائے تھی، لیکن مشکل یہ تھی کہ باغی (بلوائی) چارون طرف ایسے چھاگئے تھے، کہ اون کے خلاف کچھ کرنا تو بڑی بات ہے، زبان سے بھی ایک لفظ نکالنا دشوار تھا، آپ نے لوگون کو سمجھایا کہ ابھی ٹھہر جاؤ، ذرا حالت بدلے تو ان باغیون کی خبر لیجائے، لیکن کچھ لوگ آپ کی مجبوری کو سمجھتے نہ تھے، یا سمجھنا نہین چاہتے تھے، اس لئے اون کا اصرار برابر بڑھتا جاتا تھا اور چونکہ قاتل آپ کی فوج مین آگئے تھے، اس لئے بعض لوگون کو بدگمانی پیدا ہوگئی، کہ

آپ قصاص کو ٹالنا چاہتے ہین، اونھون نے مکہ جاکر حضرت عائشہ رضؓ سے کہا کہ عثمان رضؓ بڑے ظلم کے ساتھ مارڈالے گئے، اور کوئی اون کا بدلہ لینے والا نہین ہے، حضرت عائشہ رضؓ کو یہ سنکر بڑا صدمہ ہوا، حضرت طلحہ رضؓ اور حضرت زبیر رضؓ بھی آگئے، آپ اون کو لے کر خود حضرت عثمان رضؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے نکل پڑین،

حضرت علی رضؓ آپس مین جھگڑا لڑائی پسند نہ کرتے تھے لیکن ایسی صورت مین کرتے کیا، قاتل آپ کے قبضہ مین نہ تھے، اور حضرت عائشہ رضؓ وغیرہ اون قاتلون سے بدلہ لینے کے لئے آمادہ تھین،

غرض دونون طرف کی فوجین بصرہ کی طرف بڑھین، جو عرب کا سب سے بڑا فوجی مرکز تھا، پہلے صلح کی بات چیت شروع ہوئی، چونکہ نیت دونون کی اچھی تھی، اس لئے معاملہ جلد طے ہو گیا، رات کو دونون طرف کے لوگ اطمینان سے سوئے لیکن سبائی (ابن سبا کے آدمی) کب پسند کرتے تھے کہ مسلمانون مین میل ہو جائے، دوسرے اون کو سب سے بڑا ڈر یہ تھا کہ اگر آپس مین صلح ہو گئی تو اون کی خیر نہین، اسلئے اونھون نے ٹھان لیا کہ چاہے جو کچھ ہو جائے صلح نہ ہونے پائے، اس لئے رات گئے جب سب سو گئے تو سبائیون نے اکٹھا ہو کر طے کیا کہ کچھ لوگ حضرت علی رضؓ، حضرت زبیر رضؓ، حضرت طلحہ رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ کے خیمون کے پاس کھڑے ہو جائین، باقی لوگ دونون لشکرون پر حملہ کر دین، جب شور ہو، اور حضرت علی رضؓ پوچھین کہ کیا ہوا تو کہا جائے کہ حضرت عائشہ رضؓ کے لشکر نے حملہ کر دیا ہے، اسی طرح جب حضرت عائشہ رضؓ یا حضرت طلحہ رضؓ و حضرت زبیر رضؓ پوچھین تو کہہ دیا جائے کہ حضرت علی رضؓ کی فوج نے حملہ کر دیا ہے، اس طرح اچھی خاصی جنگ شروع ہو جائے گی،

جنگ جمل

رلے پاس ہوگئی تو یہ لوگ خوشی خوشی اوٹھے اور صبح ہونے سے پہلے دونون فوجون پر حملہ کر دیا، حضرت علیؓ نے پوچھا تو کہا کہ حضرت عائشہؓ کے آدمیون نے چھاپا مارا ہے، حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا تو کہا کہ حضرت علیؓ کے لشکر نے حملہ کر دیا ہے، نتیجہ یہ ہوا کہ دونون طرف کے لوگون کو غصہ آیا، اور صبح ہوتے ہوتے اچھی خاصی جنگ شروع ہوگئی، دن بھر بڑی سخت لڑائی رہی، آخر بڑی مشکل سے شام کے قریب حضرت عائشہؓ کا اونٹ[1] زخمی ہوکر گرا تو لڑائی ختم ہوئی، لیکن اس وقت تک دس ہزار آدمی مارے جا چکے تھے، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اسی مین شہید ہوئے، عمرو بن جرموزان حضرت زبیرؓ کا سر کاٹ کر حضرت علیؓ کے پاس لایا، وہ سمجھتا تھا کہ انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا جائیگا، لیکن حضرت علیؓ دیکھتے ہی رو پڑے، اور فرمایا کہ زبیرؓ کے قاتل کو جہنم (دوزخ) کی بشارت دیدو،

لڑائی ختم ہونے کے بعد حضرت علیؓ حضرت عائشہؓ کے پاس حاضر ہوئے، اور آپس مین صفائی ہوگئی، اس کے بعد حضرت عائشہؓ مدینہ کی طرف روانہ ہوگئین، رخصت ہوتے وقت خود حضرت علیؓ کئی میل تک ساتھ تشریف لے گئے، اور حضرت حسنؓ اور حسینؓ کو حفاظت کے لئے مدینہ تک ساتھ بھیجا،

صفین کی لڑائی

ابھی خدا خدا کرکے ایک جھگڑے سے نجات ملی تھی کہ اس سے بھی بڑا دوسرا جھگڑا کھڑا ہو گیا، امیر معاویہ شام کے گورنر تھے، حضرت علیؓ نے اون کو معزول کر دیا، امیر معاویہ بھی معزولی کو ماننے والے آدمی نہ تھے، اس لئے حضرت علیؓ کے خلاف اوٹھ کھڑے ہوئے، امیر معاویہ حضرت عثمانؓ کے قریبی عزیز تھے، اون کو آپ کی شہادت کا غم تھا، ادھر

[1] اونٹ کو عربی مین جمل کہتے ہین، اسی لئے اس لڑائی کا نام جنگ جمل ہوا،

حضرت عثمانؓ کے قاتل حضرت علیؓ کے ساتھ تھے، اس لئے امیر معاویہؓ کو ایک بہانہ ہاتھ آگیا، اور وہ حضرت علیؓ کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہوگئے چنانچہ حضرت علیؓ نے جب ان کے پاس بیعت کرنے کے لئے کہلایا تو اونھون نے جواب دیا کہ جب تک عثمانؓ کے قاتلون کو ہمارے حوالہ نہ کروگے ہم بیعت نہ کرین گے لیکن حضرت علیؓ اُس کے متعلق کیا کرسکتے تھے، اون کے پاس اتنی طاقت کہان تھی کہ چار پانچ ہزار باغیون کو سزا دیتے، اس لئے امیر معاویہ فوج لے کر نکل کھڑے ہوئے حضرت علیؓ بھی بڑھے، ۳۷ھ کو صفین کے مقام پر دونون فوجون کا مقابلہ ہوا، مہینون بڑی سخت لڑائی ہوتی رہی، اس لڑائی مین ایک لاکھ کے قریب آدمی مارے گئے، آخری دن سارا دن اور ساری رات تلوار چلتی رہی دوسرے دن صبح کو شامی پیچھے ہٹنے لگے، اور قریب تھا کہ بالکل شکست کھاجائین کہ یکایک نیزون پر قرآن بلند کرکے پکارنے لگے کہ ہمارے تمھارے درمیان اللہ کی کتاب فیصلہ کریگی، حضرت علیؓ نے بہیترا سمجھایا کہ یہ ایک چال ہے لڑائی جاری رکھو، بس اب فتح ہوا ہی چاہتی ہے، لیکن بھلا یہ کب سننے والے تھے، یہ تو حضرت عثمانؓ کو شہید کرکے شیر ہوگئے تھے، جب حضرت علیؓ نے زیادہ زور دیا تو بگڑ کر کہنے لگے بس رہنے دیجئے، اگر آپ نے جنگ ختم نہ کی تو آپ کے ساتھ بھی وہی معاملہ ہوگا، جو حضرت عثمانؓ کیساتھ ہوچکا ہے، مجبوراً حضرت علیؓ کو فوجین ہٹا لینی پڑین اور اچھی خاصی جیتی جتائی لڑائی ہار جانی پڑی، اس کے بعد دونون طرف سے دو آدمی مقرر ہوئے، کہ اِس جھگڑے کا فیصلہ کردین، حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ تھے اور حضرت معاویہؓ کی طرف سے حضرت عمرو بن عاصؓ تھے، اس کے بعد حضرت معاویہؓ دمشق چلے گئے، اور حضرت علیؓ کوفہ واپس آگئے،

تھوڑی بحث کے بعد دونون نے مل کر طے کر دیا کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ
دونون خلافت سے الگ کر دیئے جائین، اور مسلمان کسی تیسرے شخص کو خلیفہ بنا لین،
وقت پر دونون پنچون نے اپنا فیصلہ سنایا، ابوموسیٰ نے دونون کو معزول کر دیا، لیکن جب
عمروبن العاصؓ کی باری آئی تو اونھون نے کہا کہ مین علیؓ کو معزول کرتا ہون، لیکن معاویہ
کو جو عثمانؓ کے خون کے ولی ہین، برقرار رکھتا ہون، ظاہر ہے یہ فیصلہ حضرت علیؓ کبھی طرح
نہین مان سکتے تھے، اس لئے آپ نے پھر شام پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا، لیکن خود
اون کے لشکر مین جھگڑا پیدا ہو گیا، اور خارجیون کی ایک نئی جماعت پیدا ہو گئی، جو خود
حضرت علیؓ کی مخالف ہو گئی،

اس کی تہ مین بھی وہی سبائی (عبداللہ بن سبا کے آدمی) کام کر رہے تھے،
اوپر پڑھ چکے ہو کہ یہ لوگ کسی طرح نہ چاہتے تھے کہ لڑائی ختم ہو جنگ جمل (حضرت عائشہؓ
والی لڑائی) انہی کی وجہ سے ہوئی صفین (حضرت معاویہؓ والی لڑائی) کا معرکہ انہی
کی بدولت پیش آیا، پھر حضرت علیؓ کو فتح ہونے لگی، اور ان لوگون کو نظر آیا کہ اس کے بعد
ہماری باری ہے، تو قرآن کی آڑ لی اور حضرت علیؓ کو مجبور کیا کہ جیتی جتائی لڑائی ختم کر دین
پھر جب پنچ مقرر ہوئے، اور اونھین معلوم ہوا کہ صلح ہو جانے والی ہے، جس کے بعد
ہماری خیر نہین، تو اسے کفر قرار دیا، اور حضرت علیؓ سے کہنے لگے کہ اس گناہ سے توبہ
کیجئے، ورنہ ہم آپ کا ساتھ چھوڑ دین گے،

اب جب حضرت علیؓ نے غلط فیصلہ ناپسند کیا، اور چاہا کہ شام پر چڑھائی کرین تو
اونھین خیال ہوا کہ اگر اس مین حضرت علیؓ کو کامیابی ہو گئی تو اس کے بعد ہمارا نمبر ہے
لہٰذا اونھون نے اس کی مخالفت کی، اور شام کی طرف جانے کے بجائے خود حضرت علیؓ

کے خلاف ہوگئے، اور ہنگامہ شروع کردیا حضرت علیؓ نے لاکھ لاکھ کوشش کی کہ یہ کسی طرح سمجھ جائیں، اور اپنی شرارت سے باز آجائیں لیکن انھون نے ایک نہ سنی اور سنتے کیسے ان کا تو مقصد یہی تھا، کہ مسلمانون مین تفرقہ قائم رہے، مجبوراً حضرت علیؓ نے اون کے مقابلہ کی تیاری کی، اور نہروان کے مقام پر بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی، جس مین خارجیون کو سخت شکست ہوئی،

یہ قصہ ختم ہوا تو حضرت علیؓ نے پھر شام کا ارادہ کیا لیکن کوئی بھی تیار نہ ہوا، اور جھوٹ موٹ بہانے کرکے گھرون مین بیٹھ رہے، حضرت علیؓ نے یہ رنگ دیکھا تو کوفہ واپس تشریف لائے، یہان روزانہ تقریرین کرتے، اور لوگون کو جوش دلاتے لیکن نتیجہ کچھ نہ ہوا، آخر عاجز ہوکر شام کا خیال ہی چھوڑ دیا،

آخر مین دونون طرف کے لوگ بڑے ردّوکد اور خط وکتابت کے بعد ۴۰ھ مین اس بات پر رضامند ہوئے کہ شام اور اوس کے ملحقات پر امیر معاویہ، اور عراق اور اوس کے ملحقات حجاز، خراسان وغیرہ پر حضرت علیؓ حکومت کرین،

(۲)

حضرت علیؓ کی شہادت

خارجیون کی جو جماعت، حضرت علیؓ کے طرفدارون سے الگ ہوگئی تھی، گو نہروان مین اوس کی کمر ٹوٹ گئی تھی، مگر اوس جماعت کے لوگ ملک مین اب بھی باقی تھے، اون مین سے تین آدمیون نے مل کر یہ عہد کیا کہ حضرت علیؓ، امیر معاویہ اور عمرو بن العاصؓ تینون کا ایک ہی دن ایک ہی وقت خاتمہ کردین،

۱۵ رمضان سنہ ۴۰ھ کو صبح کے وقت آپ کوفہ کی مسجد مین نماز پڑھنے جا رہے تھے
مسجد مین قدم رکھتے ہی عبد الرحمن بن ملجم خارجی نے سر پر تلوار ماری، زخم ایسا گہرا تھا کہ
بچ نہ سکے، اور تیسرے دن ۱۷ رمضان سنہ ۴۰ھ کو آپ کا انتقال ہو گیا، انا للہ و انا الیہ
راجعون، امیر معاویہ پر بھی اوسی دن اوسی وقت دمشق کی مسجد مین حملہ ہوا، مگر وار اوچھا
پڑا، اور بچ گئے، عمرو بن العاصؓ اتفاقاً اوس دن مسجد نہ جا سکے تھے، اون کی جگہ ایک
دوسرا شخص نماز پڑھنے نکلا اور شبہہ مین مارا گیا،

حضرت علیؓ کے خلیفہ ہوتے ہی چارون طرف ایسے جھگڑے اوٹھ کھڑے ہوئے تھے
آپ کو مسلمانون کی خدمت کرنے کا موقع ہی نہ مل سکا، تاہم حضرت عثمانؓ کے زمانہ مین
بنی امیہ کے آدمیون نے جو بے عنوانیان اور خرابیان پیدا کر دی تھین، اون کو یک قلم
مٹا دیا اور اپنے حاکمون اور عہدہ دارون کی ہمیشہ نگرانی کرتے رہے، کہ وہ اپنی حد سے
آگے نہ بڑھنے پائین، رعایا کے ساتھ ان کا طرز عمل بڑا مشفقانہ تھا، آپ علم کے اعتبار سے
اپنے تمام ساتھیون مین بہت ممتاز تھے، فیصلے تو آپ کے جیسے کوئی کر ہی نہین سکتا تھا
آپ نے بڑے دلچسپ دلچسپ مقدمات فیصل کئے ہین، تقریر بڑی اچھی کرتے تھے، آپ کے
زمانہ مین آپ کے پلہ کا کوئی مقرر نہ تھا،

بڑے عابد و زاہد خلیفہ تھے، نہایت سادہ اور معمولی طرح رہتے تھے، روکھا سوکھا
کھانا کھاتے تھے، اور موٹا جھوٹا پہنتے تھے، اصل بات یہ ہے کہ آپ فیاض اتنے بڑے تھے
کہ پیسہ ہاتھون مین رکتا ہی نہ تھا، ادھر آیا، ادھر گیا، کوئی فقیر محتاج آپ کے در سے مایوس نہ
ہوتا تھا، کبھی ایسا ہوتا تھا کہ گھر کا کل کھانا فقیر کو کھلا دیا، اور خود بھوکا رہنا پڑا، آپ کے مزاج
مین بڑی سادگی تھی، اپنا جوتا تک اپنے ہاتھون سے ٹانک لیتے تھے،

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ،

حضرت علیؓ کی وفات کے بعد عراق کے لوگون نے آپ کے بڑے صاجزادہ حضرت امام حسنؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی، امام حسنؓ بڑے نیک اور نرم مزاج تھے لڑائی جھگڑے کو سخت ناپسند کرتے تھے، امیر معاویہ ادن کی نیکی کو سمجھتے تھے، اس لئے اون کی بیعت کے بعد سارے ملک پر قبضہ کرلینا چاہا، حضرت حسنؓ اپنی حکومت کے لئے مسلمانون مین جھگڑا فساد نہین چاہتے تھے، اس لئے ادھون نے فوراً حضرت معاویہؓ سے صلح کرلی اور سارے ملک کی حکومت ادن کے سپرد کردی،

ربیع الاول (بارہ وفات) ۴۱ھ کو یہ صلح نامہ ہوا، اور مدت کے بعد مسلمان پھر ایک جھنڈے کے نیچے آگئے، اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی، کہ "میرا یہ بیٹا سید ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانون کے دو بڑے گروہون مین صلح کرادیگا"۔

تیسرا باب

بنی امیہ[1] کی خلافت،

(۱)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ،

(۱)

ملک کا انتظام،

حضرت امام حسنؓ سے صلح کے بعد خلافت پورے طور سے حضرت معاویہؓ کے ہاتھ میں آگئی، اور بہت دنون تک آپ ہی کے خاندان میں رہی، ۲۵ ربیع الاول (بارہ وفات) ۴۱ھ کو آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی، اور مدت کے بعد مسلمان پھر ایک جھنڈے کے نیچے آگئے آپ بہت ہی لایق اور سمجھدار بادشاہ ہوئے ہین، رعایا کے ساتھ بڑی محبت اور نرمی کرتے

[1] حضرت کے نکڑ دادا (دادا کے دادا) عبد مناف کے دو لڑکے تھے (۱) ہاشم، (۲) امیہ، ہاشم کی اولاد مین ہمارے حضرت ہین، اور امیہ کی اولاد مین امیر معاویہؓ مروان اور اُن کا خاندان، یہ لوگ اُموی یا بنی اُمیہ کہلاتے ہین،

تھے، جب تک بالکل مجبور نہ ہو جاتے، ہرگز کسی کو سزا نہ دیتے تھے، آپ کی اسی حکمت و تدبیر سے تمام ملک مین امن ہو گیا،

عراق مین البتہ آئے دن جھگڑے بکھیڑے ہوتے رہتے تھے، پہلے آپ نے چاہا کہ نرمی سے کام چل جائے تو اچھا ہے، لیکن عراقیون کو تو تم جانتے ہو کہ کیسے شریر تھے، جیسی جیسی اون کے ساتھ رعایت ہوتی اور جس قدر اونھین طرح دیجاتی ویسے ہی وہ اور شیر ہوتے جاتے آخر جب کسی طرح کام نہ چلا تو حضرت معاویہؓ نے زیاد کو یہان کا حاکم بنا کر بھیجا، زیاد نے بصرہ پہونچ کر ایک سخت تقریر کی اور کہا کہ

"ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے گھر اور خاندان کے لوگون کو برائی سے روکے ورنہ گنہگار کے بدلہ بے گناہ کو بھی سزا دون گا، بھاگنے والے کے بدلے موجود کو پکڑون گا، رات کو باہر پھرنے والا قتل کر دیا جائیگا، جو کسی کے گھر آگ لگائے گا مین خود اوسے جلا دون گا، جو کسی کے گھر مین سیندھ کاٹے گا مین اوس کا دل چیر ڈالون گا، کفن گھسوٹون کو اوسی قبر مین زندہ گاڑ دون گا، اگر جاہلیت کی کوئی بات کسی کی زبان سے نکلی تو اوس کی زبان کاٹ کر پھینک دونگا،

(ہان) جو حکم مانے گا اوس کے ساتھ اچھا سلوک ہو گا، حاجت مند کے لئے میرا دروازہ ہر وقت کھلا ہے، رات برات جب چاہے آسکتا ہے، مین اوس کی ضرورت پوری کرنے کو تیار ہون،،

زیاد نے صرف تقریر ہی نہین کی بلکہ اس پر پورا پورا عمل کیا، نتیجہ یہ ہوا کہ چند ہی دن مین سارے فتنے دب گئے، اور یہ حالت ہو گئی کہ مکانون اور دکانون کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے، لیکن کیا مجال کہ کوئی آنکھ اوٹھا کر بھی دیکھ لے، سڑک پر کسی کی کوئی چیز

گرجاتی تو اسی طرح پڑی رہتی خارجیون کی قوت بھی قریب قریب ختم ہو گئی،

(۲)

فتوحات

حضرت معاویہ کے زمانہ مین رومیون سے کئی لڑائیان ہوئین جنمین مسلمانون کو فتح ہوئی؛ آخر قسطنطنیہ پر ایک زبردست حملہ کیا گیا لیکن کامیابی نہین ہوئی،

آفریقہ کا انتظام عقبہ بن نافع کے سپرد ہوا، اور اون کی کوششون سے قریب قریب سارا بربری علاقہ مسلمانون کے قبضہ مین آگیا، اور مصر سے لیکر مراکش تک اسلامی جھنڈا لہرانے لگا، یہان اونھون نے قیروان آباد کرکے فوجی چھاونی قائم کی،

عقبہ کی ہمت کا یہ حال تھا کہ جب فتح کرتے کرتے بحر ظلمات کے کنارے پہونچگئے تو سمندر مین گھوڑے ڈالدیئے، لیکن جب آگے پانی ہی پانی نظر آیا تو رک گئے، اور فرمایا:-

"اے اللہ یہ سمندر روکتا ہی، نہین تو جہان تک زمین ملتی تیری راہ مین لڑتا چلا جاتا"

(۳)

ولیعہدی

امیر معاویہ خلافت راشدہ کا طریقہ ختم کرکے بادشاہت قائم کرنا چاہتے تھے، اسلیے جب اون کی عمر آخر ہونے کو آئی تو مغیرہ بن شعبہ کی راے سے اپنے لڑکے یزید کو ولیعہد بنا کر

اس کی بیعت لینی شروع کردی،

لیکن ابھی ملک میں یزید سے بدرجہا بہتر لوگ موجود تھے، اسلئے بعض بزرگون نے اسے پسند نہین کیا حضرت امام حسینؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ، اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے سخت مخالفت کی، کہ اس سے اسلام کی جمہوری روح مٹ جائیگی، اور آئندہ کے لئے شخصی حکومت کا بیج پڑ جائیگا،[1]

کچھ شک نہین کہ ان بزرگون کی یہ رائے درست تھی، اس سے اسلام کو ایسا سخت دھچکا لگا کہ آج تک سنبھلنا نصیب نہ ہوا، لیکن اس وقت بڑی مشکل یہ تھی کہ بنی امیہ کی قوت بہت بڑھ گئی تھی اور وہ سارے ملک پر چھائے ہوئے تھے، اس لئے ان کے خلاف کچھ کرنا ناممکن تھا، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور حضرت معاویہ ان حالات کو خوب سمجھتے تھے، اونھین اچھی طرح معلوم تھا کہ بنی امیہ نے بڑی محنت سے سلطنت حاصل کی ہے، اور اب کسی طرح اسے اپنے خاندان سے باہر نہ جانے دین گے، ان سب باتون کو سوچ کر اونھون

[1] اسلام سے پہلے دنیا مین حکومت کا طریقہ یہ تھا کہ ایک بادشاہ ہوتا تھا، جو اپنی رائے سے جو چاہتا تھا کرتا تھا، رعایا کو اس کے کامون مین رائے دینے کا کوئی حق نہ تھا جب وہ بادشاہ مرتا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا، اور اس کے بعد اوس کا پوتا تخت پر بیٹھتا، اور اپنی رائے سے کام کرتا، یہی شخصی حکومت ہے، اسلام نے یہ طریقہ بدل دیا، اور ایک ایسی حکومت قائم کی جسمین بادشاہ رعایا کی رائے سے بنایا جاتا تھا، اور اونھین کی صلاح سے حکومت کرتا تھا، اسمین بادشاہ کیلئے بادشاہ کا بیٹا اور پوتا ہونا ضروری نہین تھا، بلکہ لوگ قابلیت اور لیاقت دیکھ کر سب سے بہتر آدمی کو بادشاہ بناتے تھے جسے وہ خلیفہ کہتے تھے، اس طریقہ مین خوبی یہ ہے کہ کبھی کوئی خراب آدمی بادشاہ یا خلیفہ نہین ہوسکتا ہمیشہ ملک کا انتظام اچھے ہاتھون مین رہتا ہے، جسکی وجہ سے ہمیشہ ترقی ہوتی رہتی ہے، رسول اللہ صلعم کے بعد سے برابر یہی طریقہ تھا، یزید کی جانشینی کے وقت سے یہ طریقہ بدلا اور مسلمانون مین بھی شخصی بادشاہت شروع ہوگئی، جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اون کی حکومت کمزور ہوتے ہوتے ختم کے قریب آگئی، یہی سب سمجھ کر حضرت امام حسینؓ نے اس کی مخالفت کی تھی،

نے بھی رائے قائم کی کہ یزید ہی کو خلیفہ بنانا چاہیئے،

دوسری طرف یہ بھی واقعہ تھا کہ اس سے شخصی حکومت کی بنیاد پڑ رہی تھی، اور صاف نظر آرہا تھا کہ اسلام کا وہ جمہوری نظام حکومت جس نے چند ہی دنون مین دنیا کی کایا پلٹ دی تھی، اور دم کے دم مین عرب کے بدوؤن کو قیصر و کسریٰ کے محل مین لیجا کر کھڑا کر دیا تھا، اب ہمیشہ کے لئے ختم ہو رہا ہے حضرت امام حسین اور اون کے دوستون کو بھی خیال تھا جس کی وجہ سے اونھون نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی، اور اس راہ مین اپنی جان تک کی بازی لگا دی،

بہرحال ان بزرگون کے علاوہ دوسرے لوگون نے کسی نہ کسی طرح بیعت کر لی، اس کے بعد سنہ ۶۰ھ مین حضرت معاویہ نے وفات پائی،

(۲)

یزید

(۱)

حضرت امام حسین علیہ السّلام کی شہادت،

حضرت معاویہ کے بعد یزید بادشاہ ہوا، حضرت امام حسین علیہ السّلام وغیرہ کی مخالفت کا حال پڑھ چکے ہو، ادھر کوفہ کے لوگ بھی مخالف تھے، وہ حضرت امام حسین علیہ السّلام کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے، اس غرض سے اونھون نے ایک دو نہین پورے ڈیڑھ سو خط لکھے حضرت امام حسین علیہ السّلام کے متعلق جانتے ہو کہ وہ یزید کی بادشاہت ناپسند کرتے تھے، اور صرف ناپسند ہی نہین بلکہ اوسے اصول اسلام کے بالکل خلاف سمجھتے تھے لیکن ابھی تک اس سے بچاؤ کی صورت سمجھ مین نہ آئی تھی، اب کوفہ سے جو اس قسم کی خبرین آنی شروع ہوئین، تو آپ نے سوچا کہ یہ موقع اچھا ہے، ان لوگون کی مدد سے پھر صحیح اسلامی حکومت قائم کیجا سکتی ہے لیکن حضرت علیؓ کے ساتھ ان کوفیون کا برتاؤ آپ کو اچھی طرح یاد تھا اس لئے ان خبرون پر یقین نہ آتا تھا، آخر صحیح حالات معلوم کرنے کے لئے اپنے چچیرے بھائی حضرت مسلم کو کوفہ روانہ کیا، مسلم کوفہ پہنچے تو اٹھارہ ہزار آدمیون نے فوراً بیعت کر لی، یہ صورت دیکھکر آپ نے حضرت امام حسینؑ کو لکھا کہ یہان کے حالات اچھے

ہین، آپ تشریف لائیے،

اس خط کے بعد اب کوئی شک نہ رہا، اور حضرت امام حسینؑ کوفہ روانہ ہوگئے، یزید کو یہ حال معلوم ہوا، تو اس نے عبیداللہ بن زیاد کو ادھر روانہ کیا، ابن زیاد نے آتے ہی سختی شروع کی، نتیجہ یہ ہوا کہ دو ہی چار دن مین سارے کوفی اس کے ساتھ ہوگئے، اور بیچارے حضرت مسلم اکیلے رہ گئے، اور جن لوگون نے بلایا تھا، وہی پکڑ کر ابن زیاد کے پاس لے گئے، جہان آپ شہید کر دیئے گئے،

امام حسین علیہ السلام ابھی راستہ ہی مین تھے کہ یہ خبر ملی، لوگون کی رائے ہوئی کہ واپس چلین لیکن حضرت مسلم کے عزیز کسی طرح راضی نہ ہوئے، اور کہنے لگے یا تو مسلم کا بدلہ لین گے یا خود بھی اونہی کی طرح جان دیدینگے، تھوڑی دور اور آگے پہونچے، تو حُر ایک ہزار سوارون کے ساتھ ملا، اب کوفہ کی حالت بالکل ظاہر ہوچکی تھی، آپ نے واپس ہونا چاہا لیکن حُر نے روکا، مجبوراً آگے بڑھنا پڑا، کربلا کے مقام پر پہونچے تھے کہ عمر بن سعد ایک دوسری فوج کے ساتھ ملا، اور بیعت طلب کی، حضرت امام حسین علیہ السلام نے واپس جانا چاہا، لیکن ابن زیاد نے کہلا بھیجا کہ بغیر بیعت کے چھٹکارا نہین ہوسکتا، آپ نے بہیترا سمجھایا، لیکن ابن زیاد کب ماننے والا تھا، آخر آپ نے فرمایا کہ اچھا اگر تم نہین مانتے تو مجھے یزید کے پاس لے چلو، اوس سے مل کر مین خود طے کر لون گا، لیکن ابن زیاد کا تو دماغ بگڑ چکا تھا، اوس کی سمجھ مین یہ باتین کیسے آتین، وہ وہی رٹ لگائے رہا کہ بس یہین بیعت کرو،

اب حضرت امام حسینؑ بالکل مجبور تھے، اون سے یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ بیعت کر کے اسلام کی روح ہمیشہ کے لئے ختم کر دین، ان کی بیعت کا مطلب یہ تھا کہ یہ غلط طرز حکومت اسلامی اصول کے خلاف نہین ہے، ظاہر ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام یہ کبھی بھی نہین

کر سکتے تھے، چنانچہ آپ نے انکار کر دیا،

اب ابن زیاد نے حکم بھیجا کہ لڑائی شروع کر دیجائے، اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور اون کے ساتھیون پر دانہ پانی بند کر دیا جائے، اس حکم پر اس سختی سے عمل ہوا کہ ننھے ننھے بچے تک پیاس سے بلک بلک کر روتے تھے لیکن کیا مجال کہ پانی کی ایک بوند بھی اون کی حلق مین پڑ سکے، سامنے دریا بہہ رہا تھا، اور جانور تک پانی پی پی کر اپنی پیاس بجھا رہے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور اون کے خاندان والے ایک ایک قطرہ کے لئے ترس رہے تھے لیکن اس پر بھی ظالمون کو رحم نہین آتا تھا، ۱۰ محرم ۶۱ھ کو لڑائی شروع ہوئی، حضرت امام حسین اور آپ کے ساتھی بڑی ہمت اور بہادری سے لڑے، چار ہزار دشمنون کے مقابلہ مین بہتر آدمی کیا کر سکتے تھے، چند گھنٹے مین سب کے سب شہید ہو گئے، صرف امام زین العابدین بیمار تھے اسلئے بچ گئے،

دشمنون نے سر کاٹ کر برچھیون پر چڑھائے، عورتون کو گرفتار کیا، اور پہلے کوفہ پھر وہان سے شام روانہ ہو گئے، جب یہ لٹا ہوا قافلہ دمشق پہنچا تو دشمن تک یہ حال دیکھ کر رو پڑے،

یزید بھی ضبط نہ کر سکا، اور بے اختیار رو دیا، اور ابن زیاد کو بہت برا بھلا کہا اور اہل بیت کو نہایت آرام سے رکھکر چند دن کے بعد بہت سا سامان دے کر سوارون کی حفاظت مین مدینہ واپس کر دیا،

———•———

۴

مدینہ پر چڑھائی

اور معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بھی یزید کے مخالف تھے، یہ لڑائی کا رنگ دیکھ کر مدینہ چھوڑ کر مکہ چلے آئے تھے، یزید کو اون کی جانب سے بڑا خطرہ تھا، مدینہ والے بھی یزید کے خلاف ہو گئے۔ اس لئے امام حسینؓ کے بعد اوس نے ابن زبیرؓ اور مدینہ والون کی طرف توجہ کی، اور مسلم بن عقبہ کو بارہ ہزار فوج دے کر مدینہ روانہ کیا، مدینہ والون کو شکست ہوئی، اور تین دن تک ایسی لوٹ مار رہی کہ خدا کی پناہ، بڑے بڑے لوگ مارے گئے، اور سارا مدینہ قریب قریب اجاڑ ہو گیا،

مدینہ کو اس طرح لوٹ گھسوٹ اور تباہ و برباد کر کے یہ فوج ابن زبیرؓ سے بیعت لینے کے لئے مکہ کی طرف بڑھی، مسلم بن عقبہ راستہ ہی مین مر گیا، اور حصین ابن نمیر فوج کا سردار ہوا، ۲۶ محرم کو یہ لشکر مکہ معظمہ پہونچا، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ مقابلے کے لیے نکلے، لیکن شکست کھا کر پھر شہر مین آ گئے، شامیون نے چارون طرف سے گھیر لیا، اور پتھر برسانے شروع کئے، ابھی لڑائی ہو ہی رہی تھی کہ یزید کے مرنے کی خبر آئی، اور جنگ ختم ہو گئی، (۱۴ ربیع الاول سنہ ۶۴ھ)

---

(۳)

مروان

یزید کے مرنے کے بعد لوگون نے اس کے بیٹے معاویہ کو خلیفہ بنایا، یہ بڑا ہی نیک فطرت تھا، یزید کے مظالم کو دیکھکر اوس کا دل حکومت کی جانب سے پھر گیا تھا چند مہینہ حکومت کرنے کے بعد اس نے تخت چھوڑ دیا، اور کہا مجھے سلطنت و حکومت سے کوئی غرض نہین، تم جسے چاہو بادشاہ بناؤ، یہ کہہ کر گھر چلا گیا، اور تین ماہ کے بعد وفات پائی اس کے بعد مروان بنی امیہ کا بادشاہ ہوگیا،

ادھر مکہ مین حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پہلے ہی سے خلیفہ بنا لئے گئے تھے، یزید کے مرنے کے بعد اور دوسرے اسلامی ملکون نے بھی انہی کے ہاتھ پر بیعت کر لی، شام کا بھی بڑا حصہ انہی کا تابعدار ہوگیا، اور صرف فلسطین (بیت المقدس کا علاقہ) مروان کے پاس باقی رہگیا، ۲۰ محرم ۶۵ھ کو مرج راہط کے مقام پر ضحاک بن قیس (حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے طرفدار) اور مروان سے مقابلہ ہوا، بیس دن لڑائی ہوتی رہی آخر ضحاک مارے گئے اور سارا شام بنی امیہ کے قبضہ مین آگیا، کچھ دن کے بعد مصر پر بھی اون کا قبضہ ہوگیا،

(۴)

عبدالملک

رمضان ۶۵ھ مین مروان مرگیا، اور اوس کا بیٹا عبدالملک بادشاہ ہوا، اب بڑی بڑی طاقتین صرف دو تھین ایک طرف حضرت عبداللہ بن زبیرؓ تھے، دوسری طرف عبدالملک، دونون مین جنگ ہونے والی ہی تھی، کہ بیچ مین مختار کا قصہ نکل آیا، یہ شخص پہلے حضرت علیؓ کے خاندان کا دشمن تھا، ایک مرتبہ حضرت امام حسنؓ کو گرفتار کرکے دشمن کے سپرد کردینا چاہا تھا، لیکن اب جو ملک مین یہ ابتری دیکھی تو اپنی حکومت قائم کرنے کیلئے جھٹ حضرت امام حسینؓ کے خون کا نام لے کر کھڑا ہوگیا، تھوڑے دنون مین سارے عراق پر اوس کا قبضہ ہوگیا، اس کی خود نیت تو درست نہ تھی، لیکن اتنا اچھا ہوا کہ اس طرح حضرت امام حسینؓ کے قاتل ایک ایک کرکے مارے گئے، اور ان ظالمون سے دنیا پاک ہوگئی،

عراق پر قبضہ کے بعد مختار کے حوصلے اتنے بڑھ گئے کہ اوس نے حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ سے بھی چھیڑچھاڑ شروع کی، آخر حضرت مصعب (حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے بھائی اور حضرت امام حسینؓ کے داماد یعنی حضرت سکینہ کے شوہر) مقابلہ پر گئے، جسمین انھین فتح ہوئی اور مختار مارا گیا،

ان چھوٹی چھوٹی لڑائیون کے بعد عبدالملک اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا مقابلہ

شروع ہوا، سب سے پہلے عراق مین حضرت مصعبؓ سے مقابلہ ہوا، حضرت مصعب بڑی بہادری سے لڑے لیکن عراقیون کی دغابازی تو جانتے ہی ہو، یہان بھی وہی حرکت کی سب کے سب عبدالملک سے مل گئے، اور میدان مین حضرت مصعب کے ساتھ صرف چند آدمی رہ گئے، نتیجہ ظاہر ہے، عبدالملک کو فتح ہوئی اور حضرت مصعب شہید ہوگئے

اس کے بعد عبدالملک کے حکم سے حجاج بن یوسف مکہ کی طرف روانہ ہوا، اور جاتے ہی شہر کو گھیر لیا، اور پتھر برسانے شروع کئے، چند ہی دن مین شہر کا دانہ پانی ختم ہوگیا، اور لوگ ایک ایک کرکے ساتھ چھوڑنے لگے، یہ دیکھ کر حضرت عبداللہؓ ابن زبیرؓ میدان مین نکلے اور لڑکر شہید ہوئے،

۷۳ھ مین آپ کی شہادت کے بعد عبدالملک کا کوئی مخالف نہ رہا، اور بارہ برس کے بعد پھر تمام اسلامی ملک ایک بادشاہ کے قبضہ مین آگئے، عراق سے ہر وقت ڈر رہتا تھا، اس لئے وہان حجاج کو مقرر کیا گیا، جس نے اپنی سختی سے سب کو خاموش کردیا،

خارجیون سے بھی کئی لڑائیان ہوئین، آخر اون کی طاقت ہمیشہ کیلئے ختم ہوگئی، عبدالملک کا اکثر زمانہ آپس کے ایسے سخت جھگڑون مین گذرا کہ شروع مین قیصر روم سے دب کر صلح کرنی پڑی، لیکن جب ذرا اطمینان ہوا، اور مسلمان پھر ایک ہوگئے اور رومیون سے سخت جنگ ہوئی اور قیساریہ کے مقام پر اونھین بری طرح شکست ہوئی، پورب کی طرف جیحون ندی کے اوس پار ترکستان تک مسلمان پہونچ گئے، افریقہ کا شمالی دائرہ کا حصہ پہلے ہی فتح ہوچکا تھا، لیکن ابھی تک بربر دن مین دم تھا، جہان موقع ملتا مسلمانون پر حملہ کرتے، عبدالملک کے زمانہ مین اونھون نے بڑا زور

باندھا، ملکہ کاہنہ کی طاقت اتنی بڑھ گئی تھی کہ تھوڑے دن کے لئے معلوم ہونے لگا
کہ بس اب یہان سے مسلمانون کا چل چلاؤ ہے، لیکن حسین بن نعمان اور موسیٰ بن نصیر کی
کوشش سے اون کا زور ایسا ٹوٹا کہ پھر اوٹھنے کی سکت نہ رہی، اور بحر ظلمات تک پھر مسلمانون
کا ڈنکہ بجنے لگا،

۱۵ شوال د عید ۱ ۸۶ھ کو ۲۱ سال ایک ماہ پندرہ دن کی بادشاہت کے بعد
عبدالملک کا انتقال ہوگیا،

———— ۰۰۰ ————

(۵)

ولید

باپ کی وصیت کے مطابق سنہ ۸۶ھ مین ولید تخت پر بیٹھا، اس وقت جھگڑا فساد کہین نام کو نہ تھا، سارے ملک مین امن تھا، آپس کے میل ومحبت کی وجہ سے مسلمانون کی قوت بڑھ گئی، اور اونھین بہت زیادہ کامیابی ہونے لگی، ایک طرف ملک کا انتظام بہت بہتر ہوگیا، جگہ جگہ کنوین کھدگئے سڑکین بنین، محتاج خانے قائم ہوئے مسجدین تیار ہوئین، مدرسے کھلے، شفا خانے جاری ہوئے، یتیم خانے بنے، اندھون، لولون اور اپاہجون کے لئے انتظام ہوا، غرض کہ سارا ملک آباد اور خوشحال ہوگیا، دوسری طرف مسلمان سپہ سالارون نے ساری دنیا اُلٹ پلٹ ڈالی، محمد بن قاسم نے سندھ پر چڑھائی کی، اور سندھ سے لیکر ملتان تک سارا علاقہ فتح کرلیا، مسلمہ نے رومیون کے پرخچے اڑادیئے، قتیبہ نے سمرقند سے کاشغر تک قبضہ کرلیا، اور آگے بڑھ کر شاہ چین کو خراج دینے پر مجبور کردیا، طارق اور موسیٰ بن نصیر نے افریقہ سے گذر کر اندلس (اسپین) فتح کرلیا، اور وہان سے شمالی فرانس تک قبضہ کرلیا،

دیکھو اتفاق واتحاد اور آپس مین میل جول کیسی برکت کی چیز ہے، پندرہ بیس برس پہلے یہی مسلمان تھے جنھون نے قیصر (شاہ روم) سے دب کر صلح کی تھی اور اب جو جھگڑے مٹے اور میل بڑھا تو رومیون کی کیا حیثیت ہے ساری دنیا کے پرخچے اڑا دیئے، سنہ ۹۶ھ مین ولید نے وفات پائی،

(۶)

سلیمان

ولید کے بعد اس کا بھائی سلیمان تخت پر بیٹھا، یہ بڑا سخی اور رحمدل تھا، اس نے حجاج کی سختیاں دور کین، اور رعایا کو آرام پہونچانے کی کوشش کی، اگر دو تین غلطیان نہ ہو جاتین تو ہمیشہ اس کا نام عزت و محبت سے لیا جاتا،

اوپر قتیبہ، محمد بن قاسم اور موسیٰ بن نصیر کا حال پڑھ چکے ہو کہ ان لوگون کی وجہ سے مسلمانون کو کتنا فائدہ پہونچا، لیکن افسوس سلیمان نے کچھ تو حجاج کی ضدمین کچھ لوگون کی لگائی بجھائی سے محمد بن قاسم اور قتیبہ کو قتل کرا دیا، اور موسیٰ بن نصیر کو برطرف کر دیا،

ایسے بڑے بڑے جنرلون کے مارے جانے سے فتوحات کا سلسلہ بالکل رک گیا، قسطنطنیہ پر البتہ حملہ کیا گیا، لیکن کوئی کامیابی نہین ہوئی، ۱۰ صفر ۹۹ھ کو سلیمان کا انتقال ہوگیا،

۷

حضرت عمرؓ بن عبد العزیزؓ

سلیمان کے بعد اوس کی وصیت کے مطابق حضرت عمرؓ بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے، آپ نے کل ڈھائی برس حکومت کی لیکن اتنی ہی مدت مین ملک کی کایا پلٹ دی، ہر قسم کی ظلم و زیادتی موقوف ہو گئی، نسل و قوم کا فرق مٹ گیا، اور امیر و غریب ایک درجہ پر آگئے، بس یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمانہ ستر بہتر برس پیچھے لوٹ گیا ہے، اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ حکومت کر رہے ہین،

اسلام کی روح جو بادشاہت کے زور مین مٹ چلی تھی اب پھر سے زندہ ہو گئی، ہر طرف اللہ و رسول کا ذکر ہونے لگا، اور آخرت جسے لوگ بھول چکے تھے، اب پھر اوس کا دھیان آنے لگا، دنیا تو ہمیشہ دین کے قدمون تلے رہی ہے، یاد کرو عرب کے بدوون کے پاس کیا تھا لیکن اسلام جو آیا تو چند ہی برس مین قیصر و کسریٰ کے تخت اون کے قدمون کے نیچے آگئے، اور مدینہ سونے چاندی اور ہیرے جواہرات سے پٹ گیا، حضرت عمرؓ بن عبد العزیزؓ کے وقت مین بھی یہی ہوا، دین داری کے بڑھتے ہی ہر قسم کی ترقی کے دروازے کھل گئے، اور بلا ظلم و زیادتی کے دولت کے ڈھیر لگ گئے، اگر کہین دس بیس برس زندہ رہتے، تو خدا معلوم دنیا کہان سے کہان پہونچ جاتی، لیکن افسوس کہ ابھی تین برس بھی پورے نہ ہوئے تھے کہ ۱۰۱ھ مین وفات پا گئے، کہتے ہین کہ کسی خاندانی دشمن نے زہر دیدیا،

۸

یزید بن عبدالملک

بنی امیہ بادشاہت کے عادی ہو چکے تھے، اسلئے وہ حضرت عمرؓ بن عبدالعزیزؓ سے ناخوش تھے، چنانچہ ان کے بعد یزید بن عبدالملک تخت پر بیٹھا، تو اوس نے اون کے طریقے کو بالکل بدل دیا، نتیجہ یہ ہوا کہ ترقی پھر رک گئی، اور آرمینیا کے تھوڑے سے علاقہ کی فتح کے سوا باقی آپس ہی مین جھگڑے ہوتے رہے، جس سے سلطنت کو سخت نقصان پہنچا،

۹

ہشام

یزید کے بعد ۱۰۵ھ مین ہشام بادشاہ ہوا، یہ بہت ہی ہوشیار، عقلمند اور بہادر تھا، اس کے زمانہ مین سلطنت کو کافی قوت حاصل ہوئی، افریقیہ مین ایک بار پھر بربرون نے زور کیا، لیکن اونھین سخت شکست ہوئی، اور یہ قصہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا، سوڈان کے کچھ شہر فتح ہوئے، ترکستان مین سخت معرکہ رہا، رومیون سے جنگ ہوئی، اور سب مین مسلمانون کو کامیابی ہوئی،

ہشام کی حکمت و تدبیر سے سلطنت مین پھر جان آ گئی، لیکن گھن تو پہلے ہی لگ چکا تھا، بات یہ ہے کہ بنی امیہ بادشاہ تھے، اور تم جانتے ہو کہ بادشاہ کسی کی سنتے تو ہین نہین بس اچھا برا جو اون کے جی مین آتا ہے کرتے رہتے ہین، لیکن لوگ صحابہ کا زمانہ دیکھ چکے

تھے، وہ حضرت ابوبکرؓ کی پرہیزگاری، حضرت عمرؓ کا انصاف، حضرت عثمانؓ کی نیکی اور حضرت علیؓ کی سچائی ڈھونڈھتے تھے لیکن وہ ان بادشاہون مین کہان تھی، یہی وجہ ہے کہ جب موقع ملتا کوئی نہ کوئی لڑائی شروع ہو جاتی، یزید اور عبدالملک کے زمانہ کے حالات پڑھ چکے ہو، ہشام کے زمانہ مین بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کے پوتے حضرت زیدنے جہاد کیا، اور اگر کوفہ کے لوگ، وقت پر ساتھ نہ چھوڑ دیتے تو بنی امیہ کا تختہ اُلٹ جاتا لیکن کوفہ والون کو تم جانتے ہو کیسے دغاباز اور ڈرپوک تھے، مقابلہ پڑا تو ساتھ چھوڑ کر الگ ہو گئے، اور حضرت شہید ہو گئے،

سنہ ۱۲۵ھ مین ہشام کا انتقال ہو گیا،

(۱۰)

ولید دوم

ہشام کے بعد عبدالملک کا پوتا ولید تخت پر بیٹھا، یہ بہت ہی بدمزاج اور آوارہ تھا، ہر وقت شراب پیتا، اور بدکاری مین لگا رہتا، اس کی اِن حرکتون سے لوگ عاجز آگئے، اور سنہ ۱۲۶ھ مین قتل کر دیا،

(۱۱)

یزید سوم

ولید کے بعد یزید بادشاہ ہوا، اس کے وقت مین بھی آپس مین بڑے جھگڑے رہے جس سے بنی امیہ کی قوت ٹوٹ گئی اور اون کے خلاف کام کرنے والون کو موقع مل گیا، چھ مہینے کی بادشاہت کے بعد ذی الحجہ (بقرعید) سنہ ۱۲۶ھ مین یزید مر گیا،

(۱۲)

مروان دوم

یزید سوم کے بعد لوگ عبدالملک کے پوتے ابراہیم کو بادشاہ بنانا چاہتے تھے، لیکن عبدالملک کے بھتیجے مروان بن محمد نے ابراہیم کو شکست دی، اور خود بادشاہ بن گیا، اس کی اس حرکت سے بنو امیہ بہت ناخوش ہوئے اور سلیمان بن ہشام ایک بڑی فوج لیکر مقابلہ پر آیا، قنسرین کے قریب بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی سلیمان کو شکست ہوئی، اور اوس کے تیس ہزار آدمی مارے گئے،

اسی پر بس نہین بلکہ اور بیسیون جھگڑے لگے رہتے تھے، کبھی کوفہ مین لڑائی ہوتی کبھی فلسطین مین جھگڑا ہوتا، کبھی حجاز مین فساد ہوتا، غرض کہ مروان کے لئے روز مصیبت آتی،

ایک طرف تو یہ قصے ہو رہے تھے، دوسری طرف عباسی[1] زور باندھ رہے تھے، اوپر کئی جگہ پڑھ چکے ہو کہ لوگ بنی امیہ کو دل سے پسند نہین کرتے تھے، حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد یہ نفرت اور بڑھ گئی، لوگ دل ہی دل مین تدبیرین سوچتے رہتے اور جب موقع پاتے چڑھ دوڑتے، عباسی مدت سے اندر ہی اندر اپنا کام کر رہے تھے، ان کے آدمی چارون طرف پھیلے ہوئے تھے، اور چپکے چپکے لوگون کو اپنے مین ملا رہے تھے، اتفاق سے انھین ابو مسلم خراسانی ایک بڑا زبردست آدمی مل گیا، جس نے چند ہی

---

[1] حضرت عباسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے، انکی اولاد عباسی کہلاتی ہے،

برس مین سارے ملک مین اون کا اثر پھیلا دیا،

تیاری پوری ہوچکی تھی کہ یکایک مروان کو خبر ہوئی اور عباسیون کے سردار ابراہیم (بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس) پکڑ کر قید کر دیئے گئے، جہان اون کا انتقال ہوگیا، لیکن کہین ان باتون سے ایسے معاملے ختم ہوتے ہین، ابراہیم کے بعد اون کے خاندان کے لوگ بھاگ کر کوفہ پہنچے اور اپنے مددگار ابو مسلمہ کے یہان ٹھہرے، ابو مسلمہ چاہتا تھا کہ حضرت علیؓ کے خاندان سے کسی کو خلیفہ بنائے، لیکن جب اون مین سے کوئی تیار نہ ہوا، تو ابراہیم کے بھائی ابو العباس سفّاح کے ہاتھ پر بیعت ہوئی،

بادشاہ ہوتے ہی سفاح نے اپنے چچا عبد اللہ بن علی کو مروان کی طرف بھیجا، دجلہ کی شاخ نہر زاب کے کنارے دونون فوجون کا مقابلہ ہوا، مروان بڑی بہادری سے لڑا، لیکن وقت آچکا تھا، سخت شکست ہوئی، مروان جان بچا کر بھاگا، لیکن عباسی فوجین پیچھے تھین، آخر چھ ماہ کی بھاگ دوڑ کے بعد ۲۷ ذی الحجہ (بقرعید) سنہ ۱۳۲ھ کو مروان مصر کے گاؤن بوصیر مین مارا گیا، اور بنی امیہ کی اس بادشاہت کا مشرق کی سرزمین مین خاتمہ ہوگیا،

چوتھا باب

بنی عباس

(۱)

ابو العباس سفّاح

مروان کے بعد رہا سہا کھٹکا بھی نکل گیا، اور بادشاہت بالکل سفاح کے ہاتھ مین آگئی، چونکہ اوسکو نئی سلطنت ملی تھی، دشمنون کا اثر جابجا موجود تھا، اسلئے اوس نے سختی شروع کر دی، اور اس سختی مین اتنا حد سے بڑھ گیا کہ اوس کا نام "سفاح" یعنی خونریز پڑگیا،

امویون سے اوس کو بڑا کھٹکا تھا، وہ سمجھتا تھا کہ جب تک ان مین کچھ بھی دم باقی رہیگا، اوس وقت تک اوس کو اطمینان نصیب نہ ہوگا اس لئے اوس نے بہت سے امویون کو پکڑ کے قتل کرادیا، اور اون کی عداوت مین اموی بادشاہون کی لاشین اکھڑوا کر سولی پر چڑھوادین، بنی امیہ مین ایک عبدالرحمن بچ نکلا، یہ بھاگ کر اندلس پہنچا، اور چند ہی دن مین وہان ایک خاصی حکومت قائم کر لی جو سیکڑون برس تک

قائم رہی،

سفاح کے زمانہ مین نئی نئی حکومت قائم ہوئی تھی، اس لئے جگہ جگہ بغاوتین ہوئین بہت سے گورنر باغی ہوگئے مگر سفاح نے نہایت مستعدی سے سب کو قابو مین کرلیا

۱۳ ذی الحجہ (بقرعید) ۱۳۶ھ کو سفاح کی موت ہوئی، یہ ایک طرف بڑا ظالم تھا، دوسری طرف بڑا سخی داتا تھا، دونون ہاتھون سے روپیہ لٹاتا تھا،

(۲)

منصورؒ

سفاح کے بعد منصور تخت پر بیٹھا، یہ بڑا بہادر، عقلمند اور سمجھدار اور بڑے رعب داب کا بادشاہ تھا اسکو عیش وآرام کے سامانون سے بڑی نفرت تھی، اور سپاہیون کی طرح زندگی بسر کرتا تھا، اس کے زمانہ مین کچھ تو بنی امیہ کے بچے کھچے لوگون سے جھگڑے ہوئے، کچھ سیدون (حضرت فاطمہؓ کی اولاد) سے مقابلے رہے، کچھ خود اپنے سردارون اور سپہ سالارون سے لڑائی ہوئی، لیکن منصور نے اپنی ہمت و تدبیر سے سب کو شکست دی،

سب سے پہلے منصور کو اپنے چچا عبداللہ بن علی سے لڑنا پڑا، معاملہ سخت تھا لیکن ابومسلم خراسانی کی تدبیر سے عبداللہ کو شکست ہوئی اور پکڑ کر منصور کے سامنے آیا جہان قید کردیا گیا، اور اوسی حالت مین (۱۴۷ھ) مرگیا،

ابومسلم پہلے ہی کچھ کم نہ تھا، لیکن اس فتح کے بعد تو اوس کی طاقت اتنی بڑھ گئی کہ اب سلطنت اوسی کی مرضی پر چلتی نظر آتی تھی، منصور کوئی بچہ تو تھا نہین، وہ بھی دنیا دیکھ چکا تھا، فوراً تاڑ گیا، اور ترکیب سے دربار مین بلا کر قتل کرادیا، اس کے بعد اطمینان ہوگیا

اور محمد بن نفس ذکیہ کے سوا کوئی خاص لڑائی نہین ہوئی،

اوپر پڑھ چکے ہو کہ بنی امیہ کے خلاف جو کچھ کام کیا گیا، وہ سب بنی فاطمہ (سیدون) کے نام سے کیا گیا، امید تھی کہ آگے چل کر یہی لوگ بادشاہ ہونگے، لیکن جب وقت آیا تو حکومت عباسیون کے ہاتھ مین چلی گئی، اور سفاح بادشاہ ہوگیا، لیکن پھر بھی خیال تھا کہ حکومت نہ سہی اس زمانہ مین سیدون کو آرام تو ضرور ملے گا، لیکن افسوس کہ عباسی بنی امیہ سے بھی زیادہ سخت نکلے، پہلے تو کبھی کبھار کچھ ہو جاتا تھا لیکن اب تو روز ہی گردنین کٹنے لگین مجبوراً بیچارون کو مقابلہ کے لئے کھڑا ہونا پڑا،

محمد بن عبداللہ نفس ذکیہ حضرت امام حسنؓ کے پرپوتے تھے، انھون نے جو عباسیون کا یہ بڑھتا ہوا ظلم دیکھا تو تاب نہ رہی، اور اپنے بھائی ابراہیم کے ساتھ نکل پڑے، محمد (نفس ذکیہ) نے مدینہ کو اپنا صدر مقام بنایا، اور ابراہیم نے بصرہ کو، منصور نے مقابلہ کے لئے فوجین بھیجین، پہلے مدینہ مین محمد سے مقابلہ ہوا، جس مین انھین شکست ہوئی، عباسی سپہ سالار عیسیٰ نے سر کاٹ کر منصور کے پاس بھیجا، اس کے بعد بصرہ مین ابراہیم سے مقابلہ ہوا، اور وہ بھی شکست کھا کر مارے گئے، اور منصور کو بالکل اطمینان ہوگیا،

آپس کے ان جھگڑون کو دیکھکر رومیون کی ہمت بڑھنے لگی تھی، لیکن منصور نے اپنی تدبیر سے انھین سخت شکست دی، ۱۵۸ھ مین منصور کا انتقال ہوگیا، اگرچہ ساری زندگی لڑائی جھگڑے مین گذری، لیکن مرتے وقت سلطنت کی بنیاد مضبوط ہو چکی تھی، اس نے پایہ تخت کے لئے ایک نیا شہر بغداد آباد کیا، جو آگے چل کر مسلمانون کا سب سے بڑا شہر ہوگیا،

(۳)

مہدی

منصور کے بعد اوس کا بیٹا مہدی بادشاہ ہوا، جھگڑے بکھیڑے پہلے ہی ختم ہو چکے تھے، اس لئے اس کے زمانہ مین سکون رہا، رومیون سے البتہ دو ایک لڑائیان ہوئین جنمین مسلمانون کو فتح ہوئی، ہان اس کے زمانے مین ایک بڑے مزے کا واقعہ ہوا، ایک کانے اور لنگڑے آدمی نے جو مقنع کہلاتا تھا خدائی کا دعوی کیا، اپنی کانی آنکھ چھپانے کے لئے اپنے منھ پر ایک سونے کا چہرہ چڑھائے رہتا تھا، جیسے کھیل تماشون مین نقل بھرنے والے چہرے لگاتے ہین، یہ طرح طرح کے ڈھٹ بندی کے تماشے دکھاتا تھا، اس لئے بہت سے بے وقوف اوس کے جال مین پھنس گئے، اور مقنع اون کو لے کر مہدی کے مقابلے کے لئے کھڑا ہو گیا، میان لنگڑے ہمت تو کر گئے، لیکن بادشاہ کا مقابلہ مشکل تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ شکست کھا کر خودکشی کر لی،

۱۶۹ھ مین مہدی نے وفات پائی،

(۴)

ہادی،

مہدی کے بعد اوس کا لڑکا ہادی تخت پر بیٹھا، اوس نے صرف ایک سال کچھ مہینے بادشاہت کی اوسکے وقت مین کوئی خاص بات نہین ہوئی، حسین بن علی بن حسن مثلث سے البتہ مقابلہ ہوا جسمین اونھین شکست ہوئی، اور سب لوگ مارے گئے، صرف دو شخص ادریس بن عبداللہ اور یحیی بن عبداللہ کسی طرح بچکر نکل گئے، یحیی نے دیلم مین جاکر پھر مقابلہ کیا، اور ادریس نے افریقہ مین اپنی ایک نئی سلطنت قائم کر دی،

(۵)

ہارُون الرّشید

سنہ۱۷۰ھ مین ہادی کا انتقال ہوا، اور اوس کی جگہ ہارون الرشید بادشاہ بنایا گیا،
ہارون کا زمانہ بہترین زمانہ تھا، بغداد کی رونق و سجاوٹ کا کیا کہنا، طرح طرح کی عمارتین، قسم قسم کے باغ، عمدہ عمدہ محل، خوبصورت خوبصورت مسجدین، اچھے اچھے مینار، صاف صاف سڑکین، بھرے پُرے بازار دنیا کی کون سی چیز تھی، جو وہان نہ تھی، مال و دولت روپیے پیسے کی وہ افراط تھی کہ کیا کہا جائے، اور بغداد ہی کا ہے کو سارے ملک ہی مین کینچن برس رہا تھا، گاؤن گاؤن، دیہات دیہات خوش حالی پھیلی تھی، بادشاہ خوش، رعیت راضی، ملک آباد، غرض کہ عجیب خیر و برکت کا زمانہ تھا،

ہارون کے زمانہ مین ویسے سکون رہا، خراسان اور قیروان مین البتہ کہین کہین کچھ جھگڑے ہوئے تو اوس نے اپنی تدبیر سے دبا دیئے، لیکن ادریس بن عبداللہ (جن کا ذکر اوپر پڑھ چکے ہو) کسی طرح قابو مین نہ آئے، اور افریقہ پہونچ کر مراکش کے قریب اپنی ایک الگ ادریسی حکومت قائم کر دی، اندلس شروع ہی سے الگ تھا اب یہ دوسری حکومت بھی بنی عباس سے آزاد ہو گئی، روم مین اون دنون ملکہ اپنی حکومت کرتی تھی، اِس نے سالانہ خراج کے وعدہ پر ہارون سے صلح کر لی، اس کے بعد نقفور بادشاہ ہوا، تو اوس نے رقم ادا کرنے سے انکار کیا، اور ہارون کو لکھا کہ خیریت چاہتے ہو تو دمون کی ہوئی رقم فوراً واپس کر دو، ورنہ ہم تلوار سے مزاج درست کر دین گے، خط پڑھکر

ہارون کے بدن مین آگ لگ گئی، فوراً اپنے قلم سے لکھا، "اس کا جواب سن کر کیا کروگے آنکھون سے دیکھ لینا"، اس کے بعد فوراً فوج لیکر روانہ ہوگیا، اور ہرقلہ پہونچ کر آناً فاناً شہر کو فتح کر ڈالا، نقفور مین اتنا دم کہان تھا کہ جم کر لڑتا، دو ہی چار حملون مین ہوش اڑ گئے اور سالانہ خراج کے اقرار پر صلح کر لی، اس کے بعد ہارون واپس ہوا لیکن ابھی شاہی فوجین راستہ ہی مین تھین کہ نقفور نے عہد توڑ ڈالا، ہارون نے سنا تو آگ بگولہ ہوگیا، فوراً فوجین لے کر پلٹا، اب کی نقفور کے مزاج درست ہوگئے، اور خراج دیتے ہی بنی،

برامکہ،

برامکہ کا نام تو شاید تم نے سنا ہو، برمک ایک ایرانی سردار تھا، اوس کا بیٹا خالد مسلمان ہوگیا، بنی امیہ کے زمانہ مین جب خراسان مین عباسیون کے لئے کام کیا گیا تو یہ بھی اس مین شامل ہوگیا، جب حکومت بنی عباس کو ملی تو سفاح نے اسے اپنا وزیر بنایا، منصور کے زمانہ مین بھی کچھ دن اسی عہدہ پر رہا، پھر بعد مین موصل کا گورنر ہوگیا، یحیی برمکی اسی خالد کا بیٹا تھا، مہدی نے اوسے ہارون کا اتالیق (استاد) مقرر کیا، اور اوس وقت سے برابر ساتھ رہا، جب ہارون بادشاہ ہوا تو برمکیون کی عزت بہت بڑھ گئی رفتہ رفتہ وہ ساری سلطنت پر چھا گئے، اور یہ معلوم ہونے لگا، کہ حکومت کی اصلی باگ ڈور انھین کے ہاتھ مین ہے، ہارون نے یہ رنگ دیکھا، تو ڈرا کہ بس اب چند ہی دن مین بادشاہت ان برمکیون کی ہو جانے والی ہے، یہ خیال کچھ ایسا جما کہ اوس نے یحیی اور اوس کے تین بیٹون فضل، محمد، اور موسی کو قید کر دیا، اور چوتھے جعفر کو قتل کرا دیا، اس طرح یہ مشہور خاندان ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا،

۲۳ برس کی سلطنت کے بعد ۱۹۲ھ مین ہارون نے وفات پائی، یہ بڑا دیندار اور مذہب کا پکا تھا، فرض کے علاوہ روزانہ سو رکعت نفل پڑھتا تھا، خیر خیرات کی کوئی حد نہ تھی، حج اور جہاد کا بڑا شوق تھا، شاید ہی کوئی ایسا سال گذرا ہو جو حج یا جہاد سے خالی گیا ہو، مزاج مین نرمی بہت تھی، ذراسی نصیحت کی بات سنتا تو آنکھون سے آنسو بہنے لگتے، ایک بار مشہور عالم ابن سماک دربار مین بیٹھے ہوئے تھے، ہارون کو پیاس لگی، نوکر پانی لایا، لیکن جیسے ہی منھ سے لگانا چاہا ابن سماک نے روک کر پوچھا سچ سچ بتایئے اگر یہ پانی آپ کو نہ ملے، تو آپ اس کے لئے کہان تک خرچ کر سکتے ہین، ہارون نے کہا سارا ملک، جب پانی پی چکا تو پھر ابن سماک نے پوچھا کہ اگر یہ پانی بدن مین رکجائے اور کسی طرح نہ نکل سکے، تو علاج پر آپ کتنا خرچ کر سکتے ہین، ہارون نے کہا پوری سلطنت، یہ سنکر ابن سماک نے فرمایا کہ جس بادشاہت کی قیمت ایک گلاس پانی سے بھی کم ہو وہ ہرگز اس قابل نہین کہ اوس کے لئے خون کا ایک قطرہ بھی بہایا جائے، یہ سنکر ہارون اتنا رویا کہ ہچکی بندھ گئی،
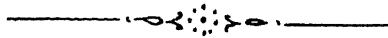
(۶)

امین

ہارون نے اپنے بعد امین اور اوس کے بعد مامون کو مقرر کیا تھا، اور ملک کے حصے کر کے حکومت دونون مین تقسیم کر دی تھی، اور وصیت نامہ لکھکر خانہ کعبہ مین رکھوا دیا تھا تاکہ بعد کو کوئی جھگڑا بکھیڑا نہ ہو، لیکن کچھ امین کے مزاج کی کمزوری، اور کچھ اوس کے وزیر فضل بن ربیع کی شرارت دونون بھائیون مین بنھ نہ سکی،

مامون نے اپنی طرف سے بہتیری کوشش کی کہ جھگڑا فساد نہ ہو، لیکن فضل کب مان سکتا تھا، اوس نے ایک نیا شوشہ نکالا، امین سے کہہ سنکر مامون کی جگہ امین کے بیٹے موسیٰ کو ولیعہد مقرر کرا دیا، اور کعبہ شریف سے ساری دستاویزین منگا کر پھاڑ ڈالین پھر لطف یہ کہ مامون کو بیعت کے لئے لکھا،

اب معاملہ ضبط سے باہر ہو چکا تھا، مامون کو بیحد غصہ آیا، اور اوس نے اپنے وزیر فضل بن سہل کی صلاح سے جنگ کی تیاری شروع کر دی، اور طاہر بن حسین کی ماتحتی مین ایک لشکر روانہ کر دیا، اودھر فضل بن ربیع نے علی بن عیسیٰ کو پچاس ہزار فوج دیکر بھیجا، رے کے قریب دونون کا مقابلہ ہوا، جس مین علی بن عیسیٰ مارا گیا، طاہر نے دربار مین کامیابی کی اطلاع دی، فضل بن سہل نے مامون کو یہ خبر سنائی، اور باقاعدہ خلافت کا سلام کیا،

اس کے بعد بغدادی فوجون سے اور کئی معرکے ہوئے لیکن سب مین طاہر کو فتح ہوئی

آخر مامون کے حکم سے ایک طرف سے طاہر اور دوسری طرف سے ہرثمہ نے بڑھکر بغداد کو گھیر لیا، اب امین بالکل عاجز تھا، لیکن کرتا کیا، طاہر سے تو کوئی امید تھی ہی نہین، اسلئے ہرثمہ کی پناہ مین آنا چاہا، ہرثمہ بھی اس کے لئے تیار تھا، لیکن طاہر کے آدمیون نے راستہ ہی مین گرفتار کر لیا، اور اوس کے حکم سے قتل کر دیا، یہ واقعہ ۲۵ محرم ۱۹۸ھ مین پیش آیا،

(۷)

مامون

امین کے قتل کے بعد سارا ملک مامون کے قبضہ مین آگیا، اوپر پڑھ چکے ہو کہ مامون کا سب سے بڑا مددگار فضل بن سہل تھا، یہ ایک ایرانی نسل کا آدمی تھا، اس لئے اس کامیابی کے بعد ایرانیون اور خراسانیون کا اثر بہت بڑھ گیا، یہان تک کہ بغداد کے بجائے مامون مرو (خراسان کے ایک شہر) ہی مین رہنے لگا، عربون کو یہ بات ناگوار ہوئی اور سارے ملک مین ایک ہل چل مچ گئی،

یحییٰ برمکی کی صحبت سے مامون پہلے ہی علویون کا مخالف نہ تھا، فضل بن سہل نے اس اثر کو اور بڑھا دیا، اور وہ کھلم کھلا علویون کی طرف داری کرنے لگا، یہان تک کہ سیاہ عباسی رنگ کے بجائے سبز علوی کپڑے پہننے شروع کئے، امام علی رضا کے ساتھ اپنی لڑکی بیاہ دی، اور اونھین اپنا ولیعہد مقرر کر دیا، عباسی یہ رنگ دیکھ کر بھڑکے اور سمجھے کہ اب سلطنت ہاتھ سے گئی، اونھون نے مامون کے چچا ابراہیم کو بادشاہ بنا دیا، ابھی امین کی جنگ کا اثر مٹا نہ تھا، کہ یہ اور گڑبڑ مچی، نتیجہ یہ ہوا کہ سارے ملک

مین افراتفری شروع ہوگئی اور جگہ جگہ فساد ہونے لگے، ادھر تو سارے ملک مین یہ آفت مچی ہوئی تھی، اور اُدھر مامون کو کانون کان خبر نہ تھی، فضل نے اپنی بدنامی کے خیال سے اب تک سب کچھ چھپا رکھا تھا، اگر کچھ دن اور یہی حالت رہتی تو مامون کا قصہ ختم تھا، لیکن امام علی رضا نے ہمت کر کے سب کچھ کہہ سنایا، مامون پہلے تو بہت چکرایا، لیکن جب اور سرداروں سے بھی یہی معلوم ہوا تو آنکھین کھل گئین،

اب مامون فوراً بغداد کی طرف روانہ ہوا، اتفاق ایسا کہ راستہ مین امام علی رضا اور فضل بن سہل کی وفات ہوگئی، اب مخالفت کی کوئی وجہ نہ تھی، بغداد پہونچتے پہونچتے سارے جھگڑے ختم ہوگئے، اور مامون نے نئے سرے سے حکومت پائی، اس کے بعد پھر ملک مین امن رہا،

۲۱۸ھ مین مامون نے وفات پائی، یہ بڑا زبردست عالم اور علم اور عالمون کا بڑا قدردان تھا، اس نے علم کو پھیلانے مین بڑی کوشش کی، علم پھیلانے کے لئے بڑے بڑے علما نوکر رکھے، کتبخانے اور مدرسے قائم کئے، طالب علمون کے وظیفے مقرر کئے، علم پھیلانے مین ہزارون روپیہ صرف کرتا تھا، اس کی کوشش سے بغداد مین ہر طرف عالمون کا مجمع ہوگیا، ہر جگہ علم ہی کا چرچا سنائی دینے لگا، اور بغداد ساری دنیا کا استاد بن گیا، اس کے زمانہ مین ایک بڑی خرابی یہ ہوئی کہ حکومت ساری کی ساری ایرانیون کے ہاتھ مین آگئی،

حکومت زیادیہ، اغالبہ اورطاہریہ

ہارون کے حالات مین افریقہ کی ادریسی حکومت کا بیان پڑھ چکے ہو، مامون کے زمانہ مین افریقہ مین اور خراسان مین اغالبہ، زیادیہ اور طاہریہ تین اور نئی حکومتین قائم ہوگئین، یہ اپنے معاملات مین پوری آزاد تھین، صرف عباسیون کو کسی قدر رقم خراج کے طور پر دیتی تھین، اور سکہ اور خطبہ مین اون کا نام رکھتی تھین،

(۸)

معتصم

مامون کے بعد اوس کا بھائی معتصم تخت پر بیٹھا یہ اگرچہ پڑھا لکھا بالکل نہ تھا، لیکن بڑا بہادر اور نہایت ہی منتظم تھا، اس کے وقت مین ملک کے اندر تھا چین امن رہا، رومیون سے البتہ بڑی بڑی لڑائیان ہوئین جن مین مسلمانون کو فتح ہوئی ان دنون رومی اپنی حد سے بہت بڑھ گئے، اور مسلمان شہرون پر حملہ کرکے مسلمانون کو پکڑ پکڑ کر اون کی آنکھون مین نیل کی سلائی پھیرتے، اور خدا معلوم کیا کیا تکلیفین پہونچاتے،

ایک مرتبہ ایک شہر پر حملہ کرکے مسلمان عورتون کو پکڑ لے گئے، ان مین معتصم کے خاندان کی بھی ایک عورت تھی، یہ چلائی، معتصم مدد کے لئے دوڑو، معتصم کو اس کی اطلاع ہوئی تو اوس کو بڑا صدمہ ہوا، اور ایک بہت بڑی فوج لیکر رومیون پر چڑھ گیا، اور اچھی طرح سے اون کی مرمت کرکے درست کر دیا،

آگے پڑھ چکے ہو کہ عباسی حکومت پر شروع ہی سے ایرانی اثر چھایا ہوا تھا، مامون کے وقت مین یہ اثر اور بڑھا اور تقریبًا سارے عہدے عربون سے نکل کر ایرانیون کے ہاتھ مین آگئے، معتصم نے اس اثر کو مٹانے کے لئے ترکون کو آگے بڑھانا شروع کیا، لیکن یہ اوس سے بھی بڑی غلطی تھی، عرب پہلے ہی الگ ہو چکے تھے، ایرانی اب ہٹے، نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت بالکل ترکون کے ہاتھ مین آگئی، اور اون کے لئے اوس نے ایک نیا شہر سامرا بسایا، یہی پایہ تخت بھی ہو گیا،

اخیر مین معتصم کو خود افسوس ہوا لیکن معاملہ ہاتھ سے نکل چکا تھا، اب کیا کر سکتا تھا، ترکون کا اثر بڑھتا ہی رہا، اور آگے چل کر عباسی بادشاہ اون کے ہاتھ مین کٹھ پتلی ہو کر رہ گئے،[۱]

سنہ ۲۲۷ھ مین معتصم کا انتقال ہو گیا، متوکل اتنا طاقتور اور بہادر تھا کہ روپیہ کا نقش انگلیون سے مل کر مٹا دیتا تھا، اور بوجھ لادنے والے جانورون کو بوجھ سمیت اوٹھا لیتا تھا،

---

[۱] عباسیون کے سلسلہ مین ترکون کا نام بار بار آئیگا، اس سے ٹرکی کے لوگ مراد نہین ہین، یہ اور لوگ تھے، جنھین عباسیون نے فوجی خدمت سپرد کی تھی،

(۹)

واثق

معتصم کے بعد اس کا بیٹا واثق تخت پر بیٹھا، اور چھ برس کے قریب حکومت کرنے کے بعد سنہ ۲۳۲ھ مین وفات پائی،

اوپر پڑھ چکے ہو کہ عرب قریب قریب حکومت سے بیدخل ہو گئے تھے، اس کا انھین بہت ملال تھا، اس عرصہ مین عربون نے بغاوت کی لیکن معتصم نے ختم کر دیا، اس کے زمانہ مین ترکون کا اثر پہلے سے بھی زیادہ ہو گیا،

(۱۰)

متوکل سنہ ۲۳۲ھ-۲۴۷ھ

واثق کے بعد امیرون اور سردارون نے مل کر متوکل کو بادشاہ بنایا، یہ ویسے تو پرانی چال کا آدمی تھا، اور ادھر اودھر کی بیکار باتون کو ناپسند کرتا تھا، لیکن علویون (حضرت علیؓ کی اولاد) سے اسے سخت دشمنی تھی، اس معاملہ مین اُس کی عداوت اسقدر بڑھی ہوئی تھی کہ علویون سے دوستی رکھنے پر بھی سزا دیتا تھا، اور صرف اپنے زمانہ کے لوگون کے ساتھ نہین بلکہ سینکڑون برس پہلے کے بزرگون کے ساتھ بھی اوس کا یہی برتاؤ تھا، انتہا یہ کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین علیہ السّلام کی قبر تک کھودنے کا حکم دیدیا، اس کو یہودیون اور عیسائیون سے بھی بڑی نفرت تھی، اون کو خاص قسم کا

لباس پہننے کا حکم دیا، اور مسلمانون سے بالکل الگ کر دیا،

اس کے زمانہ مین بھی رومیون سے لڑائیان ہوئین، لیکن دونون کا پلہ برابر ہی رہا، ترکون کا اثر اس کے زمانہ مین بہت بڑھ گیا، اور وہ ایسے چڑھ گئے کہ خود خلیفہ تک کی جان عذاب مین آگئی، متوکل نے بہترین کوشش کی کہ اس مصیبت سے چھٹکارا ہو، ایک آدھ ترک سردار کو قتل بھی کرایا، لیکن ان کا کچھ نہ ہو سکا، اور اُلٹے خود ہی مارا گیا، عجیب بات یہ کہ خود اوس کا بیٹا منتصر اس مین شریک تھا

مامون کے زمانہ سے مسلمان فلسفی ہو گئے تھے متوکل بڑا پکا مسلمان تھا، اس نے پھر مسلمانون کو قرآن و حدیث کی طرف لگایا،

(۱۱)

منتصر ۲۴۷-۲۴۸ھ

متوکل کو قتل کرنے کے بعد ترکون نے منتصر کو تخت پر بٹھایا لیکن ایک دن بھی چین نصیب نہ ہوا، باپ کے قتل کی کڑھن، ترکون کا دھڑکا ہر وقت جان گھلائے ڈالتا تھا، آخر چھ مہینے مین گھٹ گھٹ کر ختم ہو گیا،

(۱۲) مستعین ۲۴۸-۲۵۲ھ

(۱۳) معتز ۲۵۲-۲۵۵ھ

(۱۴) مہتدی ۲۵۵-۲۵۶ھ

متوکل کے قتل کے بعد گویا ترک ہی بادشاہ ہو گئے تھے، اور خلیفہ اون کے ہاتھ مین کٹھ پتلی ہو کر رہ گئے تھے، جس سے خوش ہوتے تخت پر بٹھاتے، جب ناراض ہوتے قتل کر ڈالتے، اور کسی دوسرے کو بادشاہ بنا دیتے، آٹھ برس مین مستعین، معتز اور مہتدی تین خلیفہ ہوئے اور مارے گئے، اس افراتفری مین ملک کی حالت تباہ ہو گئی، سرحد پر رومیون کی زیادتیان بڑھ گئین، اور جس کا جہان زور چلا ملک دبا بیٹھا، مستعین کے زمانہ (۲۵۰ھ) مین طبرستان و دیلم مین حکومت زیادیہ قائم ہوئی، معتز کے زمانہ مین سجستان مین حکومت صفاریہ (۲۵۳ھ) اور مصر مین حکومت طولونیہ (۲۵۴-۲۷۰ھ) قائم ہوئی، صفاریہ کی ابتدا یعقوب بن لیث نے کی، اور طولونیہ احمد بن طولون کے ہاتھون شروع ہوئی، یہ حکومتین پورے طور سے آزاد تھین صرف نام کو خلیفہ کا اثر تھا،

(۱۵)

معتمد سنہ ۲۵۶-۲۷۹ھ

سنہ ۲۵۶ھ مین معتمد تخت پر بیٹھا، پچھلے دس برس مین عباسیون کی کمزوری سے سلطنت پورے طور سے ترکون کے ہاتھ مین آگئی تھی، حکومت کا آنا تھا کہ خود ان لوگون مین جھگڑے شروع ہو گئے، جن سے عاجز ہو کر اونھون نے معتمد سے درخواست کی کہ اپنے بھائی کو فوج کا سردار بنا دے، اون کی درخواست قبول ہوئی، اور موفق سپہ سالار مقرر ہو گیا،

اب ترکون کا زور تو ٹوٹ گیا، لیکن خود موفق سلطنت پر چھا گیا، اور معتمد کا صرف نام باقی رہگیا، سلطنت کی اس گڑبڑ کو دیکھکر ماوراء النہر کے گورنر نصر بن احمد نے سنہ ۲۶۱ھ مین ماوراء النہر مین سامانی سلطنت قائم کر دی، جو سنہ ۳۸۹ھ تک باقی رہی، جو ملک بچا ہوا تھا، اس مین بھی طرح طرح کی آفتین مچی ہوئی تھین، کچھ دنون حبشیون نے بڑی ادھم مچائی، قریب قریب سارے عراق پر قبضہ کر لیا، اور لوگون پر وہ مظالم کئے کہ توبہ بھلی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عباسی حکومت ختم کر دین گے، معتمد نے کئی فوجین ان کے مقابلہ مین بھیجین، مگر حبشیون نے سب کو شکست دی، موفق نے جب دیکھا کہ یہ وحشی سارا ملک ویران کر دین گے، تو خود اون کے مقابلہ کے لئے نکلا، اور کئی برسون مکمل لڑائی کے بعد ان ظالمون کا خاتمہ کیا،

حبشیون کے علاوہ اسمٰعیلی، باطنی، اور قرمطی کئی اور فرقے پیدا ہوئے جو آگے چل کر مسلمانون کے لئے بڑی مصیبت بن گئے، اس ابتری کی وجہ سے رومیون کو موقع مل گیا، اور مسلمان اون کے ہاتھون بہت تنگ ہوئے، اب خلافت کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ ناچ گانا، شراب کباب تمام بری چیزون کا رواج ہوگیا، ایک دن معتمد نے شراب زیادہ پی لی، پھر اوس پر کھانا کھالیا، اس سے تخمہ ہوگیا اور مرگیا،

(۱۶)

معتضد ۲۷۹-۲۸۹ھ

معتمد کے بعد اوس کا بھتیجا معتضد تخت پر بیٹھا، یہ بڑے رعب و داب کا بادشاہ تھا، اس نے سلطنت کی حالت بہت کچھ درست کر دی، جس سے پھر ملک مین رونق آگئی، لیکن قرامطہ کی مصیبت ایسی سخت تھی کہ ساری محنت پر پانی پھرا جاتا تھا، ابھی یہ جھگڑا ختم نہ ہوا تھا کہ فاطمیون کا قصہ اوٹھ کھڑا ہوا، جو اتنا بڑھا کہ آگے چل کر اونھون نے ایک نئی سلطنت ہی قائم کر لی، ان کی ابتدا قیروان سے ہوئی، لیکن بعد مین بڑھتے بڑھتے مصر و شام سب پر قبضہ ہو گیا ۵۶۷ھ مین ایوبیون کے ہاتھون ان کا خاتمہ ہوا، مصر کا پایہ تخت شہر قاہرہ انھین کا آباد کیا ہوا ہے،

مصر کی طولونی حکومت سے البتہ تعلقات اچھے تھے، ان دنون خمارویہ وہان کا بادشاہ تھا اس سے معتضد سے اتنے اچھے تعلقات تھے کہ اس نے اپنی بیٹی قطر الندی خلیفہ کے نکاح مین دیدی،

اس زمانہ مین ایک اور خاص بات ہوئی، یاد ہوگا کہ معتصم نے ترکون کے اثر کی وجہ سے سامرا کو پایہ تخت بنایا تھا، لیکن اب ترک ختم ہو چکے تھے، اس لئے معتضد نے پھر بغداد مین رہنا شروع کیا، ۲۲ ربیع الثانی ۲۸۹ھ کو معتضد کی وفات ہوئی، اس نے ملک مین وقار قائم کرنے کے علاوہ بہت سی اصلاحین کین،

(۱۷)

مکتفی ۲۸۹-۲۹۵ھ

معتضد کے بعد اوس کا بیٹا مکتفی تخت پر بیٹھا، اس کے زمانہ مین حکام کی خودغرضی کی وجہ سے پھر عباسی حکومت کمزور ہوگئی، اور قرامطہ کا زور اتنا بڑھ گیا کہ لوگون کا نکلنا بیٹھنا دشوار ہوگیا، دن دھاڑے ڈاکے پڑنے لگے، قافلے کے قافلے لٹ جاتے، جانون کا تو کوئی شمار ہی نہ تھا، لوگون کا گھرون سے نکلنا مشکل ہوگیا، مکتفی نے بڑی مستعدی سے اون کا مقابلہ کیا، آخر مدت کی دوڑ دھوپ کے بعد بڑے بڑے قرمطی سردار مارے گئے، جس سے اون کا زور کم ہوگیا، لیکن تھوڑی جان پھر باقی رہی جس نے آگے چل کر بڑا زور باندھا،

مصر کی طولونی حکومت کا حال اوپر پڑھ چکے ہو، مکتفی کے زمانہ مین وہ بالکل ختم ہوگئی اور سارا مصر پھر عباسیون کے قبضہ مین آگیا، اسی زمانہ مین افریقہ کی اغلبی سلطنت بھی ختم ہوئی، اور اس پر فاطمیون کا قبضہ ہوگیا،

سنہ ۲۹۵ھ مین مکتفی کا انتقال ہوگیا،

(۱۸)

مقتدر ۲۹۵-۳۲۰ھ

مکتفی کے بعد اوس کا بھائی مقتدر بادشاہ ہوا، اور کوئی پچیس برس حکومت کی، اس مین خود کوئی قابلیت نہ تھی، انتظام مین عورتون کو بڑا دخل تھا، اس وجہ سے بڑی افراتفری پیدا ہوگئی، ملک کی ساری آمدنی پر وزیرون اور بڑے بڑے عہدہ دارون نے قبضہ کر لیا، غریب رعایا کا خون چوس کر اپنا گھر بھرتے تھے، اور جو لوگ اپنا سر کٹاتے تھے، اون کو کچھ نہ ملتا تھا اس لئے سب نے مل کر مقتدر سے ہوم رول مانگا، جیسے آج کل ہم لوگ اپنی گورنمنٹ سے مانگتے ہیں، لیکن وہ عورتون کے ہاتھون مین ایسا پھنسا تھا کہ سنا ہی نہین، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فوجون نے بغاوت کر کے اوسکو معزول کر دیا، اور قاہر کو خلیفہ بنایا، لیکن ابھی تھوڑے دنون مقتدر کی قسمت مین اور حکومت تھی اسلئے پھر اوسکو بادشاہ بنا دیا، مگر وہ زیادہ دنون تک بادشاہ نہ رہ سکا، اور ایک بڑے مخالف امیر مونس نے ۳۲۰ھ مین قتل کر ڈالا،

اسکے زمانہ مین قرامطہ کا زور اتنا بڑھ گیا کہ مکہ تک کو نہ چھوڑا، حج کے زمانہ مین پہنچ گئے اور اوسکو خوب لوٹا، حاجیون کو مار مار کر اون کی لاشین زمزم مین ڈال دین، غلاف کعبہ پھاڑ ڈالا، حجر اسود اوٹھا کر لیگئے، غرض کوئی ظلم ایسا نہ تھا جو انھون نے مکہ والون پر نہ ڈھایا ہو،

رومیون نے بھی بڑے ہاتھ پیر نکالے، لیکن جون تون کسی طرح انھین بڑی مشکلون سے روکا گیا،

(۱۹) (۲۰)

قاہر ۳۲۰-۳۲۲ سنہ ہجری راضی ۳۲۲-۳۲۹ سنہ

مقتدر کے قتل کے بعد قاہر تخت پر بٹھایا گیا، لیکن تھوڑے ہی دنون مین اوسکی آنکھون مین نیل کی سلائی پھیر دیگئی، اور اوس کی جگہ راضی بادشاہ بنایا گیا، اس نے کوئی دس برس بادشاہت کی، یہ قابل اور سمجھدار تھا، لیکن سلطنت ایسی کمزور ہوچکی تھی کہ کسی طرح حالت درست نہ ہوسکی، اس نے امیرالامرائی کا ایک نیا عہدہ قائم کیا، جس سے آگے چل کر رہی سہی شان اور بھی جاتی رہی،

قرامطہ کی مصیبت ایسی سخت تھی کہ لوگ حج کے لئے بھی نہین نکل سکتے تھے یہ تو سب تھا ہی خاص شہر بغداد مین مذہبی جھگڑے شروع ہوگئے، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس زمانہ مین واجد علی شاہی لکھنؤ کی طرح سارے بغداد مین پھیل گئی تھی، بغداد والے رنگ رلیون مین لگ گئے تھے، ناچ، گانا، شراب کباب مین مست رہتے تھے، یہ حالت دیکھ کر حنبلی (امام احمد بن حنبل کے ماننے والے) اوٹھ کھڑے ہوئے، اور ان باتون کو مٹانا شروع کیا، جہان گانے والے نظر آتے اون کو پیٹتے، شرابی دکھائی دیتا اسے مارتے، شراب کی دکانون مین گھس کر شراب کے برتن توڑ ڈالتے، ان باتون سے بغداد والے تنگ ہوگئے، راضی نے بڑی مشکلون سے اس کو روکا،

مصر جو مکتفی کے زمانہ میں قبضہ میں آیا تھا، پھر ہاتھ سے نکل گیا، اور اس پر طولونیون کے غلام اخشیدی خاندان کا قبضہ ہوگیا، ان کے علاوہ بنی بویہ کی ایک نئی حکومت شروع ہوئی جو بڑھتے بڑھتے بغداد تک پہنچ کر، اور آگے چل کر خلیفہ پر چھا گئی، ۳۲۹ھ میں راضی کی وفات ہوئی،

راضی بڑا نیک اور علم دوست خلیفہ تھا، شعر بہت اچھے کہتا تھا، خلیفہ کے اختیارات اگرچہ اس سے بہت پہلے ختم ہو چکے، لیکن راضی کے زمانہ تک ظاہری ٹھاٹھ باٹھ قائم تھا اور دربار میں بادشاہی کی شان نظر آتی تھی، لیکن راضی کے مرتے ہی یہ بھی ختم ہوگئی، سارا شان وشکوہ امیر الامرا نے چھین لیا، اور خلیفہ محض وظیفہ خوار رہ گئے،

(۲۱ - ۲۲)

متقی ۳۲۹-۳۳۳ھ مستکفی ۳۳۳-۳۳۴ھ

راضی کے بعد متقی اور اوس کے بعد مستکفی بادشاہ ہوئے، لیکن دونون تھوڑے تھوڑے دنون کے بعد تخت سے اُتار دیئے گئے، اب خلیفہ کا نام ہی نام باقی تھا، ورنہ اصل مین حکومت پورے طور سے بنی بویہ کے ہاتھ مین تھی، یہ جب جسے چاہتے تخت پر بٹھا دیتے، اور جب چاہتے اتار دیتے، خلیفہ کی حیثیت ایک کٹھ پتلی سے زیادہ نہ تھی، عباسیون کی کمزوری سے ملک مین جگہ جگہ نئی حکومتین قائم ہو گئی تھین، اس وقت اگلی پچھلی گیارہ بادشاہتین موجود تھین،

(۱) اندلس مین بنی امیہ کی سلطنت قائم تھی، عبدالرحمٰن الناصر بادشاہ تھا،

(۲) افریقیہ مین ادریسی اور اغلبی حکومتون کی جگہ فاطمی سلطنت قائم ہو گئی تھی یہ لوگ اپنے کو خلیفہ کہتے تھے، اس وقت اسمٰعیل منصور ان کا خلیفہ تھا،

(۳) مصر مین اخشیدی حکومت کر رہے تھے، جو برائے نام عباسیون کو مانتے تھے، انوجور بن محمد اخشید اس خاندان کا حاکم تھا،

(۴) حلب مین حمدانیون کی بادشاہت تھی، اون کا امیر سیف الدولہ تھا، یہان بھی عباسیون کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا،

(۵) جزیرہ فراتیہ مین ناصر حمدانی بادشاہ تھا، یہ بھی عباسیون کا خطبہ پڑھتا تھا،

(۶) عراق بنی بویہ کے قبضہ مین تھا، یہان پہلے عباسی خلیفہ، پھر اوس کے ساتھ معز الدولہ کا نام لیا جاتا تھا،

(۷) عمان، بحرین، یمامہ اور بصرہ مین قرامطہ کا زور تھا، جو فاطمی امام کا خطبہ پڑھتے تھے،

(۸) فارس اور اہواز مین عباسی خلیفہ اور اوس کے بعد علی بن بویہ عماد الدولہ کا ذکر ہوتا تھا، جو امیر الامرا بھی کہلاتا تھا،

(۹) بلاد جبل اور رے مین خلیفہ اور رکن الدولہ حسن بن بویہ کا نام لیا جاتا تھا،

(۱۰) جرجان اور طبرستان مین سامانیون اور وشمگیر کے جھگڑے تھے،

(۱۱) خراسان اور ماوراء النہر جس کا صدر مقام بخارا تھا سامانیون کے ماتحت تھا یہان عباسیون کا خطبہ[۱] پڑھا جاتا تھا،

یہ تمام بڑی بڑی سلطنتین جو پہلے ایک ہی بادشاہ کے ماتحت تھین، اب الگ الگ ہو گئی تھین، اور آپس ہی مین لڑتی بھڑتی رہتی تھین، یہان یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وہ عرب جو کبھی سیاہ و سفید کے مالک تھے، عباسیون کی غلطی سے اب حکومت سے بالکل الگ ہو چکے تھے، اور حمدانیون کو چھوڑ کر کہین بھی اون کی بادشاہت نہ تھی، حمدانیون کی بھی حالت یہ تھی کہ وہ بنی بویہ کے ماتحت تھے،

---

[۱] خطبہ پڑھنے سے مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ ظاہراً عباسیون کا ادب کرتے تھے، اور نام چار کو انکے ماتحت تھے

(۲۴)

مطیع ۳۳۴-۳۶۳ھ

مستکفی کے بعد اوس کا چچازاد بھائی مطیع تخت پر بیٹھا، سلطنت پہلے ہی بنی بویہ کے قبضہ مین تھی، اب وزارت کا عہدہ بھی ٹوٹ گیا، اور خلیفہ کے پاس صرف میر منشی رہنے لگا، ادھر طاقت بڑھتے ہی خود بنی بویہ آپس مین جھگڑنے لگے، جس سے اور بھی حالت خراب ہوگئی،

یہ عجیب پریشانی کا زمانہ تھا، جگہ جگہ چھوٹی چھوٹی حکومتین قائم تھین، اور آپس ہی مین لڑ رہی تھین، اوپر گیارہ حکومتون کا ذکر پڑھ چکے ہو، مطیع کے زمانہ مین واسط و بصرہ کے درمیان ابن شاہین نے ایک اور ریاست قائم کردی (۳۲۹ھ) مصر مین کافور اخشیدی کا انتقال ہوگیا، فاطمی مدت سے تاک مین تھے معزالدین نے فوراً اپنے سپہ سالار جوہر کو روانہ کیا، جس نے وہان پہنچ کر فاطمیون کا جھنڈا گاڑ دیا، اس افراتفری نے مسلمانون کو سخت نقصان پہنچایا، دشمنون کے دل سے ان کا رعب جاتا رہا، اور اون کی ہوا اوکھڑ گئی، رومی جن کے چند ہزار بدؤن نے پرخچے اڑا دیئے تھے، جنھین امویون نے قدم قدم پر شکست دی تھی، جن کے قیصر کو ہارون رومی کتا کہہ کر ڈانٹتا تھا، جن کی عزت یہ تھی کہ ایک لونڈی کی فریاد پر معتصم فوجین لیکر بڑھتا تھا، اور روم کے دم مین عموریہ کو تہس نہس کر ڈالتا تھا، اور شہرون کی خاک اڑا دیتا تھا،

یا آج آپس کے جھگڑون کا اثر یہ ہوا کہ وہی رومی اتنے شیر ہوگئے کہ دن دھاڑے مسلمان ملکون مین گھس آتے اور خون کے دریا بہا دیتے، عورتون کی پریشانی، بچون کی بلبلاہٹ بوڑھون کی چیخ اور مریضون کی آہ سے آسمان ہل جاتا، زمین کانپ اوٹھتی لیکن، فریاد کو کون پہونچتا، مسلمان تو خود آپس ہی مین الجھ رہے تھے، انھین اس کا خیال کیسے ہوتا، مجبور ہو کر علما نے خود مقابلہ کا سامان کیا، لیکن بنی بویہ نے آگے نہ بڑھنے دیا اور درمیان ہی مین اون کا خاتمہ کر دیا،

(۲۴-۲۵)

طائع ۳۶۳-۳۸۱ھ قادر ۳۸۱-۴۲۲ھ

مطیع کے بعد طائع اور پھر اوس کے بعد قادر تخت پر بیٹھے، ان کے زمانہ مین حالت اور خراب ہوگئی، قادر خود طبیعت کا اچھا تھا، لیکن سلطنت کی جو حالت ہو چکی تھی، اس کا سنبھالنا اس کے بس سے باہر تھا،

یمن کی زیادیہ حکومت کا ذکر آچکا ہے ۴۱۲ھ مین بنی زیاد کے غلام موید نجاح نے بادشاہت پر قبضہ کر لیا، یہ سلطنت ۵۵۴ھ تک قائم رہی، اس کے بعد مہدوی حکومت قائم ہوئی، موصل مین حمدانیون کے بعد عقیلی حکومت قائم ہوئی (۳۸۶-۴۸۹ھ)

۳۸۰ھ مین ابو علی حسن بن مروان نے ایک نئی حکومت قائم کی جو دولت مروانیہ کے نام سے ۴۸۹ھ تک قائم رہی، حلب مین (۴۱۴-۴۸۲ھ) تک خاندان مرداس حکومت کرتا رہا، پورب کی طرف افغانستان مین غزنوی حکومت قائم ہوئی جسمین سلطان محمود غزنوی بہت مشہور ہے،

(۲۶)

قائم ۴۲۲-۴۶۷ھ

باپ کے مرنے پر قائم خلیفہ ہوا، عباسیون کی قوت پہلے ہی ختم ہو چکی تھی، اب بنی بویہ بھی آپس مین لڑ لڑ کر تباہ ہو چکے تھے، اُنین کوئی قوت باقی نہ تھی، پورے ملک کا کیا ذکر ہے، بغداد کا انتظام بھی ان سے نہ سنبھلتا تھا، اور یہان دن دھاڑے لوٹ مار ہونے لگی، بغداد مین شیعہ امرائنے یہ صورت دیکھکر یہان فاطمیون کی حکومت قائم کر دینے کی کوشش کی، مگر سلجوقیون کا زور بڑھ چکا تھا، اور بغداد سے اون کے تعلقات پیدا ہو چکے تھے، اس لئے قائم نے سلجوقی سلطان طغرل بک سے مدد مانگی، وہ تو اس کے لئے تیار ہی تھا، فوراً روانہ ہو گیا، اور ۲۵ محرم ۴۴۷ھ کو بغداد مین داخل ہو گیا، بنی بویہ کا آخری بادشاہ ملک رحیم گرفتار ہوا، اور دیلمیون کی جگہ سلجوقی حکومت قائم ہو گئی[1]، طغرل نے اپنی بھتیجی ارسلان خاتون خلیفہ کے نکاح مین دی، اور خود

---

[1] سلجوقیون کے پانچ حصے تھے، جو الگ الگ علاقون پر حکومت کرتے تھے،

(۱) سلاجقہ عظمیٰ (۴۲۹-۵۲۲ھ) یہ خراسان، عراق اور فارس وغیرہ پر قابض تھی،

(۲) سلاجقہ کرمان (۴۳۳-۵۶۳ھ)

(۳) سلاجقہ کردستان (۵۱۱-۵۹۰ھ)

(۴) سلاجقہ شام (۴۸۷-۵۱۱ھ)

(۵) سلاجقہ روم (۴۷۰-۷۰۰ھ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۰ پر)

خلیفہ کی بیٹی کے ساتھ اپنا نکاح کیا،

قائم کے زمانہ مین رومیون نے پھر مقابلہ کی ہمت کی لیکن اب سلجوقیون کی مضبوط حکومت قائم تھی، سلطان الپ ارسلان تیزی کے ساتھ آگے بڑھا، خلاط کے قریب مقابلہ ہوا، جسمین رومیون کو سخت شکست ہوئی، رومی بادشاہ خود گرفتار اور پندرہ لاکھہ دینار دیکر چھٹا، ۴۵۸ھ مین انطاکیہ رومیون کے ہاتھ سے نکل کر پھر مسلمانون کے قبضہ مین آگیا،

---

۵ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۹) ان مین دو شاخین زیادہ مشہور ہین،

(۱) سلاجقہ عظمیٰ،

(۲) سلاجقہ روم،

بغداد پر سلاجقہ عظمیٰ ہی کا اثر تھا، ملک شاہ سلجوقی اور اوس کا مشہور وزیر نظام الملک طوسی اسی شاخ مین تھے، ان کی کمزوری کے بعد کردستان کی شاخ کا کچھ دن اثر رہا، کوئی سو برس تک سلجوقیون کا بڑا زور رہا، لیکن بعد مین یہ کمزور ہوتے ہوتے بالکل مٹ گئے، سلاجقہ روم نے البتہ بڑی عمر پائی، آخر ۷۰۰ھ مین تاتاریون کے ہاتھون انکا بھی خاتمہ ہوگیا، تو عثمانی ترکون نے ان کی جگہ لی، اور آج تک کسی نہ کسی طرح حکومت کر رہے ہین،

(۴۷)(۴۸)

مقتدی ۴۶۷-۴۸۷ھ مستظہر ۴۸۷-۵۱۲ھ

یہ دونون بہت ہی دیندار، سمجھدار اور منتظم تھے، لیکن بغداد کے سوا ان کا اثر ہی کہان تھا کہ کچھ اصلاح کر پاتے، بادشاہت تو مدت سے دوسرون کے پاس تھی، عباسیون کا صرف نام باقی تھا،

جزیرہ صقلیہ (سسلی) جسے زیادۃ اللہ اغلبی نے فتح کیا تھا، اور اب فاطمیون کے قبضہ مین تھا، ۴۸۴ھ مین مسلمانون کے ہاتھ سے نکل گیا،

مستظہر کے زمانہ مین خراسان کی طرف خوارزم شاہی حکومت قائم ہوئی جو تاتاریون کے حملہ تک باقی رہی، (۴۹۰-۶۲۸ھ)

سلجوقیون نے حالت سنبھال لی تھی، لیکن ملک شاہ کے بعد اون کی قوت کم ہونے لگی، اور مسلمان پھر آپس ہی مین لڑنے بھڑنے لگے، یہ حال دیکھ کر فرنگیون (یورپ کے عیسائیون) نے مسلمانون پر دھاوا بول دیا، تاکہ اون سے بیت المقدس چھین لین مسلمان تو آپس ہی مین جھگڑ رہے تھے، مقابلہ کون کرتا، نتیجہ یہ ہوا کہ اینھین شکست ہوئی اور کئی چھوٹی چھوٹی فرنگی حکومتین قائم ہو گئین، ان لوگون نے مسلمانون کو ایسی سخت تکلیفین پہنچائین کہ اون کے ذکر سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین،

فرنگیون کی مصیبت کیا کم تھی کہ باطنیون نے غضب ڈھانا شروع کیا، یہ لوگ فاطمیون سے تعلق رکھتے تھے، اون کا عقیدہ تھا کہ شریعت کا ایک تو ظاہر حکم ہوتا ہے، جسے سب سمجھتے ہین، لیکن اوس کا اصلی مطلب چھپا ہوتا ہی، جو صرف امام ہی سے معلوم ہو سکتا ہے، اس عقیدہ کی وجہ سے انھین بڑی آسانی تھی، جہان جیسا موقع ہوتا ویسے معنی بیان کرتے، اور جیسی ضرورت ہوتی ویسا ہی حکم گھڑ لیتے، شریعت کیا تھی ان کے ہاتھ مین ایک کھلونا بن کر رہ گئی تھی، جسمین ہمیشہ توڑ مروڑ کرتے رہتے،

پہلے تو یہ لوگ صرف زبانی تبلیغ کرتے تھے لیکن اتفاق سے ایک شخص حسن بن صباح ان کی جماعت مین داخل ہوگیا، یہ بڑا زبردست آدمی تھا، اس نے ایسی ترکیبین لڑائین کہ باطنیون کی اچھی خاصی حکومت قائم ہوگئی، یہ لوگ اب سختی پر بھی اوتر آئے، جو ذرا مخالفت کرتا آناً فاناً مار ڈالا جاتا، حسن نے قلعہ الموت مین بہت عمدہ باغ لگوایا تھا، جسمین خوبصورت خوبصورت عورتین، عمدہ عمدہ نہرین اور اچھی اچھی عمارتین موجود تھین، اپنے مریدون کو بھنگ پلاکر بیہوش کر دیتا، پھر اس باغ مین پہونچا دیتا، مرید کی آنکھ کھلتی تو دیکھتا کہ ایک بڑی ہی خوبصورت جگہ مین لیٹا ہوا ہے، حورین (عورتین) غلمان (لڑکے) خدمت کے لئے حاضر ہین، دودھ و شہد کی نہرین بہ رہی ہین، جن کے کنارے میوہ دار درخت لگے ہین، وہ حیران ہوکر پوچھتا کہ مین کہان ہون، حورین اور غلمان یقین دلاتے کہ یہی جنت ہے، جو امام کی تابعداری کی وجہ سے نصیب ہوئی ہی، دس پندرہ دن اسی حال مین گذر جاتے، تو پھر ایک دن بیہوش کرکے باہر کر دیا جاتا، جب ہوش

آتا تو سب کچھ غائب نظر آتا، اب پھر وہ خوشامد کرتا، کہ وہین جا پہونچے، حسن اور اوس کے آدمیون کی طرف سے یقین دلایا جاتا کہ بلا مرے وہان پہنچنا ناممکن ہی، موت کے بعد البتہ وہان پہونچ سکتے ہو اگر امام کا کہنا مانو اور اوس کی تابعداری مین جان دو،

اس ترکیب سے حسن کے مریدون مین بڑی ہمت و بہادری پیدا ہو جاتی، اور وہ اپنے پیر کے حکم پر ہر وقت مرنے کے لئے تیار رہتے، یہ لوگ فدائی کہلاتے تھے سخت سے سخت موقعون پر یہی فدائی کام آتے، اور اپنی جان جوکھون مین ڈال کر بڑے سے بڑے آدمی کو قتل کر دیتے، مسلمانون کے خدا معلوم کتنے بڑے بڑے آدمی ان فدائیون کے ہاتھون مارے گئے، ملک شاہ سلجوقی نے ان کا زور کم کیا، لیکن اوس کا وزیر نظام الملک طوسی ایک فدائی کے ہاتھ سے مارا گیا، ملک شاہ کے بعد اوس کے بیٹے سلطان محمد نے پھر بڑی کوشش سے اون کا زور توڑا، آخر مین رہی سہی طاقت تاتاریون نے ختم کی، ہلاکو خان نے ان کے قلعہ الموت پر قبضہ کر لیا، اور ہمیشہ کے لئے باطنیون کا خاتمہ ہو گیا،

---

(۲۹)(۳۰)

مسترشد ۵۱۲ - ۵۲۹ھ راشد ۵۲۹ - ۵۳۰ھ

مستظہر کے بعد مسترشد اور اوس کے بعد راشد تخت پر بیٹھے،

مسترشد بہت والاخلیفہ تھا، سلجوقیون کا زور خانہ جنگیون کی وجہ سے ٹوٹ چکا تھا، اس لیے مسترشد نے اون کے پنجہ سے چھوٹنے کی کوشش کی، یہ رنگ دیکھ کر سلطان مسعود سلجوقی نے اوس کو روکا، مگر وہ کب رکنے والا تھا، دونون مین لڑائی ہوئی، سلطان مسعود سلجوقی نے مسترشد کو شکست دی، اور تمام اختیارات چھین لئے، مسترشد ایک باطنی کے ہاتھ سے مارا گیا، اور راشد تخت پر بیٹھا، اوس نے مسعود سے باپ کا بدلہ لینا چاہا، اس پر مسعود فوج لے کر بغداد آیا، راشد بھاگ گیا اور اوس کی جگہ مقتفی بادشاہ ہوا،

(۳۱)

مقتفی سنہ ۵۳۰-۵۵۵ھ

سلطان مسعود نے اپنی بہن فاطمہ مقتفی کے نکاح مین دیدی، سنہ ۵۴۷ھ مین مسعود کا انتقال ہوگیا، اس کے مرتے ہی سلجوقیون پر زوال آگیا، ملک کے کچھ حصہ پر خلیفہ نے قبضہ کرلیا، باقی اتابک یعنی سلجوقیون کے فوجی سردارون مین بٹ گیا، اور کئی چھوٹی چھوٹی ریاستین قائم ہوگئین، جن کے نام یہ ہین :-

(۱) خوارزم شاہی (سنہ ۴۹۰-۶۲۸ھ). آخر مین تاریون کے ہاتھ آئی،

(۲) ارتقیہ کیفیہ (سنہ ۴۹۵-۶۲۰ھ) بعد کو ایوبیون کو ملی،

(۳) ارتقیہ ماردینیہ (سنہ ۵۰۲-۸۱۱ھ) عثمانی ترکون کے قبضہ مین آئی،

(۴) اتابکیہ دمشق (سنہ ۴۹۷-۵۴۹ھ) زنگیون کے ہاتھ آئی،

(۵) اتابکیہ موصل (سنہ ۵۲۱-۶۶۰ھ) تاتاریون کا قبضہ ہوا،

(۶) اتابکیہ حلب (سنہ ۵۲۱-ھ) نورالدین محمود زنگی اسی شاخ مین ہوئے ہین بعد کو ایوبیون یعنی سلطان صلاح الدین کے خاندان کو یہ حکومت بھی ملی،

(۷) اتابکیہ سنجار (سنہ ۵۶۶-۶۱۷ھ) یہ بھی ایوبی حکومت مین شامل ہوئی،

(۸) اتابکیہ جزیرہ (سنہ ۵۷۶-۶۴۸ھ) یہ بھی ایوبیون کو ملی، اور اس پر بھی سلطان صلاح الدین کے

خاندان کا قبضہ ہوا[۱]،

(۹) اتابکیہ اربل (سنہ ۶۳۰ھ)	یہ عباسیون کو ملی، اور تاتاریون کے حملہ تک انہی کے قبضہ مین رہی،
(۱۰) اتابکیہ فارس (سنہ ۵۴۳-۶۸۶ھ)	یہ تاتاریون کے ہاتھون تباہ ہوئی، ابوبکر بن سعد زنگی اسی خاندان مین تھا، یہ وہی ابوبکر سعد ہے جس کی شیخ سعدی نے اپنی کتاب گلستان مین تعریف کی ہے، اور جس کے نام پر انھون نے اپنا تخلص سعدی رکھا تھا،
(۱۱) اتابکیہ آذربائجان (سنہ ۵۳۱-۶۲۲ھ)	یہ خوارزمیون کے قبضہ مین آئی،
(۱۲) اتابکیہ لورستان (سنہ ۵۴۳-۸۲۷ھ)	
(۱۳) شاہان ارمن (سنہ ۴۹۳-۶۰۴ھ)	یہ ایوبیون کو ملی،

[۱] نمبر ۵-۶-۷-۸، ان چارون کی اصل موصل ہی کی اتابکی ریاست ہے، عماد الدین زنگی کے بعد ان کے دونون بیٹون سیف الدین اور نورالدین محمود مین موصل اور حلب کی سلطنت تقسیم ہوگئی، پھر سیف الدین کے بعد اوس کے لڑکے قطب الدین کی دو اولادین ہوئین، (۱) سیف الدین، (۲) عماد الدین، سیف الدین تو موصل ہی مین رہا، لیکن عماد الدین کے حصہ مین سنجار کی حکومت آئی، آگے چل کر اس سیف الدین کا ملک بھی دو حصون مین تقسیم ہوا، ایک بیٹے عزالدین کو موصل کی حکومت ملی، اور دوسرے بیٹے سنجر شاہ کے حصے مین جزیرہ کی حکومت آئی،

یہ تو سلجوقی سلطنت کا حال تھا، غزنی کے سلطان محمود کا ذکر پہلے آچکا ہی، اسی زمانہ مین اس کے خاندان سے سلطنت نکل کر غوریون کے قبضہ مین آئی، یہ وہی خاندان ہے، جس مین شہاب الدین غوری ہوا ہے، جس نے ہندوستان مین مستقل اسلامی سلطنت قائم کی،[1]

فرنگیون کا زور ویسا ہی تھا، عباسیون مین مقابلہ کی ہمت کہان تھی، وہ تو کہو اللہ نے سلطان نور الدین زنگی اور اون کے جوانمرد اولالعزم افسر سلطان صلاح الدین ایوبی کو پیدا کر دیا، جن کی ہمت و مستعدی سے عیسائیون کو سخت شکست ہوئی، اور تمام گئے ہوئے ملک پھر مسلمانون کو واپس مل گئے،

۵۵۵ھ مین مقتفی نے وفات پائی،

---

[1] ہندوستان کا حال آخر مین آئیگا،

(۳۲)(۳۳)

مستنجد ۵۵۵-۵۶۶ھ، مستضی ۵۶۶-۵۷۵ھ

مقتفی کے بعد مستنجد اور اس کے بعد مستضی خلیفہ ہوئے، یہ دونون بڑے منتظم، نیک اور منصف مزاج تھے، بنی بویہ کے وقت سے عباسی صرف نام کے خلیفہ رہ گئے تھے، لیکن مقتفی نے کوشش کرکے پھر تھوڑی بہت سلطنت پیدا کرلی، مستنجد نے زمانہ مین مصر کی فاطمی حکومت ختم ہوگئی، اور اوس کی جگہ موصل کے امیر نورالدین زنگی کی طرف سے اسدالدین شیرکوہ مقرر ہوئے، شیرکوہ کے بعد سلطان صلاح الدین کو حکومت ملی، اور اونھون نے مستضی کے زمانہ مین عباسی خطبہ جاری کردیا، اسی زمانہ مین سلطان نورالدین کی وفات ہوئی، یہ بہت نیک، نہایت دیندار اور بڑے پکے مسلمان تھے، ان کا اور ان کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبی کا مسلمانون پر بڑا احسان ہے، انہی لوگون نے ہمت کرکے صلیبی فرنگیون کا مقابلہ کیا، اور اللہ کا نام لے کر ایسی زبردست کوشش کی کہ لکھو کھا عیسائیون کے پیر اکھڑ گئے، اور صلیبی لڑائیون کا خاتمہ ہوگیا، اور بیت المقدس پھر مسلمانون کے قبضہ مین آگیا، (۵۸۳ھ) صلاح الدین نے مصر و شام مین اپنی حکومت قائم کی، اور ایک مدت تک اس خاندان کے لوگون نے عباسی حکومت کے ماتحت بڑی خوبی سے ان دونون ملکون پر حکومت کی، ان کا نام ایوبی بادشاہ ہے،

(۳۴) ناصر ۵۷۵-۶۲۲ھ

(۳۵) ظاہر ۶۲۲-۶۲۳ھ

(۳۶) مستنصر ۶۲۳-۶۴۰ھ

مستضی کے بعد ناصر تخت پر بیٹھا اس کے زمانہ مین سلطان صلاح الدین نے فرنگیون کو بالکل شکست دیدی، اور بیت المقدس پر قبضہ کرلیا،

ناصر کے بعد ظاہر تخت پر بیٹھا لیکن سال ہی بھر مین وفات پاگیا، اور اسکی جگہ اوس کا بیٹا مستنصر خلیفہ ہوا، یہ بڑا نیک مزاج بادشاہ تھا،
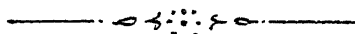
(۳۷)

مستعصم ۶۴۰-۶۵۶ھ

مستنصر کے بعد اوس کا بیٹا مستعصم خلیفہ ہوا، ناصر کے زمانہ ہی مین تاتاری نکل پڑے تھے، اور چنگیز خان اور اوس کی اولاد مسلمان حکومتون کو تباہ و برباد کر رہی تھی لیکن بغداد کی طرف اب تک بڑھنے کی ہمت نہ ہوتی تھی، مستعصم کے زمانہ مین ایک مرتبہ بغداد کے سنی شیعون مین لڑائی ہوئی جسمین شیعون کو نقصان پہنچا، مستعصم کا وزیر ابن علقمی شیعہ تھا، اس واقعہ سے یہ آگ بگولہ ہوگیا، اس زمانہ مین چنگیز خان کا پوتا ہلاکو تاتاریون کا بادشاہ تھا، ابن علقمی نے اسے بغداد پر حملہ کے لئے ابھارا، ہلاکو تو دل سے یہ چاہتا تھا، اطلاع ملتے ہی فوراً روانہ ہوگیا، اور ۵ محرم ۶۵۶ھ کو بغداد مین آپہنچا، مستعصم بیچارے مین مقابلہ کی تاب کہان تھی، چندون مین تاتاریون نے شہر پر قبضہ کرلیا، اور قتل عام شروع کردیا، ہمہ شما کا کیا ذکر ہی، خود خلیفہ اور اوس کی اولاد نہ بچ سکی، بغداد جو کبھی دنیا کا سب سے بڑا آباد اور بارونق شہر تھا، دم کے دم مین تہس نہس ہوگیا، آدمی مارے گئے، دولت لوٹی گئی، عمارتین توڑی گئین، کتب خانے برباد کئے گئے، ایک چیز ہو تو اوسے رویا جائے، ان وحشیون نے تو سارے شہر کو خاک مین ملادیا، مشہور ہے کہ صرف کتابین ہی دجلہ مین اتنی ڈالی گئین کہ اون کی سیاہی سے پانی کا رنگ بدل گیا۔

پانچوان باب

مصر کی عباسی خلافت

بغداد کی تباہی کے بعد عباسی خاندان کے ۲ شخص وہان سے کسیطرح نکل بھاگے ایک ابو القاسم احمد بن ظاہر باللہ اور دوسرا ابو العباس احمد مسترشد باللہ ابو العباس تو حلب مین رہ گیا لیکن ابو القاسم رجب ۶۵۹ھ مین مصر پہنچا، اس زمانہ مین یہان ملک ظاہر بیبرس بادشاہ تھا، اس نے بڑی آؤ بھگت کی، ایک بڑا دربار کیا جسمین امیر وزیر عالم قاضی سب جمع ہوئے، ان سب کے سامنے قاضی تاج الدین نے نسب کی تحقیق کی، جب اچھی طرح ثابت ہوگیا کہ ابو القاسم سچ مچ عباسی ہے تو اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی اور بغداد کی تباہی کے تین برس بعد پھر مصر مین خلافت کا سلسلہ شروع ہوگیا لیکن ان کے پاس کوئی دنیاوی طاقت نہ تھی صرف انھین دینی عزت حاصل تھی، اب ارادہ ہوا کہ دونون بھائی مل کر تاتاریون پر حملہ کرین، ملک ظاہر نے دس لاکھ دینار سے سامان درست کیا، اور مستنصر (یعنی ابو القاسم) روانہ ہوگیا، ۳ محرم ۶۶۰ھ کو تاتاریون سے مقابلہ ہوا لیکن مسلمانون کو شکست ہوئی، اور مستنصر (ابو القاسم) مارا گیا،

ان کے بعد ابوالعباس حلب سے بلا کر حاکم باللہ کے نام سے خلیفہ بنایا گیا اوپر ہم لکھ چکے ہین کہ یہ لوگ صرف نام کے خلیفہ تھے، ان کی جو کچھ حیثیت تھی، صرف دینی تھی، دنیاوی طاقت اونھین کبھی حاصل نہین ہوئی، اور یہ لوگ ہمیشہ مصر کے بادشاہون کے ماتحت رہے، اور صرف گذارہ پاتے رہے، اسلئے اون کا مفصل ذکر بیکار ہے، سلسلہ کے لئے صرف نام لکھ دینے کافی ہین،

۱۔ ابوالقاسم مستنصر (سنہ ۶۵۹-۶۶۰ھ) اوپر ذکر ہو چکا ہے،

۲۔ ابوالعباس حاکم (سنہ ۶۶۰-۷۰۱ھ) ذکر ہو چکا ہے،

۳۔ مستکفی اول (سنہ ۷۰۱-۷۴۰ھ) وفات پائی،

۴۔ واثق (سنہ ۷۴۰-۷۴۱ھ) معزول کیا گیا،

۵۔ حاکم دوم (سنہ ۷۴۱-۷۵۳ھ) وفات پائی،

۶۔ معتضد اول (سنہ ۷۵۳-۷۶۳ھ) وفات پائی،

۷۔ متوکل (سنہ ۷۶۳-۸۰۸ھ) وفات پائی،

۸۔ مستعین (سنہ ۸۰۸-۸۱۵ھ) چند مہینون کے لئے اسے دنیاوی طاقت بھی حاصل ہوئی لیکن پھر معزول کیا گیا،

۹۔ معتضد دوم (سنہ ۸۱۵-۸۴۵ھ) وفات پائی،

۱۰۔ مستکفی دوم (سنہ ۸۴۵-۸۵۴ھ) وفات پائی،

۱۱۔ قائم (سنہ ۸۵۴-۸۵۹ھ) وفات پائی،

۱۲۔ مستنجد (سنہ ۸۵۹-۸۸۴ھ) قید کیا گیا،

۱۳۔ متوکل دوم، (سنہ ۸۸۴-۹۰۳ھ) وفات پائی،

۱۴- مستمسک (سنہ ۹۰۳-۹۲۰ھ) وفات پائی،

۱۵- متوکل سوم (سنہ ۹۲۰-۹۲۳ھ)

متوکل سوم سب سے آخری عباسی خلیفہ ہوا ہے، سنہ ۹۲۳ھ مین عثمانی سلطان سلیم اول نے مصر و شام و عرب کو فتح کرکے اپنی قلمرو مین شامل کر لیا،

چھٹا باب

اندلس (اسپین)
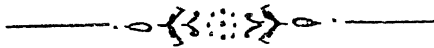
اندلس یورپ کے جنوب مین شمالی افریقیہ کے ملک مراکش کے پاس ایک ملک ہے، مراکش اور اسپین کے بیچ مین پانی کی صرف ایک پتلی لکیر حائل ہی، حضرت عثمانؓ کے زمانہ مین مسلمان شمالی افریقیہ کے کونے تک پہنچ چکے تھے، امیر معاویہ کے زمانہ مین وہ اور آگے بڑھے، اور ولید کے زمانہ مین ۹۲ھ مشہور مسلمان جنرل طارق نے اندلس کے بادشاہ راڈرک کی ایک لاکھ فوج کو بارہ ہزار فوج سے شکست دیکر ملک پر قبضہ کرلیا،

مسلمانون نے اس ملک مین چھہ سو برس تک حکومت کی، اور وہ وہان ایسے بس گئے تھے، کہ خیال بھی نہین ہوسکتا تھا کہ وہ کبھی اس ملک سے ایسا نکل جائینگے کہ ایک مسلمان بھی وہان باقی نہین رہیگا،

عین اوس وقت جب ترک یورپ کے ملکون مین آگے بڑھ رہے تھے، یورپ کی دوسری طرف عرب کمزور ہوکر اپنے بزرگون کی چھہ سو برس کی کمائی کو برباد کررہے تھے،

جب تک بنی امیہ کی حالت اچھی رہی، اندلس کا انتظام بھی ٹھیک رہا، لیکن جون جون اون کی سلطنت مین کمزوری آتی گئی، یہان کی حالت بھی خراب ہوتی گئی،

۱۳۲ھ مین جب بنی عباس کے ہاتھون امویون کا خاتمہ ہوا، تو عبد الملک کا پرپوتا عبد الرحمٰن الداخل کسی طرح جان بچا کر اندلس پہونچا، یہان اس زمانہ مین عجب ابتری پھیلی ہوئی تھی، عرب و بربر ایک دوسرے کے دشمن تھے، مدنی دمشقی آپس مین لڑ رہے تھے، اور سب سے بڑھکر یہ کہ عرب کے دو قبیلے حمیری اور مضری ایک دوسرے کو کھائے جاتے تھے، آپس کے ان جھگڑون کی وجہ سے ملک تباہ ہو گیا تھا، اور قریب تھا کہ بالکل عیسائیون کے قبضہ مین چلا جائے کہ اتنے مین عبد الرحمٰن الداخل نے قدم رکھا، اس نے کچھ ایسی حکمت و تدبیر سے کام لیا کہ تھوڑے ہی دنون مین سارا ملک قبضہ مین آگیا، اور اندلس مین پھر سے اموی حکومت قائم ہو گئی، جو ۴۲۲ھ تک باقی رہی، اس خاندان مین پندرہ بادشاہ ہوئے، جن کے نام یہ ہین :-

(۱) عبد الرحمٰن الداخل (۲) ہشام اول، (۳) حکم اول (۴) عبد الرحمٰن دوم، (۵) محمد، (۶) منذر، (۷) عبد اللہ، (۸) عبد الرحمٰن الناصر، (۹) حکم دوم (۱۰) ہشام دوم، (۱۱) محمد مہدی، (۱۲) سلیمان مستعین، (۱۳) عبد الرحمٰن مستظہر، (۱۴) سلیمان مستکفی، (۱۵) ہشام معتمد،

کوئی چار سو سال تک اس خاندان کی حکومت رہی، سب سے پہلے عبد الرحمٰن بادشاہ ہوئے، اور اپنی محنت و توجہ سے سارے جھگڑے فساد دور کر دیئے، ان کے بعد حکم اول، ان کے بعد ہشام اول پھر عبد الرحمٰن دوم بادشاہ ہوئے، ان لوگون نے بھی بڑی قابلیت و مستعدی سے کام کیا، اور اس اندلس کو جو پہلے ویران و تباہ تھا اپنی لیاقت و تدبیر اور محنت و توجہ سے گلزار بنا دیا، جس جگہ پہلے خاک اڑتی تھی وہان ہرے بھرے باغ لہلہانے لگے، بہتی نہرین، شاندار کارخانے اور خوبصورت

محل کھڑے ہو گئے، جہالت و بے علمی کی جگہ علم کا چرچا ہونے لگا، اور وحشت کے بدلے انسانیت پیدا ہو گئی،

عبدالرحمن دوم کے بعد محمد، منذر، اور عبداللہ بادشاہ ہوئے، لیکن ان مین نہ اپنے بزرگون کی سی ہمت تھی نہ ویسی قابلیت، نتیجہ یہ ہوا کہ ملک مین پھر ادھم مچنے لگا، اور سلطنت کے حصے بخرے شروع ہو گئے،

حالت یہی تھی کہ سنہ ۳۰۰ھ مین عبدالرحمن الناصر تخت پر بیٹھا، اس وقت ملک کی حالت بہت ہی خراب ہو چکی تھی، ایک طرف عیسائیون کا زور تھا، دوسری طرف خود مسلمانون مین تفرقہ تھا، کوئی اور ہوتا تو گھبرا کے بھاگ کھڑا ہوتا، لیکن عبدالرحمن کو اللہ نے عجب دل و دماغ دیا تھا، اس نے ایسی توجہ سے کام کیا کہ تھوڑی ہی مدت مین سارے دشمن دب گئے، اور ہر طرف اوس کے نام کا ڈنکا بجنے لگا،

عبدالرحمن الناصر کو عمارتون کا بہت شوق تھا اس نے ایسی ایسی نفیس خوبصورت عمارتین بنوائین جنھین دیکھکر عقل چکر مین آجاتی تھی، پایہ تخت قرطبہ کی رونق و آبادی کا کیا کہنا، سولہ میل کی لمبان اور چھ میل کی چوڑان مین آباد تھا، ایک لاکھ تیرہ ہزار مکانات، اسی ہزار چار سو دوکانین، سات سو مسجدین، نو سو حمام (غسل خانے) اور چار ہزار تین سو گودام تھے، شاہی محل، امیرون وزیرون کی کوٹھیان اس کے علاوہ تھین، کل آبادی دس لاکھ سے اوپر تھی،

شہر مین جگہ جگہ خوبصورت پارک اور پھلون سے لدے ہوئے باغ تھے، قدم قدم پر سنگ مرمر کے فوارے جاری تھے، راستون اور گلیون مین پتھر کا فرش تھا، سڑکون پر شامیانے لگے ہوئے تھے، تاکہ گرمی مین مسافرون، دوکاندارون

اور چلنے پھرنے والون کو تکلیف نہ ہو، بازار ساری دنیا کے سامان سے بھرے رہتے تھے، مسافرون اور سوداگرون کے آرام کے لئے بڑی بڑی سرائین بنی ہوئی تھین جہان ضرورت کی تمام چیزین موجود رہتی تھین،

قرطبہ سے ملا ہوا زہرا کا وہ مشہور شہر تھا، جسکی خوبی اور خوبصورتی کے قصے آج تک مشہور ہین، اور جس کی عمارتون کے سامنے دنیا کی تمام عمارتین بے حقیقت ہین،

ناصر کے بعد حکم بادشاہ ہوا، اور باپ ہی کی طرح سلطنت چلاتا رہا، ان لوگون کی قدردانی کی وجہ سے ساری دنیا کے صاحب کمال قرطبہ مین جمع ہو گئے تھے، سینکڑون اسکول اور کالج قائم تھے، جہان بڑے بڑے لائق وقابل اوستاد ہزارون طالب علمون کو تعلیم دیتے تھے، گھر گھر کتبخانے موجود تھے، جنمین ہر قسم کی کتابین رہتی تھین، خود حکم کا کتب خانہ دنیا مین بے مثال تھا، اسمین کئی لاکھ کتابین تھین، جن کی فہرست چوالیس ۴۴ جلدون مین تھی، حکم کے شوق اور قابلیت کا اندازہ اس سے کر سکتے ہو کہ ہر کتاب اوس کی نظر سے گذری تھی، اور اوس پر اوس کی رائے اور دستخط موجود تھے، سنہ ۳۶۶ھ مین حکم نے وفات پائی، اور ملک مین پھر ابتری شروع ہونے لگی، لیکن وزیر منصور کی لیاقت و تدبیر اور ہمت و بہادری سے حالت پھر سنبھل گئی، اور سلطنت کو ایسی ترقی ہوئی کہ خلیفہ عبدالرحمٰن الناصر کا زمانہ آنکھون کے سامنے آگیا، سنہ ۳۹۴ھ مین منصور کا انتقال ہو گیا، اور اون کی جگہ اون کے بیٹے وزیر مقرر ہوئے، لیکن ان لوگون مین اتنی قابلیت نہ تھی، نتیجہ یہ ہوا کہ پھر گڑبڑ شروع ہوئی، اور ایک سلطنت کے بجائے بیسیون چھوٹی چھوٹی ریاستین قائم ہو گئین،

عیسائیون کے لئے اس سے بہتر موقع اور کون ہو سکتا تھا، فوراً اوٹھ کھڑے

ہوئے، اور مسلمانون پر حملے شروع کر دیئے، پچاس ساٹھ برس کی گڑبڑ مین عیسائی بڑے زوردار ہو گئے، اور قریب قریب سارا ملک اون کے اثر مین آگیا، اگر چند دن اور یہی حالت رہتی تو مسلمان بالکل ختم ہو جاتے، لیکن اللہ نے سمجھ دی اور اونھون نے مل کر مقابلہ کا ارادہ کیا، لیکن اب بھی وہ کمزور تھے، اس لئے اونھون نے مراکش کے بادشاہ یوسف بن تاشفین سے مدد مانگی، یوسف فوراً ایک بڑی فوج کے ساتھ اندلس پہونچا، ۴۷۹ھ مین زلاقہ کے مقام پر الفانسو ششم (اسپین کا عیسائی بادشاہ) سے مقابلہ ہوا، اللہ نے مسلمانون کو کامیاب کیا، علیسائیون کو ایسی سخت شکست ہوئی کہ مشکل سے پانچسو سوار زندہ بچے، فتح کے بعد ملک مسلمانون کے سپرد کر کے یوسف واپس چلے گئے، لیکن یہان پھر وہی آپس کے جھگڑے شروع ہونے لگے، تو ۴۸۳ھ مین آکر ملک پر پورا قبضہ کر لیا، اور ایک بار پھر سارا اندلس ایک جھنڈے کے نیچے آگیا،

۵۴۲ھ تک یہ خاندان حکومت کرتا رہا، لیکن یوسف کے انتقال (۵۰۰ھ) کے بعد حالت پھر خراب ہونے لگی، اور عیسائیون نے زور پکڑنا شروع کیا، لیکن اللہ نے پھر اپنا فضل کیا، افریقہ مین ایک نئے خاندان (موحدین) کا اثر بڑھنا شروع ہوا، جو بڑھتے بڑھتے اندلس تک پہونچ گیا، ۵۴۵ھ مین پورے ملک پر اون کا قبضہ ہو گیا، جو ۶۲۸ھ تک برابر قائم رہا،

اس خاندان مین (۱) عبد المومن (۲) یوسف بن عبد المومن (۳) یعقوب المنصور (۴) محمد الناصر مشہور بادشاہ ہوئے ہین، ان کے زمانہ مین مسلمان بہت مضبوط ہو گئے اور ملک مین پھر رونق آگئی، عیسائیون نے کئی مرتبہ سر اوٹھایا، لیکن ہر بار شکست کھائی آخری معرکہ قلعہ عقاب کے پاس ۶۰۹ھ مین ہوا، اس لڑائی مین مسلمانون کو شکست ہوئی،

جس کے بعد موحدین برابر کمزور ہوتے گئے، اور بیس برس کے اندر اون کی طاقت ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی،

بنی احمر

موحدین کے بعد غرناطہ مین بنی احمر کی ایک نئی سلطنت قائم ہوئی لیکن موحدین کے مقابلہ مین اون کی کوئی حیثیت نہ تھی، وہ سارے ملک پر بادشاہت کرتے تھے، اور یہ صرف ایک صوبہ کے حاکم تھے، لیکن پھر بھی جہان تک ہو سکا اونھون نے مسلمانون کی شان وشوکت قائم رکھی، اور ۶۳۰ھ سے ۸۹۸ھ تک پورے دو سو اڑسٹھ برس اون کا نام مٹنے نہین دیا، غرناطہ کا قصر الحمرا جس کی خوبصورتی و خوش نمائی کے قصے اب تک لوگون کی زبانون پر ہین، اور جس کے کھنڈر اس مٹی ہوئی حالت مین بھی دیکھکر بڑے بڑے انجینیر دنگ رہجاتے ہین انھی بنی احمر کی یادگار ہے،

سارے اندلس کے مقابلہ مین اس چھوٹی سی ریاست کی حیثیت ہی کیا تھی، خدا معلوم کس طرح یہ پونے تین سو برس کا زمانہ گذرا، عیسائیون کو یہ ریاست کانٹے کی طرح کھٹکتی تھی، لیکن اون کے آپس مین کچھ ایسی نا اتفاقی تھی کہ مسلمان بچے ہوئے تھے، ۸۷۴ھ مین ملکہ ازبیلا اور فرڈی نینڈ کی شادی نے اون کا آپس کا جھگڑا ختم کر دیا، اب یہ غرناطہ کی طرف بڑھے، یہ موقع بڑا نازک تھا مسلمانون کو مل کر مقابلہ کرنا چاہئے تھا لیکن افسوس ایسے وقت مین بھی اون کے جھگڑے ختم نہ ہوئے، نتیجہ یہ ہوا کہ ۸۹۸ھ مین غرناطہ پر عیسائیون کا قبضہ ہو گیا، اور مسلمانون کے لئے کہین سر چھپانے کی جگہ باقی نہ رہی، ابو عبد اللہ (آخری مسلمان بادشاہ) اپنے خاندان کیساتھ

مراکش چلا گیا،

غرناطہ لیتے وقت عیسائیون نے مسلمانون سے وعدہ کیا تھا، اور ایک عہدنامہ لکھدیا کہ اون کی جان، ان کا مال، اون کی جائداد اون کے مدرسے، اون کی مسجدین اون کی عمارتین غرض کہ اون کی ہر چیز محفوظ رہیگی، اون کے دینی اور مذہبی کام ہمیشہ کی طرح ہوتے رہین گے، ان کے مقدمون کا فیصلہ خود اون کے قاضی اور مفتی کرینگے اونھین پوری پوری آزادی ہوگی، اور ان پر کسی قسم کی زیادتی نہ کیجائیگی،

لیکن افسوس کہ عیسائیون نے ان وعدون کا ذرا بھی خیال نہ کیا، اور جہان تک ہوسکا مسلمانون کو تنگ کرنا شروع کیا، اون کی جائدادین چھین لین، عمارتین گرادین، مدرسے بند کردیئے، مسجدین شہید کردین، کتبخانے پھونک دیئے، قبرین کھود ڈالین، اور سب سے بڑھکر یہ کہ زندہ آدمیون کو آگ مین ڈال دیا، مسلمانون کو زبردستی عیسائی بنایا گیا، جنھون نے انکار کیا اونھین آگ مین جلا دیا گیا، یا پھانسی دیدی گئی، غرض کہ تھوڑے ہی عرصہ مین سارا اندلس مسلمانون سے صاف ہوگیا، اور ایک آدمی بھی اللہ کا نام اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلمہ پڑھنے والا باقی نہ رہا، اور یہ سب آپس کی نااتفاقی کی بدولت ہوا،

ساتوان باب

ترک

(۱)

ارطغرل

پچھلے باب مین پڑھ چکے ہو کہ جس وقت یورپ کے ایک گوشہ مین عرب مسلمان اندلس مین اپنی سلطنت کھو رہے تھے، تو دوسری طرف ترک مسلمان یورپ کے دوسرے گوشہ مین اپنی سلطنت کو بڑھا رہے تھے، ان ترکون کو عثمانی ترک کہتے ہین، کیونکہ اس سلطنت کے بانی اول کا نام عثمان تھا،

عثمانی ترک اصل مین ترکستان کے رہنے والے تھے، چنگیز خان کے حملون کی وجہ سے انھین وطن چھوڑنا پڑا، جب حملے ختم ہوئے تو یہ لوگ اپنے وطن واپس ہوئے، دریاے فرات سے اترتے ہوئے اون کا سردار سلیمان ڈوب گیا، اس کے چار بیٹے تھے، دو باپ کی وصیت کے مطابق وطن واپس گئے، اور دو ارطغرل اور دوندار دو ہزار آدمیون کے ساتھ ایشیاے کوچک کی طرف روانہ ہوئے کہ وہان سلجوقیون کی پناہ مین رہین، قریب پہونچکر زمین لینے کیلئے بیٹون کو آگے بادشاہ کی خدمت مین بھیجا اور خود ساتھیون کیساتھ

آہستہ آہستہ چلتے رہے، ایک دن راستہ مین دیکھتے کیا ہین کہ دو فوجین لڑ رہی ہین ایک کمزور ہے، اور دوسری طاقتور، ارطغرل کے دل مین ہمدردی پیدا ہوئی، وہ جوش مین اپنے ساتھیون کو لیکر بڑھا، اور کمزور جماعت کے ساتھ ہوکر طاقتور سے لڑنے لگا، اوس نے اس بہادری سے جنگ کی کہ دشمن کو شکست ہوئی، بعد کو معلوم ہوا کہ جن کی مدد کی ہے، وہ ملک شاہ سلجوقی کا بیٹا علاء الدین کیقباد ہے، اور ہارنے والے تاتاری ہین، سلطان علاء الدین ارطغرل سے بہت خوش ہوا، اور رومی سرحد کے قریب بہت کافی زمین جاگیر مین دی، اوس زمانہ مین سلجوقی بہت کمزور ہو گئے تھے، علاء الدین نے ارطغرل کو بہت غنیمت سمجھا، اور اوسے ہر قسم کی مدد دینے لگا، رومی قریب تھے، اس لئے پہلے اونہی سے معرکے رہے، چند ہی دنون مین ارطغرل نے اون کے بہت سے قلعے فتح کر لئے، اب رومیون نے تاتاریون کو ساتھ لیکر حملہ کیا، ارطغرل سلطان کے ساتھ لڑائی مین شریک ہوا، اور اس بہادری سے لڑا کہ رومیون اور تاتاریون دونون کو شکست ہوئی، علاء الدین نے یہ علاقہ بھی اس کی جاگیر مین شامل کر دیا، اور اوس کو اگلی فوج (مقدمۃ الجیش) کا سردار مقرر کیا، اب ارطغرل کے پاس کافی علاقہ ہو گیا، سلطان کے حکم سے قریب کے باغی امیرون کے علاقون پر بھی حملہ کیا، اور اُسے اپنی جاگیر مین شامل کر لیا، اس طرح اوس کا علاقہ بہت بڑھ گیا، اور وہ بہت بڑا امیر ہو گیا،

۶۸۷ھ مین وفات پائی،

---

(۲)

غازی عثمان خان

باپ کے مرنے پر ۶۸۸ھ میں سلطان غیاث الدین سلجوقی کے حکم سے اوسے ریاست ملی یہی وہ سلطان عثمان ہیں جن کے نام سے ترک عثمانی کہلاتے ہیں، غازی عثمان کی شادی ایک بہت بڑے بزرگ ادب عالی کی بیٹی مال خاتون کے ساتھ ہوئی، ادب عالی کا اثر بہت زیادہ تھا، اس لئے اس شادی کی وجہ سے غازی عثمان کا اثر اور بڑھ گیا،

ریاست ملتے ہی قراچہ حصار کے امیر نکولس نے اوس پر چڑھائی کی لیکن شکست کھائی، اس پر سلطان کی طرف سے اسے بک کا خطاب ملا، اس کا نام خطبون مین داخل کیا گیا، اور اوسے اجازت دیگئی کہ اپنے نام کا سکہ ڈھال سکتا ہے، نکولس کے علاوہ اور دوسرے سرداروں سے بھی لڑائیاں ہوئین، لیکن سب مین عثمان کو فتح ہوئی ۷۰۰ھ مین تاتاریون کے ہاتھوں سلجوقیون کا خاتمہ ہوگیا، اور اون کی سلطنت کا ہر رئیس اپنی اپنی جگہ با اختیار بن بیٹھا، تو اوس وقت عثمان نے بھی اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا، اور شہر کی کو اپنا پایہ تخت بنایا، اس کے پاس بہت سی چھوٹی ریاستین تھین، جنھین عثمان نے چند ہی دنون مین فتح کر لیا، رومی سلطنت نے جو یہ رنگ دیکھا تو مقابلہ کے لئے قسطنطنیہ سے ایک بہت بڑی فوج روانہ کی، مگر لڑائی مین رومی بری طرح ہارے، اب رومیون نے تاتاریون کو ساتھ لے کر پھر حملہ کیا، لیکن اس مرتبہ بھی شکست

کھائی، اور بہت دور تک ترکون کا قبضہ ہوگیا، اب غازی عثمان نے ایشیاے کوچک
کے تمام رومی سردارون سے لڑائی کا اعلان کردیا، بعضون نے توجزیہ (خراج) دیکر
صلح کرلی لیکن اکثر تاتاریون کو ساتھ لے کر لڑے، غازی عثمان خان نے اپنے بیٹے
اُورخان کو اون کے مقابلہ مین روانہ کیا، دشمنون کو جگہ جگہ شکست ہوئی، آخر ۷۱۱ھ
مین بروصہ پر حملہ کیا، دس برس کے محاصرہ (گھیرنے) کے بعد ۷۲۲ھ مین یہ قلعہ بھی فتح
ہوگیا، فتح کی خبر پہونچی تو غازی عثمان کا آخری وقت تھا، اورخان دیکھنے آیا تو اوسے
وصیت کی کہ اللہ کا ڈر رکھنا، رعایا کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرنا، انصاف کو کبھی ہاتھ
سے نہ دینا، شریعت پر عمل کرنا، اور اوسے ملک مین اچھی طرح پھیلانا، یہ بھی تاکید کی کہ
بروصہ کو پایہ تخت (صدر مقام) بنانا، اور وہین مجھے دفن کرنا،

(۲)

اورخان،

عثمان نے دو بیٹے چھوڑے، علاءالدین اور اورخان، اگرچہ علاءالدین پاشا
بڑا تھا لیکن اس کی طبیعت عبادت کرنے اور سب سے الگ تھلگ (خلوت گزین)
رہنے کی طرف مائل تھی، اس لئے عثمان خان نے اپنی حیات ہی مین اورخان کو بادشاہ
نامزد کردیا تھا، اورخان نے علاءالدین کو صدراعظم (وزیر) بنایا، علاءالدین بڑا عقلمند
اور سمجھدار تھا، اس نے ملک مین ٹکسال بنائی، فوج کا انتظام درست کیا، اندر کا سارا انتظام
اوسی کے سپرد تھا، اور باہر دشمنون سے لڑائیان اورخان کے ذمہ تھین، اس انتظام

کی وجہ سے تھوڑے ہی دنون مین سارا ایشیائے کوچک ترکون کے قبضہ مین آگیا، اب اون کی طاقت اتنی بڑھی کہ مجبوراً قیصر روم نے بھی دوستی کی، حدیہ کہ قیصر کانتا کوزینی نے اپنی بیٹی سلطان کے نکاح مین دیدی، (۷۴۶ھ)

۷۵۶ھ مین شاہ سرویہ نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی قیصر (بادشاہ قسطنطنیہ) نے سلطان سے مدد مانگی، چنانچہ یہان سے ایک بڑا لشکر بھیجا گیا، لیکن اسی عرصہ مین شاہ سرویہ مرگیا، اس لئے کوئی لڑائی نہین ہوئی، مگر اس طرح ترکون کو اندازہ ہوگیا کہ رومی کس قدر کمزور ہین، چنانچہ چند ہی دن بعد سلطان کے بڑے لڑکے سلیمان نے درہ دانیال سے اتر کر یورپ کے کئی شہر فتح کر لئے، اور آگے کے لئے یورپ پر قبضہ کا راستہ کھول دیا،

۷۶۰ھ مین شکار کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گر کر سلیمان مرگیا، اورخان کو اس سے بڑا رنج پہونچا، اور دو مہینے بعد انتقال کرگیا، اورخان اپنے باپ غازی عثمان خان کی طرح بڑا بہادر، عقلمند اور سمجھدار تھا، شریعت کا پورا پابند اور رعایا کا بہت زیادہ ہمدرد تھا، اس نے اپنے زمانہ مین ہزارون مسجدین، مدرسے، خانقاہین، پل، سرائین، لنگرخانے اور حمام وغسل خانے بنوائے،

(۴)

سلطان مراد اوّل

سلیمان باپ کی زندگی ہی مین مرچکا تھا اس لئے اورخان کے بعد اس کا چھوٹا بیٹا مراد تخت پر بیٹھا، انگورہ کے امیر علاء الدین نے بغاوت کی لیکن شکست کھائی،

اور انگورہ پر سلطان کا قبضہ ہوگیا،

یورپ مین ترکی سپہ سالار لالہ شاہین نے ادرنہ (اڈریانوپل) فتح کرلیا، سلطان نے بروصہ کو چھوڑ کر اسے اپنا صدر مقام بنایا، جو قسطنطنیہ کی فتح تک برابر صدر مقام رہا، ایک اور سپہ سالار نے دردار اور گلجین پر قبضہ کرلیا، ترکون کی ان فتوحات کو دیکھکر یورپ کے بادشاہ گھبرائے، اور اوھون نے اپنے مذہبی سردار پوپ سے فریاد کی، پوپ نے تمام بادشاہون کو خط لکھے، سلطان مراد ان دنون ایشیاے کوچک مین لڑ رہا تھا، شاہ سرویہ نے اس موقع کو بہتر سمجھ کر ۷۶۶ھ مین ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ ادرنہ پر حملہ کردیا، ترک بڑی بہادری سے لڑے، رومیون کو شکست ہوئی اور بری طرح مارے گئے، مراد ایشیاے کوچک کے جھگڑے ختم کرکے ادرنہ واپس آیا، اور ملک کے انتظام مین لگ گیا، ۷۸۰ھ مین پھر سرویہ اور بلغاریہ دونون نے مل کر حملہ کیا لیکن ایک پیش نہ گئی، اور ہار کر سالانہ خراج کے وعدہ پر صلح کی، شاہ بلغاریہ نے اپنی بہن بھی سلطان کو بیاہ دی،

۷۸۲ھ مین پھر ان لوگون نے شرارت کی، اور خراج کی رقم بند کردی تیمور طاشت کی ماتحتی مین مقابلہ کے لئے فوجین بھیجی گیئن، جس نے کئی شہرون پر قبضہ کرلیا اور تین سال بعد صوفیا مین داخل ہوگیا،

قیصر روم بھی چپکے چپکے شرارت کرتا رہتا تھا، جب کچھ نہ ہوسکا تو سلطان کے بیٹے صاروجی سے بغاوت کرادی، سلطان کو معلوم ہوا تو فوراً پلٹا، سلطان کو دیکھکر فوجون نے صاروجی کا ساتھ چھوڑ دیا،

۷۸۸ھ مین، شاہ بلغاریہ نے پھر حملہ کیا، لیکن اب کی بھی شکست کھائی، اور

اس کے شہرون پر سلطانی فوجون کا قبضہ ہوگیا لیکن اوس کی خوشامد پر قصور معاف کیا گیا، اور آدھی سلطنت بھی اس کے پاس رہنے دی گئی، ۷۹۰ھ مین شاہ سرویہ نے حملہ کیا، بڑی سخت لڑائی ہوئی، آخر شکست کھاکر گرفتار ہوا، اور مارا گیا، فتح تو ہوگئی لیکن لڑائی کے میدان مین ایک سروی سپاہی نے سلطان کو ایسا خنجر مارا، کہ اوس سے وفات ہوگئی، (۷۹۱ھ)

(۵)

سلطان بایزید اوّل

سلطان مراد کے انتقال کے بعد لڑائی کے میدان ہی مین بایزید کی بادشاہت کا اعلان کردیا گیا، اس کا چھوٹا بھائی یعقوب چلپی اپنی ہمت و بہادری کی وجہ سے بادشاہت کا دعویدار تھا، اس لئے امرا کی رائے سے قتل کرادیا گیا، تاکہ بعد مین کوئی جھگڑا نہ ہو،

شاہ سرویہ اگرچہ سلطان مراد اول کے زمانہ مین مارا جاچکا تھا جس کے بعد سرویہ ترکون کے قبضہ مین آگیا تھا، لیکن پھر بھی سلطان بایزید نے رحم کرکے اس کے بیٹے اسٹفن کو سلطنت دیدی، صرف یہ وعدہ لیا کہ سالانہ خراج دیتا رہیگا، اور جب ترکون کو ضرورت ہوگی تو فوج لیکر مدد کے لئے حاضر ہوگا، اسٹفن نے اسے قبول کیا، اور اپنی بہن سلطان کے نکاح مین دیدی، چونکہ سرویہ کی لڑائی مین قیصر روم بھی (در پردہ) شریک تھا، اس لئے سلطان بایزید نے ایشیاے کوچک کے رومی علاقہ پر قبضہ کرلیا، اور قسطنطنیہ پر چڑھائی کردی، ابھی لڑائی ہو ہی رہی تھی، کہ خبر آئی کہ رومانیہ کا صوبہ دار ڈیوک مانیس ایک بڑے لشکر کے ساتھ سلطانی پایہ تخت ادرنہ کی طرف بڑھ رہا ہے،

بایزید فوراً لوٹا، ڈیوک کو شکست ہوئی لیکن سلطان نے صرف سالانہ خراج کے وعدہ پر ملک اسی کے پاس رہنے دیا،

انگورہ مین علاءالدین اور دوسرے امیرون نے بغاوت کی، لیکن سب کو شکست ہوئی، اور یہ سارا علاقہ عثمانی (ترکی) سلطنت مین شامل کر لیا گیا،

۷۹۳ھ مین بلغاریہ فتح ہوکر سلطنت مین شامل ہوا، چونکہ بادشاہ کا بیٹا مسلمان ہوگیا تھا، اسلئے وہی صوبہ دار مقرر ہوا، اس فتح سے ہنگری کے بادشاہ کو کھٹکا پیدا ہوا، اس نے پوپ سے مدد مانگی، پوپ کے حکم سے بہت سے بادشاہون نے لڑائی کی تیاری کی، برگنڈی، بویریا، آسٹریا، جرمنی، ہینگری اور فلاخ لڑائی مین شریک ہوئے، معرکہ بڑا سخت تھا لیکن اللہ نے سلطان کو فتح دی، اس فتح پر تمام اسلامی ملکون مین خوشی منائی گئی، اور مصر کے عباسی خلیفہ متوکل علی اللہ نے سارے علاقہ کی حکومت کا فرمان بھیجا، (۷۹۶ھ)

اس لڑائی کے بعد سلطان نے آسٹریا اور ہنگری پر فوجین بھیجین، جنھون نے خاصہ حصہ فتح کر لیا، خود یونان پر حملہ کیا، اور فتح کرتا ہوا، پایہ تخت ایتھنز تک پہونچ گیا، یہان سے واپس ہوا، تو قسطنطنیہ کے مسلمانون کی طرف سے قیصر کے خلاف شکایتین پہونچین، اس لئے اس طرف توجہ کی، قریب تھا کہ قسطنطنیہ فتح ہو جائے کہ اتنے مین ایشیائے کوچک سے تیمور کے حملہ کی خبر آئی، مجبوراً دس ہزار اشرفی سالانہ پر صلح کر لی، یہ بھی طے پایا کہ جو مسلمان یہان رہتے ہین، ان کے لئے ایک الگ شرعی محکمہ قائم ہوگا، جو اون کے مقدمون کا فیصلہ کریگا، اور انھین ایک جامع مسجد بنانے کا حق ہوگا،

اس کے بعد بایزید ایشیائے کوچک آیا، انگورہ مین تیمور سے مقابلہ ہوا،

بایزید بڑی بہادری سے لڑا لیکن فوج کے کچھ حصے تیمور سے مل گئے، اس لئے شکست کھائی، اور اپنے بیٹے موسیٰ کے ساتھ گرفتار ہوگیا، اور گرفتاری کے دوسرے سال ۸۰۵ھ مین انتقال کرگیا،

(۶)

سلطان محمد اوّل (چلپی)

بایزید کے بعد اوسکے بیٹون مین لڑائی ہوئی، آخر محمد نے سب کو شکست دی، اور بادشاہ بن گیا، تیمور کے حملہ اور پھر آپس کے جھگڑون کی وجہ سے ملک مین ابتری پھیل گئی تھی، جس کی وجہ سے جگہ جگہ نئی ریاستین قائم ہوگئی تھین، سلطان محمد کی ساری زندگی انھین سے لڑتے گذری، آخر بڑی مشکلون سے یہ لوگ قابو مین آئے،

اسی زمانہ مین ایک شخص بدر الدّین نے ایک نیا مذہب نکالا، اور اپنے مرید پیر قلیچہ کے ساتھ مل کر بڑی ہڑبونگ مچائی، ان کی شرارتون سے عاجز آکر سلطان نے اس طرف توجہ کی، بڑی مشکلون سے یہ لوگ گرفتار ہوئے، اور قتل کئے گئے،

ان قصون کے بعد ذرا اطمینان ہوا، تو سلطان نے ملک کا انتظام درست کرنا شروع کیا، لیکن ابھی اسی مین لگا ہوا تھا کہ ۸۲۴ھ مین ادرنہ مین وفات پائی،

سلطان محمد بڑا علم دوست اور شریعت کا پابند تھا، اس نے حرمین شریفین (مکہ مدینہ) کے لئے ایک سالانہ رقم مقرر کی جو بعد مین بھی جاری رہی،

———•———

(۷)

سلطان مراد دوم،

باپ کی وصیت کے مطابق سلطان مراد تخت پر بیٹھا، یہ شروع مین لڑائی جھگڑے سے بچنا چاہتا تھا تاکہ ملک کا انتظام درست ہو جائے لیکن قیصر نے کمزور سمجھ کر دھمکیان دینی شروع کین، اور جب اس کا اثر نہ ہوا تو کھلم کھلا لڑائی شروع کر دی، سلطان کو اس حرکت پر سخت غصہ آیا، اور قیصر پر چڑھائی کر دی، لیکن اتنے مین خبر ملی کہ ایشیاے کوچک مین اس کے بھائی مصطفےٰ اجلبی نے بغاوت کر دی ہے اسلئے فوراً اس طرف روانہ ہوا، مصطفےٰ گرفتار ہو کر قتل ہوا، اور اس کے مددگارون کو سخت سزائین ملین، اس کے بعد قریب کی دوسری ریاستون پر قبضہ کیا، پھر یورپ کی طرف بڑھا ہنگری نے آدھے ملک اور سرویہ نے پچاس ہزار سالانہ خراج کے وعدہ پر صلح کی، اس کے بعد سلانیک اور البانیہ پر قبضہ کیا، فلاخ کے امیر ڈراکون نے شاہ ہنگری کے اشارہ سے امیر البانیہ کو ساتھ لیکر بغاوت کر دی، مراد نے فوراً شکست دی اور اس کے ساتھ ہنگری کے بھی مزاج درست کر دیئے ۱۴۳۸ء مین سرویہ نے پھر بغاوت کر دی، سلطان نے اب کی بھی شکست دی اور سمندریہ فتح کر کے پایہ تخت بلغراد کے قریب تک پہنچ گیا، شاہ سرویہ نے بھاگ کر ہنگری مین پناہ لی مراد نے ٹرانسلونیا کی طرف فوج بھیجی، امیر ہونیا د ہنگری فوجون کا سردار تھا، لڑائی بہت سخت ہوئی بیس ہزار ترک مارے گئے، باقی بھاگ گئے، مراد نے پھر اسی ہزار

فوج بھیجی، لیکن اوسے بھی شکست ہوئی، اب ہونیاد کا نام سارے یورپ مین مشہور ہوگیا پوپ نے صلیبی جنگ (عیسائیون کا جہاد) کا اعلان کردیا، اور ہنگری کے علاوہ، پرشیا، پولینڈ اور سرویہ کی فوجون نے مل کر مسلمانون سے مقابلہ کیا، سلطان کو شکست ہوئی، ادھر ایشیاے کوچک مین بھی بغاوت ہوگئی، مجبوراً سلطان نے فلاخ کو چھوڑ دیا، سرویہ کے علاقے واپس کردیئے، اور ہنگری سے دس سال تک نہ لڑنے کا وعدہ کیا، اسی زمانہ مین سلطان کے بڑے بیٹے علاء الدین کا انتقال ہوا، ان سب باتون کا ایسا اثر ہوا کہ سلطان مراد نے سلطنت چھوڑ کر اپنے بیٹے محمد کو تخت پر بٹھا دیا،

اب عیسائی اور بھی شیر ہوگئے ۱۴۴۴ء مین صلحنامہ کے خلاف شاہ ہنگری نے ترکی ریاست بلغاریہ پر حملہ کردیا، مجبوراً پھر سلطان مراد کو میدان مین آنا پڑا، اورنہ کے مقام پر مقابلہ ہوا، عیسائیون کو بری طرح شکست ہوئی، خود ہونیاد سے بھی کچھ نہ ہوسکا اور بھاگتے ہی بنی، اس کے بعد محمد کو پھر تخت پر بٹھایا، لیکن انکشاری[۱] فوج کی بغاوت کی وجہ سے پھر انتظام ہاتھ مین لینا پڑا، جب یہ قابو مین آگئی، تو یونان پر چڑھائی کی، اتنے عرصہ مین ہونیاد بہت بڑا لشکر جمع کرکے پھر آگیا، سلطان بھی مقابلہ پر آیا، بڑی سخت لڑائی ہوئی، جسمین سلطان کو فتح ہوئی، اسکے بعد البانیہ پر اسکی شرارت کا مزہ چکھانے کیلئے حملہ کیا، اور سالانہ خراج کے وعدہ پر صلح کی، اسکے بعد مراد اورنہ واپس آیا جہان ۱۴۵۱ء مین وفات پائی،

---

[۱] جس طرح عباسیون نے ایرانی اور ترکی فوج بنائی تھی اسی طرح ترکون نے نومسلم عیسائیون کی ایک زبردست فوج تیار کی تھی جس سے انھین بڑی بڑی امیدین تھین، لیکن جس طرح عباسی اس فوج کے ہاتھون پریشان ہوئے تھے، اسی طرح اس نومسلم فوج نے ترکون کا ناطقہ بند کردیا، آگے چل کر اون کی شرارتون کے بہت سے حالات پڑھوگے، تو تمھین معلوم ہوگا کہ اس فوج نے ترکون کو کیسا سخت نقصان پہنچایا،

(۸)

سلطان محمد فاتح

محمد فاتح کے زمانہ مین بہت سی عیسائی حکومتون سے لڑائی رہی جسمین سلطان کو کامیابی ہوئی، لیکن اس کا سب سے بڑا کام قسطنطنیہ کی فتح ہے، رسول اللہ صلعم کی بشارت کی وجہ سے مسلمانون کو اس کی فتح کا بڑا شوق تھا، چنانچہ شروع ہی سے لوگ کوشش کرتے رہے، اور حضرت معاویہؓ کے وقت سے سلطان مراد دوم کے وقت تک آٹھ حملے کئے گئے، لیکن یہ فتح تو سلطان محمد فاتح کی قسمت مین لکھی ہوئی تھی، ۸۵۵ھ مین بادشاہ ہوتے ہی تیاری شروع کردی، اور ۸۵۷ھ مین شہر پر قبضہ کرلیا اور ادرنہ کے بجاے اسے پایہ تخت قرار دیا، اس وقت سلطان کی عمر صرف چھبیس ۲۶ سال کی تھی،

قسطنطنیہ کے علاوہ سلطان محمد فاتح نے اور بھی بہت سے ملک فتح کئے، اسنے سرویا اور بوسینیا کو فتح کرکے اپنی سلطنت مین شامل کرلیا، اس نے البانیا کے باغیون کو شکست دیکر وہان اپنی حکومت پھر قائم کردی، اس نے جمہوریہ وینس پر حملہ کرکے اسکے جزیرہ نگروپونٹ پر قبضہ کرلیا، اس نے یونان اور بحرایجین کے جزیرون مین اپنی حکومت قائم کی، اور بحر اسود کے ساحل پر سینوپ اور طربزان کے شہرون کو فتح کیا، اس کے بعد کریمیا پر جو چنگیز خان کی اولاد کی حکومت مین تھا قبضہ کرلیا، سب سے آخر ایک ترکی جنرل نے اٹلی کے جنوبی ساحل پر اترکر اوٹرانٹو کا قلعہ فتح کرلیا، اس کے بعد روم ہی

کی فتح کا قصد تھا، اور سلطان اس کے لئے تیاریان کر رہا تھا، مگر ۸۸۶ھ مین اسکا انتقال ہو گیا
سلطان محمد فاتح بڑا بہادر سلطان تھا، جنگ کا اسے خاص ملکہ تھا، اسی وجہ سے
اکثر لڑائیون مین فتح اسی کی ہوتی تھی، لیکن وہ صرف ملک فتح کرنے پر بس نہین کرتا تھا،
جو ملک فتح کرتا، اوس کی حکومت کا انتظام بھی بہت اچھے طریقہ پر کر دیتا تھا، اُسکو رعایا
کی بھلائی کا بہت خیال تھا، اور عیسائیون کے ساتھ خاص طور پر نرمی کرتا تھا، علم کا بھی
اسے نہایت شوق تھا، بڑے بڑے عالمون کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا تھا، اور اون سے
بحث مباحثہ کرنے مین دلچسپی لیتا تھا، نہایت ذہین اور قابل تھا، شاعر بھی بڑے درجہ
کا تھا، اس کے اشعار ترکی زبان مین بہت شہرت رکھتے ہین،

(۹)

سلطان بایزید دوم

سلطان محمد کے بعد بایزید بادشاہ ہوا، یہ مزاج کا نرم تھا، اس لئے کچھ زیادہ لڑائیان
نہین ہوئین، اس زمانہ مین ایران مین شاہ اسمٰعیل صفوی کی حکومت تھی، یہ شیعہ مذہب تھا،
اس کی کوشش تھی کہ سارا ایران بھی مذہب اختیار کرلے، ترک چونکہ سنی تھے، اِس لئے
اسے ان سے عداوت تھی، اور کبھی کبھی آپس مین جھڑپ ہوتی رہتی تھی،

اس زمانہ مین ایک بہت ہی خاص واقعہ پیش آیا، اندلس کے حالات تو پیچھے پڑھ
چکے ہو تمھین یاد ہوگا کہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ مین طارق نے صرف بارہ ہزار
سوارون سے یہ ملک فتح کیا تھا، اس کے بعد وہان سینکڑون برس تک بڑی شان و

شوکت سے اسلامی حکومت قائم رہی آخر مین آپس ہی مین جھگڑے شروع ہوئے جنھون نے مسلمانون کو چور چور کر دیا، اور بایزید کے زمانہ مین ان کی حکومت بالکل ختم کر دی، حالات تو تھین معلوم ہین، یہان صرف یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اندلس کے آخری بادشاہ ابوعبداللہ نے اس مصیبت مین تمام مسلمان بادشاہون سے مدد مانگی تھی لیکن افسوس کہ کسی نے بھی توجہ نہ کی، بایزید قریب تھا لیکن اس نے بھی زیادہ خیال نہین کیا، اور صرف ایک معمولی سا بیڑا بھیج دیا، نتیجہ ظاہر ہے مسلمان چن چن کر مارے گئے، اور چند ہی دن مین سارا ملک انھین سے نہین بلکہ اون کی ایک ایک چیز سے خالی ہوگیا، مسجدین گرائی گئین، محل کھود دے گئے، مکان برباد کئے گئے، کتب خانے جلائے گئے، غرض کہ آن کی آن مین صدیون کی محنت پر پانی پھر گیا،

۹۱۸ھ مین بایزید نے وفات پائی،

(۱۰)

سلطان سلیم اوّل

بایزید اپنے بعد شہزادہ احمد کو بادشاہ بنانا چاہتا تھا لیکن انکشاری فوج اس سے خوش نہ تھی، اسلئے اونھون نے شہزادہ سلیم کو بادشاہ بنایا، احمد اور کرکود دونون بھائیون نے مقابلہ کیا لیکن شکست کھاکر قتل ہوئے، شاہ اسمٰعیل صفوی کا ذکر آچکا ہی، مذہبی اختلاف کی وجہ سے سلطان سلیم سے بھی مقابلہ ہوا، سلیم نے ایران پر چڑھائی کی شاہ ایران کو شکست ہوئی، اور ترک تبریز مین داخل ہوگئے، اس لڑائی مین مصر کی ماتحت ریاست

ذوالقدریہ نے ترکون کی راہ مین رکاوٹ ڈالی تھی، اسلئے فتح کے بعد اوس کا امیر گرفتار کر کے قتل کرا دیا گیا، معاملہ یہین پر ختم ہوگیا تھا، لیکن شامت کے مارے بادشاہ مصر قانصوہ غوری نے سلطان سلیم کو لکھا کہ ذوالقدریہ مین میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے اس پر سلیم کو بیحد غصہ آیا، اور فوراً مصر کی طرف فوج لیکر چل کھڑا ہوا، غوری لڑائی مین مارا گیا، اور شام و فلسطین پر ترکون کا قبضہ ہوگیا، مصر مین غوری کی جگہ طومان بائے بادشاہ تھا، اس نے مقابلہ کیا، لیکن یہان بھی ترکون کو فتح ہوئی، طومان بائے مارا گیا، اور سارا مصر ترکی حکومت مین شامل ہوگیا، اوس وقت یہان متوکل علی اللہ سوم عباسی خلیفہ تھا، سلیم اسے اپنے ساتھ قسطنطنیہ لیتا گیا، جہان جامع ایا صوفیہ مین اوس نے تبرکات خلافت یعنی تلوار، علم اور چادر نبوی سلطان سلیم کے حوالہ کی اور اس دن سے سلطان ٹرکی مسلمانون کا خلیفہ ہوگیا، اس کے بعد سلطان نے سمندر کی راہ سے جزیرہ روڈس اور خشکی کے راستہ سے ایران پر حملہ کی تیاری شروع کی تاکہ اس طرف سے ہمیشہ کے لئے اطمینان ہو جائے، لیکن زندگی نے ساتھ نہ دیا، اور ۸ شوال (عید) ۹۲۶ھ کو انتقال ہوگیا،

(۱۱)

سلطان سلیمان اعظم

سلطان سلیم کے بعد سلیمان تخت پر بیٹھا، یہ بڑا زبردست بادشاہ تھا، اس نے شام کی بغاوت ختم کی، روڈس، ہنگری اور بلغراد کو فتح کر لیا، اور آسٹریا کے دارالسلطنت

(صدر مقام) ویانا تک اسلامی فوجین پہونچا دین، الجزائر خود وہان کے حاکم خیر الدین پاشا نے حوالہ کر دیا،

اس زمانہ مین ساری دنیا پر ترکون کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی، اور تمام سلطنتین انکے نام سے لرزتی رہتی تھین، اس وقت موقع تھا کہ ساری دنیا پر مسلمانون کا قبضہ ہو جاتا لیکن افسوس کہ ایران سے میل نہ ہو سکا، اسمٰعیل صفوی تو مر چکا تھا، لیکن اوس کا بیٹا طہماسپ اس سے بھی زیادہ سخت تھا، اس نے جو دیکھا کہ سلیمان یورپ کی لڑائیون مین لگا ہوا ہے، تو فوراً آگے بڑھکر تبریز پر قبضہ کر لیا، سلیمان سنتے ہی آگ ہو گیا، فوراً ایران پر حملہ کر دیا، اور تبریز فتح کر لیا، ان کے بعد بغداد پر بھی قبضہ کر لیا،

۹۷۴ھ مین سلطان سلیمان نے نقرس کے عارضہ مین وفات پائی،

(۱۲)

سلطان سلیم دوم،

سلیمان اعظم کے بعد شاہزادہ مصطفےٰ بادشاہ ہونے والا تھا، لیکن سلطان کی روسی بیوی اپنے بیٹے سلیم کی بادشاہت چاہتی تھی، اس نے کچھ ایسی ترکیبین لڑائین کہ مصطفےٰ اور اوس کے دوسرے بھائی خود سلطان کے حکم سے قتل کئے گئے، اور صرف سلیم باقی رہ گیا، جو سلطان کے بعد تخت پر بیٹھا،

سلیم دوسرے ملک کیا فتح کرتا، اس مین تو اپنا ملک بچانے کی بھی لیاقت نہ تھی، وہ تو کہو صدر اعظم (وزیر) محمد پاشا کچھ ایسا عقلمند اور تجربہ کار وزیر تھا کہ سلطنت

کی ساکھ باقی رہی، ورنہ ملک کے جانے مین کیا کسر رہی تھی، اسی کا دم تھا جس نے قبرص فتح کیا، یمن کی بغاوت ختم کی، آسٹریا اور فرانس کو دبائے رکھا، اور ٹیونس کو اسپین کے ہاتھ سے چھین لیا، اور سب سے بڑھکر یہ کہ پوپ، وینس اور اسپین کے زور کو توڑا جنھون نے مل کر ترکون کو ختم ہی کر ڈالنے کی ٹھان لی تھی،

سنہ ۹۸۲ھ مین سلیم کا انتقال ہوا،

(۱۳)

سلطان مراد سوم

مراد باپ کی جگہ بادشاہ ہوا، یہ بڑا عیاش مزاج تھا، تخت پر بیٹھتے ہی بھائیون کو قتل کرایا، محمد پاشا اب صدر اعظم (وزیر) تھا جس کی وجہ سے سلطنت کو زیادہ نقصان نہین پہونچنے پایا، ورنہ یہان تو حالت یہ ہوگئی تھی کہ محل کی بیگمین تک سلطنت کے کامون مین دخل دینے لگی تھین، فوج جس پر سب کچھ بھروسا تھا شرارت اور سرکشی پر تلی ہوئی تھی، لیکن صدر اعظم (وزیر) نے اپنی حکمت عملی سے سب کو دبائے رکھا، اس کے ساتھ مراکش کو پرتگال سے بچا کر ترکی حکومت مین شامل کیا، ایران کا زور کم کیا، اور یورپ کی حکومتون کو کسی نہ کسی طرح روکے رکھا،

سنہ ۱۰۰۳ھ مین مراد کا انتقال ہوا،

(۱۴)

سلطان محمد سوم

مراد کے بعد اوس کا بڑا بیٹا محمد تخت پر بیٹھا، اِس نے بھی پہلے ہی بھائیون پر ہاتھ صاف کیا، لیکن خیر بعد مین کسی قدر سنبھل گیا، اور سلطنت کی دیکھ بھال شروع کی، مراد کی فضول خرچی کا یہ حال تھا کہ صرف ترکاری کی قیمت اسی ہزار اشرفیان باقی تھین، محمد نے یہ سب قرض ادا کیا، فوج کی حالت خراب تھی، اس کی طرف توجہ کی، خود اون کے ساتھ لڑائی کے میدان مین گیا، اور دشمنون کو شکست دی، ایشیاے کوچک کی بغاوت ختم کی، شاہ ایران عباس صفوی کے مقابلہ مین فوجین بھیجین، لیکن یہ جنگ ابھی ختم نہین ہوئی تھی کہ ۱۰۱۲ء مین خود سلطان کا انتقال ہوگیا،

(۱۵)

سلطان احمد اوّل،

سلطان محمد کے بعد اس کا بڑا بیٹا احمد چودہ سال کی عمر مین بادشاہ ہوا، سلطنت کی حالت پہلے ہی سے خراب تھی، شاہ عباس فوجین لئے بڑھتا چلا آرہا تھا، ملک کے اندر جھگڑے فساد ہو رہے تھے لیکن خدا کے فضل سے وزارت مراد پاشا کے ہاتھ مین آگئی، جو بہت ہی لائق اور سمجھدار تھا، اس کی توجہ سے اندر کے جھگڑے مٹے، ملک مین امن قائم ہوا، آسٹریا سے ہنگری کی حکومت ملی، عباس کو بھی شکست ہوئی لیکن صلح میں

نہ ہونے پایا تھا کہ مراد پاشا کا انتقال ہوگیا، اور نصوح پاشا اس کی جگہ وزیر مقرر ہوا اس نے بہت ہی نرم شرطون پر معاملہ طے کرلیا، جس سے ترکی کو نقصان پہنچا سنہ ۱۰۲۶ھ کو سلطان محمد کی وفات ہوئی، چونکہ شاہزادہ عثمان کی عمر بہت کم تھی، اس لئے اپنے بھائی مصطفیٰ کیلئے بادشاہت کی وصیت کرگیا،

(۱۶)

سلطان مصطفیٰ اوّل

بھائی کی وصیت کے مطابق مصطفیٰ بادشاہ بنایا گیا، لیکن اوس کی ساری عمر محل مین عورتون کے پاس گذری تھی، اس لئے نہایت بے عقل اور سلطنت کے کامون سے بالکل ناواقف تھا، یہ حال دیکھکر تین ہی مہینے بعد امیرون نے اوسے تخت سے اتارکر شاہزادہ عثمان کو بادشاہ بنایا،

(۱۷)

سلطان عثمان دوم

عثمان کے تخت پر بیٹھتے ہی بولونیا کے امیر نے شرارت شروع کی، عثمان خود فوج لے کر گیا، لیکن انکشاریہ (نومسلم عیسائی فوج) نے لڑنے سے انکار کردیا، اور ترکون کو شکست ہوئی، مجبوراً عثمان صلح کرکے واپس آگیا، لیکن انکشاریہ کی اس شرارت سے سخت ناراض تھا، چنانچہ اوس نے نئی فوجین بھرتی کین، اور جب وہ ٹھیک ہوگئین تو انکشاریہ کو نکالنا شروع کیا، اس پر اونھون نے بغاوت کردی، اور ۹ رجب سنہ ۱۰۳۱ھ

کو سلطان مصطفیٰ کو دوبارہ تخت پر بٹھایا، عثمان کو گھسیٹتے اور گالیان دیتے ہوئے لائے، اور قلعہ کے سامنے قتل کر ڈالا، اس گڑبڑ مین ملک کا انتظام اور خراب ہو گیا، جگہ جگہ امیرون اور سرداروں نے اپنی خودمختاری کا اعلان کر دیا، خود خاص قسطنطنیہ مین ڈیڑھ برس تک لوٹ مار ہوتی رہی، آخر مین علی پاشا کمان کش صدر اعظم ہوا، تو اوس کی کوشش سے پھر امن قائم ہوا، مصطفےٰ تخت سے اتارا گیا، اور ۱۰۳۲ھ مین سلطان احمد کا تیسرا بیٹا مراد بادشاہ بنایا گیا،

(۱۸)

سلطان مراد چہارم

تخت پر بیٹھتے وقت مراد کی عمر چودہ سال کی تھی، اس لئے کچھ دن تک سارا انتظام وزیرون کے ہاتھ مین رہا، انکشاری فوج کی شرارت کا حال تو تم پڑھ چکے ہو، عین لڑائی کے وقت انکار تو کیا ہی کرتے تھے، اب اون کی ہمت یہان تک بڑھی کہ خود سلطان کے سامنے وزیر اعظم کو قتل کر دیا، مراد کو اس حرکت پر سخت غصہ آیا، اوس نے انتظام اپنے ہاتھ مین لیا، اور تھوڑے دنون مین اون کی قوت توڑ دی،

بغداد ایرانیون کے قبضہ مین چلا گیا تھا، سلطان مراد نے اوسے واپس لیا، پولونیا کی بغاوت ختم کی اگر کچھ اور زندگی رہتی تو مراد ترکون کو پھر انتہائی ترقی پر پہنچا دیتا، لیکن افسوس ۱۰۴۹ھ کو صرف تیس برس کے سن مین وفات پائی،

(۱۹)

سلطان ابراہیم

بھائی کے مرنے پر بادشاہ بنایا گیا، یہ پاگل سا آدمی تھا، دن رات کھیل کود اور بیوقوفی کی باتون مین لگا رہتا، یہ دیکھکر انکشاریہ نے پھر زور پکڑا، ابراہیم نے اون کے سردارون کو قتل کرانا چاہا، لیکن اونھون نے خود اوسی کو تخت سے اتار دیا، اور سنہ ۱۰۵۳ھ مین اوس کے سات برس کے بچے محمد کو تخت پر بٹھادیا،

(۲۰)

سلطان محمد چہارم

سلطنت کا انتظام پہلے ہی سے خراب تھا، محمد کی کمسنی کی وجہ سے اور بھی ابتری پھیلی، اور اندر و باہر ہر جگہ وہ ادھم مچا کہ خدا کی پناہ، وہ تو اللہ نے خیر کی کہ محمد پاشا کوپریلی صدر اعظم ہوگیا، ورنہ سلطنت کے جانے مین کوئی کسر نہین رہ گئی تھی، محمد پاشا نے انکشاری فوج کو قابو مین کیا، رومی بطریق کو جس کی شرارت سے وینس نے حملہ کیا تھا، پھانسی دی، پھر وینس کے جنگی جہازون کو شکست دیکر بھگا دیا، اور سارے مقامات چھین لیے ٹرانسلونیا اور رومانیہ کو دبایا،

سنہ ۱۰۷۲ھ مین یہ لایق وزیر انتقال کرگیا، اس کے بعد اس کا بیٹا احمد پاشا کوپریلی وزیر ہوا، اس نے بھی باپ کی طرح سارا انتظام درست رکھا، سنہ ۱۰۸۸ھ مین یہ بھی وفات پاگیا، اور اس کا بہنوئی قرہ مصطفیٰ وزیر ہوا، اس کے زمانہ مین بھی حالت اچھی رہی،

لیکن اتفاق سے آسٹریا کے مقابلہ مین شکست کھا گیا، اس پر سلطان نے ناخوش ہو کر اسے ہٹا دیا، اور اوس کی جگہ ابراہیم پاشا کو وزیر بنایا، لیکن اس مین وہ بات کہان تھی، نتیجہ یہ ہو کہ آسٹریا نے ہنگری واپس لے لی، وینس نے موره پر قبضہ کر لیا، یہ دیکھ کر سلطان نے سلیمان کو مقرر کیا، سلیمان نے بوداپسٹ پر چڑھائی کی، لیکن کامیابی نہ ہو سکی، اب سلطان نے سیاوش پاشا کو مقرر کیا، لیکن فوج اوس سے خوش نہ تھی، اس لئے بغاوت کر دی، سلطان محمد سیر وشکار مین لگا ہوا تھا، اور سلطنت سے بالکل غافل تھا، اس لئے مفتی کے فتوی پر ۱۰۹۹ھ کو وہ تخت سے اتار دیا گیا، اور اس کی جگہ اوس کا بھائی سلیمان بادشاہ بنا یا گیا،

(۲۱)

سلطان سلیمان دوم

فوج نے بڑا ادھم مچایا تھا، ہر جگہ لوٹ مار ہو رہی تھی، سلیمان نے بڑی مشکل سے کسی طرح اوسے قابو مین کیا، اس گڑبڑ مین آسٹریا نے بلغراد فتح کر لیا، سلطان نے محمد پاشا کوپریلی کے پوتے مصطفےٰ پاشا کو وزیر بنایا، مصطفےٰ نے سب سے پہلے فوج کو قابو مین کیا، پھر باہر مقابلہ کے لئے نکلا، اور دشمنون کو شکست دیکر سلطنت کا رعب پھر سے قائم کیا،

۱۱۰۲ھ مین سلطان سلیمان دوم نے انتقال کیا، یہ بڑا نیک، علم دوست اور عابد و زاہد تھا، یہان تک کہ شروع مین سلطنت تک سے انکار کر دیا تھا، بڑی مشکلون سے کہہ سن کر لوگون نے اوسے راضی کیا،

(۲۲-۲۳)

احمد دوم - مصطفےٰ دوم ؒ

سلطان سلیمان کے کوئی اولاد نہ تھی، اسلئے اس کا بھائی احمد تخت پر بیٹھا، اس کے زمانہ مین کوئی خاص بات نہین ہوئی، سوائے اس کے کہ جزیرہ ساقز پر وینس کا قبضہ ہوگیا ۱۱۰۶ھ مین اس کا انتقال ہوگیا، اس کے بعد سلطان محمد چہارم کا بیٹا مصطفےٰ دوم تخت پر بیٹھا، یہ بڑا بہادر تھا، خلیفہ ہونے کے تیسرے ہی دن پولونیا پر چڑھائی کردی کئی مقامات چھین لئے، پیٹر اعظم (شاہ روس) ازاق فتح کرکے بحیرہ اسود مین روسی بندرگاہ بنانا چاہتا تھا، سلطان مصطفےٰ نے اسے وہان سے ہٹا دیا، پھر ہنگری پر حملہ کیا، اور اوسے بھی شکست دی، ۱۱۰۸ھ مین آسٹریا کو بھی ہرایا، لیکن اتفاقاً آسٹریا کے سپہ سالار اوجین نے اچانک حملہ کیا، جس سے ترکون کو سخت نقصان پہنچا، اون کے بڑے بڑے سردار یہان تک کہ وزیر اعظم بھی مارے گئے، پیٹر نے سلطان کو ادھر پھنسا دیکھکر ازاق پر قبضہ کرلیا، آخر ۱۱۱۱ھ مین ترکی کا روس، پولونیا، آسٹریا اور وینس کے ساتھ عہدنامہ ہوا، اس مین طے پایا کہ ہنگری اور ٹرانسلوینیا، آسٹریا کو، یوکرین پولونیا کو، ازاق روس کو، مورہ اور ڈلماسیا وینس کو دیدیئے جائین، اور آیندہ سے آسٹریا ترکی کو کوئی خراج نہ دے،

اس عہدنامہ سے ترکی کو سخت نقصان پہنچا، اس کے بعد ترکون کا رعب جاتا رہا، یورپ کی حکومتون نے آپس مین طے کیا کہ ترکون کو نہ صرف یہی کہ آگے بڑھنے سے روکا جائے، بلکہ انھین یورپ سے نکال دیا جائے، تاکہ اسلام عیسائیون کے مقابلہ مین باقی

نہ رہ سکے، حسین پاشا کوپریلی وزیر اعظم تھا، اس نے حالت سنبھالنے کے لئے ملک کا انتظام درست کرنا شروع کیا، حسین پاشا کی مستعدی سے امید ہو چلی تھی کہ بس تھوڑے دنون مین ترک پھر ترقی کرین گے، لیکن شیخ الاسلام فیض اللہ آفندی کو بلا وجہ ایسی عداوت ہو گئی کہ اوسے برطرف کرا کے چھوڑا، اس کے بعد مصطفٰے پاشا وزیر ہوا، لیکن اوسے بھی شیخ الاسلام نے ہٹوا دیا، اور رامی پاشا کو مقرر کرایا، جس نے شیخ الاسلام کے چارون بیٹون کو بڑے بڑے عہدے دیئے، لیکن فوج خوش نہ تھی، مگر سلطان نے اوسے نہ ہٹایا، نتیجہ یہ ہوا کہ فوج نے خود سلطان کو ہٹا دیا،

(۲۴)

سلطان احمد سوم،

مصطفٰے دوم کے بعد اس کا بھائی احمد تخت پر بیٹھا، شیخ الاسلام فیض اللہ آفندی کو جن کی وجہ سے سارا جھگڑا ہوا تھا، انکشاری فوج نے قتل کر ڈالا، سلطان نے اپنے داماد حسن پاشا کو وزیر اعظم بنایا، جس نے پھر سے امن و امان قائم کیا،

روس سے جنگ ہوئی، جس مین شاہ روس پیٹر اور اس کی ملکہ کیتھرائن دونون قلعہ مین گھر گئے، لیکن سپہ سالار محمد پاشا نے رشوت لے کر معمولی سا عہد نامہ لکھا کر چھوڑ دیا، سلطان نے اس بے ایمانی پر اسے علیحدہ کر دیا، اور اوس کی جگہ یوسف پاشا کو مقرر کیا، اس نے روس سے طے کیا کہ سات برس تک کوئی لڑائی نہ ہو گی، لیکن چند ہی مہینے بعد روس نے لڑائی شروع کر دی، مگر چونکہ ہالینڈ اور انگلستان کو اس مین اپنی تجارت کے نقصان کا ڈر تھا، اس لئے اونھون نے بیچ مین پڑ کر صلح کرا دی، ۱۱۲۷ھ مین ماٹی نگرو

نے بغاوت کی علی پاشا نے شکست دی، لیکن پھر آسٹریا کے سپہ سالار اوجین کی وجہ سے شکست ہوئی اور بلغراد اور سرویہ کا ایک بڑا حصہ ترکون کے ہاتھ سے نکل گیا،

ایران مین میراشرف نے شاہ طہماسپ کو نکال دیا، اس گڑبڑ کے موقع پر ترکون نے آرمینیا اور گرجستان کے علاقون پر قبضہ کرلیا، شاہ طہماسپ نادرشاہ کی مدد سے پھر بادشاہ ہوگیا، اب اوس نے اپنے علاقے ترکون سے واپس مانگے لیکن سلطان اور وزیر دونون رنگ رلیان منا رہے تھے، ادھر کون توجہ کرتا، آخر طہماسپ نے بڑھکر تبریز پر قبضہ کرلیا، اور ترکی فوجون کو مار کر نکال دیا، فوجی سردارون نے غصہ مین آکر صدر اعظم ابراہیم پاشا کو قتل کرڈالا، اور سنہ ۱۱۴۳ھ مین سلطان کو تخت سے اتار کر اوس کے بھیجے محمود کو باشاہ بنایا،

(۲۵)

سلطان محمود اوّل

سنہ ۱۱۴۳ھ مین تخت پر بیٹھا، یہ بڑا علم دوست اور منتظم تھا، کئی کتبخانے قائم کئے،

اس زمانہ مین ایران مین نادرشاہ افشار بادشاہ تھا، اوس نے بار بار ترکی پر حملے کئے، پہلا حملہ سنہ ۱۱۴۹ھ مین ہوا، جسمین صلح ہوگئی اور طے پایا کہ سلطان مراد کے زمانہ مین دونون حکومتون کی جو حدین تھین وہی اب بھی قائم رکھی جائین، لیکن سنہ ۱۱۵۹ھ مین دوسرا حملہ ہوا، اس مین ترکون کو فتح ہوجاتی لیکن عین وقت پر اون کا سردار یکن پاشا وفات پاگیا، اس لئے شکست اوٹھانی پڑی، اس زمانہ مین روسیون کو موقع مل گیا اور اونھون نے آسٹریا کو اپنے ساتھ ملاکر ترکون پر حملہ کردیا، لیکن شکست کھائی، اور

اس شرط پر صلح کی کہ آسٹریا، بلغراد اور روس ازاق ترکون کو دیدے، اور آیندہ سے بحیرہ اسود مین کوئی جنگی جہاز نہ رکھے،

۱۱۶۸ھ مین ایک دن سلطان محمود جمعہ کی نماز پڑھکر واپس آرہے تھے کہ راستہ مین گھوڑے ہی پر انتقال ہوگیا،

(۲۶)

سلطان عثمان سوم،

عثمان بھی سلطان مصطفیٰ دوم کا بیٹا تھا، بھائی کے انتقال کے بعد تخت پر بیٹھا، اور تین برس کے بعد ۱۱۷۱ھ مین وفات پائی، اس کے زمانہ مین کوئی خاص بات نہین ہوئی،

(۲۷)

سلطان مصطفیٰ سوم

سلطان عثمان کے بعد سلطان احمد سوم کا لڑکا سلطان مصطفیٰ سوم کے نام سے بادشاہ ہوا، اوس کے زمانے مین روس نے پھر زور باندھا، اور آسٹریا اور پرشیا کو ملاکر لڑائی شروع کردی، اس کے ساتھ ہی اپنی ترکیب سے اِدھر اُدھر بغاوت بھی شروع کرادی، مصر کے گورنر علی بک پر اس کا بہت اثر پڑا، اوس نے دمشق، بیت المقدس وغیرہ فتح کرکے ارادہ کیا کہ اناطولیہ پر بھی حملہ کرے کہ اتنے مین مصر کا ایک شخص امیر محمد بک ابوذہب کھڑا ہوگیا، اور علی بک کا سر کاٹ کر ۱۱۸۷ھ مین قسطنطنیہ بھیجدیا،

روس سے صلح کی بات چیت کی گئی لیکن اس نے شرطین ایسی سخت لگائین کہ سلطان کسی طرح راضی نہ ہوسکا، ان فکرون کا سلطان پر ایسا اثر پڑا کہ ۱۱۸۰ھ مین انتقال کر گیا

(۲۸)

سلطان عبدالحمید اوّل

سلطان مصطفیٰ کے انتقال کے بعد اوس کا بھائی عبدالحمید اول خلیفہ ہوا، یہ اگرچہ نیک مزاج اور پرہیزگار تھا، لیکن حکومت کے کامون سے بالکل ناواقف تھا، صدر اعظم خلیل پاشا اور خواجہ یوسف کی ہمت وتدبیر نے کچھ کام کیا، لیکن سلطنت پہلے ہی سے کمزور تھی، خلیفہ کی کمزوری اور بے سمجھی نے اسے اور کمزور کردیا، مصر وایران کے جھگڑے توکسی نہ کسی طرح دبا دیئے گئے، لیکن روس کا زور نہ ٹوٹ سکا، اور کریمیا کی ریاست بھی ہاتھ سے جاتی رہی، آخر مجبوراً انہی شرطون پر صلح کرنی پڑی جو سلطان مصطفیٰ سوم کے زمانہ مین نامنظور کی جاچکی تھین، اِس طرح کریمیا کے علاوہ کرجستان، چرکس اور قلعہ ازاق روس کے قبضہ مین چلے گئے ۱۲۰۳ھ مین سلطان حمید کا انتقال ہوگیا،

(۲۹)

سلطان سلیم ثالث

عبدالحمید اول کے بعد مصطفیٰ سوم کا لڑکا سلیم بادشاہ ہوا، اس وقت ملک عجب ابتری کی حالت مین تھا، فوج بے قابو تھی، ملک کے اندر بغاوتین ہو رہی تھین، باہر کی سلطنتین دانت لگائے ہوئے تھین، روس واسٹریا

تو پہلے ہی سے دشمن تھے، اب فرانس سے بھی لڑائی شروع ہو گئی، آسٹریا اور روس سے
تو خیر اونے یو نے صلح ہو گئی، جس مین ترکون کو تھوڑا بہت فائدہ ہوا یعنی آسٹریا
سے بلغراد اور سرویہ واپس مل گیا، اور پہلی حد باقی رہی، لیکن نپولین (فرانسیسی جنرل)
سے کافی معرکے رہے، وہ تو کہو انگریز اور روسی بھی فرانس کے دشمن تھے، اس لئے
وہ بھی ترکون کے ساتھ شریک ہو گئے، ورنہ بڑی مشکل ہوتی، اِن لوگون کی مدد سے
بڑا فائدہ پہونچا، اسی درمیان مین خود فرانس نے آسٹریا سے شکست کھائی اور سارے
ملک مین گڑبڑ مچ گئی، نپولین پہلے ہی پریشان تھا، یہ خبر جو سنی تو اور گھبرا گیا، اور راتون
رات چھپکر فرانس چل دیا، وہان حکومت کا طریقہ بدل گیا، اور خاندانی و شخصی حکومت[۱]
کی جگہ جمہوری حکومت قائم ہو گئی، اور نپولین اوس کا صدر بنا یا گیا، اب فرانس
کی روش بدل گئی، نپولین نے ترکی حکومت کو لکھا کہ روس اور انگریز ترکون کے دشمن
ہین، روس یونان پر قبضہ کر چکا ہے، اور انگریز مصر کی فکر مین ہین، ترکون کو چاہئے کہ پہلے
کی طرح فرانس سے دوستی رکھین، اسی مین اون کا فائدہ ہے، ترکون کی بھی یہی رائے
تھی، لہذا معاملہ طے ہو گیا، اور ایک نیا عہد نامہ لکھدیا گیا، جسمین فرانس نے مصر
اور یونان پر ترکی حکومت مان لی، اور ترکون نے اپنی سلطنت مین پہلے کی طرح
فرانس کو تجارت کا حق دیدیا،

سلطان سلیم بڑا سمجھدار بادشاہ تھا، اوس نے دیکھا کہ جب تک فوج درست

---

[۱] شخصی حکومت مین رعایا کو کوئی دخل نہین ہوتا ہے، بلکہ سارا اختیار بادشاہ کو ہوتا ہے، جب وہ مرجاتا ہے تو پھر اوسکے خاندان کا کوئی آدمی گدی پر بیٹھ جاتا ہے، لیکن جمہوری حکومت مین رعایا بادشاہ منتخب کرتی ہے جو صدر کہلاتا ہے اور رعایا کے منتخب کردہ ممبرون کی صلاح سے حکومت کرتا ہے،

نہ ہوگی، یون ہی حالت تباہ رہیگی، اس لئے اس طرف توجہ کی، جنگی مدرسے قائم کئے، ترکی زبان مین جنگ کے متعلق کتابین تیار کرائین، جنگی جہاز بنوالئے، توپین ڈھالنے کے کارخانے قائم کئے، لیکن افسوس اسے زیادہ موقع نہ ملا، انکشاری فوج اور دوسرے امیرون نے اپنا اثر کم ہوتے دیکھا تو بغاوت کردی، پہلے نئے وزیرون کو قتل کرایا، پھر خود سلطان کو تخت سے اتار دیا، (۱۲۲۲ھ)

(۳۰)

سلطان مصطفیٰ چہارم

سلطان سلیم کی جگہ سلطان عبدالحمید اول کے لڑکے مصطفیٰ کو تخت پر بٹھایا گیا، اس نے بادشاہ ہوتے ہی، سلطان سلیم کے زمانہ کی تمام اصلاحات (یعنی ساری اچھی اور عمدہ باتین اور مناسب قاعدے) واپس لے لین اور پھر وہی پرانی چال شروع ہوگئی، اس وقت روس سے جنگ ہو رہی تھی، خبر پہونچی تو انکشاری بہت خوش ہوئے، صدر اعظم حلمی پاشا نے افسوس کیا تو اونھین بھی مار ڈالا، وہ تو کہو روس نپولین سے لڑ رہا تھا، ورنہ معلوم نہین ترکی پر کیسی تباہی آتی، لیکن روس نپولین سے ہار گیا، اور مجبوراً ترکون سے صلح کرنی پڑی، اس کے بعد روس نے چپکے سے نپولین سے طے کر لیا کہ دونون مل کر ترکی سے لڑین اور سارا ملک آپس مین بانٹ لین، ادھر ترکی کی حالت بالکل تباہ تھی، وہ تو اللہ نے خیر کی کہ سلطان سلیم کے زمانے کے چار پانچ آدمی باقی رہ گیے تھے، وہ فوج لے کر قسطنطنیہ آئے کہ سلطان سلیم کو پھر بادشاہ بنا دین، لیکن یہان پہونچے تو سلطان سلیم قتل ہو چکے تھے، مجبوراً سلطان عبدالحمید اول کے لڑکے محمود کو تخت پر بٹھایا، (۱۲۲۳ھ)

(۳۱)

سلطان محمود ثانی

محمود نے علمدار مصطفیٰ کو جس کی کوشش سے یہ سارا انقلاب ہوا تھا صدر اعظم بنایا اور سلطان سلیم کی فوجی اصلاحات پھر جاری کردیں، انکشاریہ نے پھر بغاوت کی اور صدر اعظم علمدار مصطفیٰ کو قتل کردیا، مجبوراً سلطان نے اصلاحات واپس لے لیں، روس نے پھر چڑھائی کی، اور زبردستی دوسرا معاہدہ لکھایا، جس کے بعد ٹرکی کا کافی علاقہ روس کے قبضہ مین چلا گیا، یہ حالت دیکھکر یونان نے بھی ہاتھ پیر نکالے، اور انگلستان، روس اور فرانس کی مدد سے جنگ شروع کردی، نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بھی ترکون کے ہاتھ سے نکل گیا، الجزائر پر فرانس نے قبضہ کرلیا، سرویہ روس کی مدد سے آزاد ہوگیا، غرض کہ حالت روز بروز خراب ہونے لگی، اس عام تباہی کے زمانہ مین عرب سے ایک امید کی کرن پھوٹی اور آس بندھی کہ اب پھر اسلام کا نور دنیا کے کونے کونے مین پھیل جائیگا، یاد ہوگا کہ عرب پہلے کچھ نہ تھے لیکن اسلام کے اثر سے انہی عربون نے چند برس مین ساری دنیا کو ہلا ڈالا تھا، بعد کو عباسیون کے زمانے مین ایسی صورتین پیش آئین، کہ وہ دھیرے دھیرے حکومت سے الگ ہوگئے، اس کے بعد سے پھر وہ الگ ہی رہے، رفتہ رفتہ ان سے دینی اثر بھی کم ہونے لگا، اور وہ شرک و بدعت اور دوسری برائیون مین پھنس گئے، اس زمانہ مین وہان ایک بزرگ شیخ محمد بن عبدالوہاب پیدا ہوئے، انھین یہ حالت دیکھکر سخت رنج ہوا، اونھون نے خیال کیا کہ اگر کسی طرح دینی رنگ پھر پیدا ہوجائے،

تو بھی عرب ساری دنیا مین پھر اجالا پھیلا سکتے ہین، یہ سوچ کر اونھون نے وعظ ونصیحت شروع
کی، چند ہی دنون کی کوشش سے پھر عربون مین دینی حرارت اور مذہبی جوش پیدا ہوگیا، اور
اور وہ اللہ ورسول کے نام پر زندگیان قربان کرنے لگے، اور یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ اسلام مین
ایسا اثر ہے کہ اس پر عمل کرتے ہی دین ودنیا مین ہر قسم کی ترقی کے دروازے کھل جاتے ہین،
چنانچہ اب بھی وہی ہوا، اور وہی جاہل ووحشی بدو ایسی ترقی کر گئے کہ اونھون نے نجد
مین اپنی ایک اچھی خاصی حکومت قائم کرلی، اس کے بعد ساری دنیا کو اسی رنگ
مین رنگنے کے لئے آگے بڑھے، سب سے پہلے مکہ مدینہ کا ارادہ کیا، کیونکہ یہی مسلمانون کے
مرکز تھے، اگر یہان اصلاح ہوجائے تو پھر ساری دنیا درست ہوجائے، چنانچہ
اونھون نے حجاز پر قبضہ کرلیا، اوس کے بعد عراق وشام کی طرف بڑھے، اب سلطان
کو کھٹکا ہوا کہ کہین یہ لوگ ساری سلطنت پر قبضہ نہ کرلین، اس لیے عراق کے حاکم
کو لکھا کہ ان کا مقابلہ کرین، لیکن اس سے کچھ نہ ہوسکا تو عراق، شام اور جدہ کے
حاکمون نے مل کر مقابلہ کرنا چاہا لیکن کامیابی نہ ہوسکی، اب سلطان محمود نے
مصر کے صوبہ دار محمد علی پاشا کو حکم بھیجا اور کہا کہ کامیابی کے بعد نجد کا علاقہ بھی اسی
کی ماتحتی مین دیدیا جائیگا، محمد علی پاشا نے بہتیرا زور لگایا، لیکن جب تک نجدیون
کا سردار سعود بن عبدالعزیز زندہ رہا، کچھ نہ ہوسکا، سعود کے مرنے پر بعض نجدی سردارون
کو روپیہ دے کر ملا لیا، اس طرح عربون کو شکست ہوئی، ان کا سردار عبداللہ بن سعود
پکڑ کر قسطنطنیہ روانہ کیا گیا، جہان قتل کردیا گیا، اس کے بعد محمد علی پاشا کی ہمت بہت بڑھ گئی
مصر پر تو اوس کا قبضہ تھا ہی اب شام کا بھی ارادہ کیا، کئی لڑائیان ہوئین، آخر روس
کی مدد سے کہین یہ قصہ ختم ہوا، لیکن، محمد علی کو مصر اور اوس کے بیٹے ابراہیم پاشا کو

جزیرہ کریٹ کا حاکم ماننا ہی پڑا،

انکشاری فوج کے متعلق تو کئی جگہ پڑھ چکے ہو کہ کیسے شریر اور سرکش تھے، وہ اصلاحات کے سخت مخالف تھے، کیونکہ اس مین اون کا نقصان تھا، سلطان سلیم کو اسی وجہ سے تخت سے اتارا، سلطان محمود کے وزیر اعظم علمدار مصطفیٰ کو اسی لئے قتل کیا، مجبوراً سلطان محمود کچھ دن کے لئے رک گیا تھا، لیکن آخر اصلاحات تو ضروری ہی تھین، سلطان نے پھر ارادہ کیا کہ انھین جاری کرے لیکن انکشاریہ نے پھر مخالفت کی، وزیرون امیرون کا کیا ذکر ہے، خود شاہی محل لوٹ لیا، سلطان کے قتل مین کوئی کسر نہ رہگئی تھی، لیکن عین وقت پر ایک تدبیر سمجھ مین آگئی، یاد ہوگا کہ جب ترکون کو خلافت ملی تھی تو اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر، تلوار اور علم بھی ملا تھا، اس موقع پر جب سلطان محمود بالکل گھر گیا تو حضور کے اسی علم (جھنڈا) کو نکالا اسے دیکھکر لوگ بہت بڑی تعداد مین جمع ہوگئے، سلطان نے اون کی مدد سے انکشاری فوج کو قتل کرایا، پھر تمام صوبون مین ان کی علحدگی کا حکم بھیجدیا، اس طرح اس سرکش اور بے قابو فوج سے چھٹی ملی،

۱۲۵۵ھ مین سلطان محمود نے وفات پائی، ترکی ٹوپی اسی کے زمانہ سے نکلی،

(۳۲)

سلطان عبدالمجید اوّل،

سلطان محمود کے بعد اوس کا بیٹا عبدالمجید بادشاہ ہوا، روس سے تو برابر لڑائی رہا ہی کرتی تھی، اس کے زمانہ مین بھی ایک جنگ ہوئی لیکن تھوڑے ہی عرصہ مین صلح

ہو گئی، جسین اناطولیہ کا روسی قلعہ قرص ترکون کو دیا گیا، اور ترکی مقام اسیاسٹو پول روس کو ملا، حاکم مصر محمد علی پاشا کے متعلق اوپر پڑھ چکے ہو، سلطان عبد المجید کے زمانہ مین پھر مقابلہ ہوا آخر مصر کی حکومت ہمیشہ کے لئے محمد علی اور اوس کی اولاد کو دیدی گئی،

۱۲۷۷ھ مین سلطان نے وفات پائی،

(۳۳)

سلطان عبد العزیز

عبد المجید کے بعد اوس کا بھائی عبد العزیز تخت پر بیٹھا، اس کے وقت مین عالی پاشا صدر اعظم تھے، اونھون نے بہت اچھا انتظام کیا، فوج درست کی، بیڑہ کو ایسی ترقی دی کہ دنیا مین دوسرے نمبر پر سمجھا جانے لگا، لیکن ان کے مرتے ہی پھر وہی خرابیان شروع ہوگئین، کچھ دن لوگون نے صبر کیا، لیکن جب سلطان کی غفلت کا وہی حال رہا، تو امرا نے آپس مین صلاح کر کے اُسے تخت سے اتار کر قید کر دیا، جہان اوس نے خودکشی کر لی،

(۳۴) سلطان مراد پنجم (۳۵) سلطان عبد الحمید ثانی

سلطان عبد العزیز کے بعد ۱۲۹۳ھ مین سلطان عبد الحمید اوّل کا لڑکا مراد تخت پر بٹھایا گیا، لیکن ایک ہی ہفتہ کے بعد دماغ خراب ہو گیا، تین مہینے تک علاج ہوتا رہا، لیکن جب حالت اچھی نہ ہوئی تو مجبوراً اوس کے دوسرے بھائی کو عبد الحمید دوم کے نام سے تخت پر بیٹھایا گیا،

یہ زمانہ بڑا ہی سخت تھا سلطنت کی ساکھ گر چکی تھی، چارون طرف دشمنون کا زور تھا

خود ملک کے اندر گڑبڑ مچی ہوئی تھی، اس موقع پر نوجوان ترکون نے مدحت پاشا، انور بے، اور شوکت پاشا کی رہنمائی مین دستوری حکومت پر زور دینا شروع کیا، آخر سلطان نے مجبور ہوکر اسے منظور کر لیا، لیکن اس کے بعد بھی یورپ کا رویہ وہی رہا، روس تو ہمیشہ سے دشمن تھا، اب کی پھر اوس نے چڑھائی کی، اور روسی فوجین پلونا تک آگیئن، لیکن غازی عثمان پاشا نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا، روس کو شکست ہونے والی ہی تھی کہ ایک لاکھ فوج اور آگئی، غازی عثمان پاشا کے پیر مین گولی لگی، اور گرفتار ہوئے، زار (شاہ روس) کے سامنے پیش ہوئے تو اوس نے کہا کہ اگر تمھاری تلوار روس کے خلاف پھر کبھی نہ اوٹھے تو تم چھوڑ دیئے جاؤ، شیر پلونا (غازی عثمان پاشا) نے جواب دیا کہ اگر سلطان کا حکم ہوگا تو ایک بار نہین ہزارون بار یہی تلوار آپ کے خلاف اٹھے گی، زار پر اس کا بہت اثر ہوا، اور اوس نے اونھین یون ہی چھوڑ دیا، بہرحال جون تون لڑائی ختم ہوئی، لیکن اس جنگ مین ترکون کو بڑا نقصان پہونچا اور کافی ملک اون کے ہاتھ سے نکل گیا،

روس کے علاوہ قبرص پر انگریزون نے قبضہ کر لیا، اور مصر کو اپنی نگرانی مین لے لیا، بیچارے اعرابی پاشا نے بڑا زور لگایا لیکن کچھ نہ ہوسکا، سوڈان کے لئے مہدی سوڈانی نے جان توڑ کوشش کی، پہلے انگریزون کو شکست بھی ہوئی، لیکن آخر مین لارڈ کچنر نے قبضہ کر ہی لیا، بیچارے مہدی کی قبر اکھڑوائی گئی، اور ہڈیان تک نکال کر پھینک دی گیئن، ٹیونس پر فرانس نے قبضہ کر لیا،

ملک کی یہ حالت دیکھکر ۱۳۲۷ھ مین لوگون نے سلطان عبدالحمید کو تخت سے اتار دیا،

لہ اس مین بھی جمہوری حکومت کی طرح عام رعایا کے مشورے سے حکومت ہوتی ہے صرف بادشاہ خاندانی ہوتا ہے، انگلستان مین بھی یہی طریقہ ہے، اسی کو پارلیمنٹری حکومت کہتے ہین،

(۳۶)

سلطان محمد پنجم،

سلطان عبد الحمید کے بعد ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۰۹ھ مین اوس کے بھائی محمد کو تخت پر بٹھایا گیا، اس وقت نہ فوج کی حالت درست تھی نہ ملک کا انتظام ٹھیک تھا نہ خزانہ مین کچھ باقی تھا، اس کمزوری کی وجہ سے اٹلی نے طرابلس پر قبضہ کرلیا، ابھی یہ قصہ ختم نہ ہوا تھا، کہ بلقان کی لڑائی چھڑ گئی، اور کوشش ہونے لگی کہ ترکون کو یورپ سے نکال دیا جائے اس وقت مسلمانون مین بڑا جوش پیدا ہوگیا، ہمارے ہندوستان مین بھی پہلے طرابلس اور پھر بلقان کے معاملہ مین بڑا زور اور کافی ہلچل رہی، مولانا شبلیؒ نے ایک بڑی زوردار نظم لکھی، مولانا محمد علی اور مولانا ابوالکلام نے اپنی پرجوش تحریرون اور دل ہلا دینے والی تقریرون سے سارے ہندوستان مین آگ لگا دی، لاکھون روپیے کی امداد کے علاوہ زخمیون کی دیکھ بھال اور اون کے علاج اور مرہم پٹی کے لئے ڈاکٹر انصاری کے ساتھ کئی آدمی روانہ ہوئے، جنھون نے بڑی محنت سے مریضون اور زخمیون کی خدمت کی،

جنگ جرمنی یا جنگ عظیم،

بلقان کی لڑائی ختم ہی ہوئی تھی کہ ۱۳۳۲ھ مطابق اگست ۱۹۱۴ء مین جنگ جرمنی شروع ہوگئی، اس وقت حالات کچھ ایسے تھے، کہ ترکون کو اپنی مرضی کے خلاف اس لڑائی مین شریک ہونا پڑا، جنگ ہو ہی رہی تھی کہ ۱۳۳۶ھ مین سلطان محمد پنجم نے وفات پائی،

(۳۷)

سلطان عبدالوحید

محمد پنجم کے بعد سلطان عبدالوحید تخت پر بیٹھا، ۱۰ر اگست ۱۹۱۸ء (۱۳۳۶ھ) کو جرمنی اور اس کے ساتھیون کو شکست ہوئی، ترک بھی جرمنی کے ساتھ تھے، اس لئے اون پر بھی اس کا اثر پڑا، اور اکثر کیا ساری سلطنت ہی ختم کر دی گئی، اتحادی یعنی انگریزون اور اون کے ساتھیون نے ساری سلطنت آپس مین بانٹ لی، حجاز، عراق اور فلسطین انگریزون نے لے لیا، شام فرانس کے قبضہ مین آیا، ایشیاے کوچک یونان کو ملا اور قسطنطنیہ اور آبناے سب کی ملکیت قرار پائے، صرف نام کے لئے ترکون کو باقی رکھا، بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ ترک ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا، نوجوان ترک مصطفیٰ کمال پاشا، رؤف بے، ڈاکٹر عدنان وغیرہ کسی طرح بچ کر نکل آئے اور تھوڑی بہت فوج جمع کر کے جنگ شروع کر دی، خلیفہ عبدالوحید سے اتحادیون نے حکم لکھوایا کہ مصطفیٰ کمال وغیرہ باغی ہین اور قتل کے مستحق ہین، ان لوگون نے جو یہ حالت دیکھی تو اعلان کر دیا کہ ہم نہ عبدالوحید کو خلیفہ مانتے ہین، نہ اسکی حکومت صحیح حکومت ہے، اس کے بعد لڑائی جاری رہی، آخر خدا کے فضل سے ان لوگون کو کامیابی ہوئی، یونان نے شکست کھائی، اور سارا ایشیاے کوچک پھر ترکون کے قبضہ مین آگیا، ۲۲ر اکتوبر ۱۹۲۳ء کو قسطنطنیہ پر بھی قبضہ ہو گیا، سلطان عبدالوحید بھاگ کر انگریزون کی پناہ مین مالٹا چلا گیا،

(۳۸)

سلطان عبدالمجید دوم،

عبدالوحید کے بعد سلطان عبدالمجید کو خلیفہ بنایا گیا، لیکن سلطنت کے سارے اختیارات مصطفیٰ کمال کو دیئے گئے، حکومت دستوری کے بجائے جمہوری ہوگئی اور مصطفیٰ کمال اس کے صدر قرار پائے،

مصطفیٰ کمال،

مصر کے عباسی خلفار کے متعلق پڑھ چکے ہو کہ تھے تو وہ خلیفہ اور مرتبہ مین بادشاہ سے بڑے لیکن اختیارات بالکل نہ تھے، یہی حال سلطان عبدالمجید کا تھا کہ بنا تو دیئے گئے خلیفہ لیکن سارے انتظامی اختیارات مصطفیٰ کمال کے ہاتھ مین رہے، کچھ دن کسی طرح یہ شکل چلتی رہی، لیکن چند مہینون کے بعد یہ عہدہ فضول اور تکلیف دہ سمجھ کر توڑ دیا گیا، اور خلیفہ کی دینی حیثیت بھی ختم ہوگئی، سلطان عبدالمجید ملک سے نکال دیئے گئے، اور یورپ جا کر سوئزرلینڈ مین رہنے لگے، ریاست حیدرآباد اور بھوپال کی طرف سے کچھ رقم مقرر ہوگئی، جس سے اون کا گذر ہوتا ہے، ۱۹۳۱ء مین نظام حیدرآباد کے صاحبزادے شاہزادہ اعظم اور شاہزادہ معظم یورپ گئے، سلطان عبدالمجید کی صاحبزادی درشاہوار اور عزیزہ نیلوفر سے اون کی شادی ہوگئی، اور یہ شاہزادیان

رخصت ہوکر ہندوستان آگئین، اور آج کل حیدرآباد کے شاہی محل مین تشریف رکھتی ہین،

مصطفیٰ کمال مستقل طور سے جمہوریۂ ترکیہ کے صدر مقرر ہوگئے، اور آج تک اپنے عہدہ پر قائم ہین،
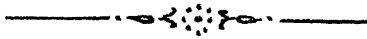
آٹھوان باب

ہندوستان،

اب تک تمھاری بادشاہی کے جو مسلسل واقعے ہم تمکو سناتے رہے، اس مین خود تمھارے ملک ہندوستان کا حال گویا نہین آیا، خیال یہ تھا کہ دوسرے ملکون کا حال سنا لینے کے بعد ایک دفعہ جی بھر کے تمکو تمھارے ملک کا حال سنائین گے،

ہندوستان اور ملک عرب کے بیچ مین صرف ایک سمندر ہے، جس کو ہند اور عرب کا سمندر کہتے ہین، اسی سمندر کے راستہ سے دونون ملکون مین بہت زمانہ سے تجارتی آمدورفت لگی رہتی تھی، پھر جب مسلمانون نے عراق اور فارس کا ملک حضرت عمرؓ کے زمانہ مین ایران والون سے لے لیا، تو ہندوستان کے صوبہ سندھ اور ایران کے صوبہ سیستان کے ڈانڈے بالکل مل گئے، مسلمانون کی سلطنت سے مجرم بھاگ بھاگ کر سندھ آجاتے اور حکومت کو دق کرتے، اور سندھ کا راجہ اون کی روک تھام نہین کرتا تھا، سندھ اور کاٹھیاوار مین دریائی ڈاکو رہتے تھے، جو مسلمانون کے جہازون پر ڈاکے ڈالتے تھے حضرت عثمانؓ کے زمانہ مین بحرین کے ایک ۰۰ ئی نے گجرات اور کاٹھیاوار پر دریا کے راستہ سے حملے کیے، حضرت علیؓ کے زمانہ مین سیستان کی طرف سے کچھ مسلمانون نے

بیش قدمی کی، بنوامیہ کی حکومت جب ہوئی اور عراق، ایران اور ترکستان کا نائب (والیسرے) قبیلہ ثقیف کا ایک مشہور والی اور سپہ سالار حجاج بن یوسف جس کو عام طور پر حجاج ثقفی کہتے ہین مقرر ہوا اوس کے زمانہ مین سندھ کے ڈاکوون نے مسلمانون کے ایک جہاز پر ڈاکہ ڈالا، اور مسلمان عورتون کو پکڑلے گئے، اس پر حجاج نے خشکی اور تری دونون طرف سے سندھ پر حملہ کیا، اس حملے کا افسر اوس نے اپنے ایک بھتیجے محمد بن قاسم کو جو فارس مین رہتا تھا، بنایا، محمد بن قاسم اوس وقت اٹھارہ برس کا نوجوان تھا، مگر وہ جرأت، بہادری اور عقل ودانائی مین بڑون کا مقابلہ کرتا تھا، محمد نے سیستان کی راہ سے آکر سندھ پر حملہ کیا اور عراق سے مسلمانون کی دوسری فوج دریا کے راستے سے آکر دوسری طرف سے سندھ پر حملہ آور ہوئی، مسلمانون اور سندھ کے راجہ مین کئی لڑائیان ہوئین، آخر مسلمانون نے سندھ اور ملتان کا ملک راجہ سے لے لیا، اور یہان خود حکومت کرنے لگے،

یہ واقعہ ۹۳ھ مطابق ۷۱۱ء مین ولید بن عبدالملک کی خلافت کے زمانہ مین گذرا، اور اوس وقت سے لیکر معتصم عباسی کی خلافت کے زمانہ تک خلیفہ کی طرف سے کوئی حاکم آکر یہان حکومت کرتا تھا، معتصم کے بعد جب بغداد مین مسلمانون کی سلطنت کمزور ہو چلی تو سندھ اور ملتان کے مسلمان حاکمون نے اپنی خودمختار ریاستین یہان قائم کرلین جو ۴۰۰ھ تک کسی نہ کسی طرح چلتی رہین،

چوتھی صدی کے آخر مین افغانستان کے شہر غزنہ مین جب ایک مسلمان ترک غلام سبکتگین نے اپنی سلطنت قائم کی تو پنجاب کے راجہ سے اوس کی سرحدی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی جو رفتہ رفتہ بڑھتی گئی، سبکتگین کے بعد اوس کا بیٹا سلطان محمود غزنوی تخت پر بیٹھا، تو اوس نے ملتان اور سندھ کے مسلمان حاکمون سے لڑکر اون صوبون پر خود قبضہ کرلیا، پنجاب کے راجہ سے

جس نے اوس کو ملتان جانے کا راستہ نہین دیا تھا، لڑا اور لڑ کر پنجاب کو اپنی حکومت مین شامل کر لیا، پھر کاٹھیاواڑ مین سومناتھ نام ایک شہر پر جو سمندر کے کنارہ تھا، اور جہان ہندوون کا ایک مشہور مندر تھا، بڑی بہادری سے ریگستان کو عبور کر کے چڑھائی کی، اور بت کو توڑ ڈالا، اور اوس صوبہ کی حکومت کو وہان کے اصلی ہندو راجہ کے سپرد کر کے واپس چلا آیا،

سلطان محمود نے ہندوستان پر سترہ حملے کئے، اور ہر حملہ مین اوس نے کوئی نہ کوئی شہر فتح کیا، لیکن اوس نے اپنی سلطنت سندھ، ملتان اور پنجاب تک محدود رکھی، اور اس کا صدر مقام شہر لاہور کو بنایا، محمود سنہ ۴۲۱ھ مین غزنی مین مرگیا، اوس کے بعد اوس کے بیٹے سلطان مسعود نے پھر ایک کے بعد ایک کر کے غزنین کے کئی بادشاہون نے اس ملک پر حکومت کی، وہ اکثر غزنین مین اور کبھی کبھی لاہور مین رہتے تھے،

غزنوی بادشاہ

۱۔ سبکتگین، سنہ ۳۶۷ھ سے سنہ ۳۸۷ھ تک،

۲۔ سلطان محمود، سنہ ۳۸۷ھ سے سنہ ۴۲۱ھ تک،

۳۔ سلطان مسعود، سنہ ۴۲۱ھ سے سنہ ۴۳۲ھ تک،

۴۔ سلطان مودود، سنہ ۴۳۲ھ سے سنہ ۴۴۱ھ تک،

۵۔ سلطان علی بن مسعود، سنہ ۴۴۱ھ سے سنہ ۴۴۲ھ تک،

۶۔ سلطان فرخ زاد، سنہ ۴۴۲ھ سے سنہ ۴۵۰ھ تک،

۷۔ سلطان ابراہیم، سنہ ۴۵۰ھ سے سنہ ۴۹۲ھ تک

۸۔ سلطان مسعود ثانی، سنہ ۴۹۲ھ سے سنہ ۵۰۸ھ تک،

۹- ارسلان شاہ، ۵۰۹ھ سے ۵۱۲ھ تک،

۱۰- بہرام شاہ، ۵۱۲ھ سے ۵۴۷ھ تک،

۱۱- خسرو شاہ، ۵۴۷ھ سے ۵۵۵ھ تک،

۱۲- خسرو ملک، ۵۵۵ھ سے ۵۸۲ھ تک،

۵۸۲ھ مین یہ سلطنت ختم ہوگئی، واقعہ یہ ہوا کہ غزنین سے کچھ دور غور کا پہاڑی ملک تھا، یہان کے لوگون نے آہستہ آہستہ بڑھنا شروع کیا، آخر بہرام شاہ کے زمانہ مین غور کے امیرون کی طاقت بہت بڑھ گئی، اور غزنویون کو غزنین سے بھاگ کر لاہور آجانا پڑا، چنانچہ آخر کے غزنوی بادشاہون نے یہین حکومت کی، غوریون نے پہلے غزنین پر قبضہ کیا، پھر ہندوستان پر حملہ کرکے اون سے ہندوستان کی حکومت بھی چھین لی، اور ۵۸۲ھ مین خسرو ملک سے لاہور بے لڑے بھڑے لیکر ہندوستان کو اپنے ماتحت کرلیا،

اب غزنوی کے بعد غوری خاندان شروع ہوا، سلطان شہاب الدین نے ہندوستان پر چڑھائی کی، (۱۱۹۲ء ۵۸۸ھ) دہلی اجمیر اور قنوج کے راجون کو شکست ہوئی اور گنگا کے کنارے سے پشاور تک اسلامی حکومت قائم ہوگئی، شہاب الدین خود تو ہندوستان مین نہ رہا، لیکن اپنے غلام قطب الدین کو یہان نائب مقرر کرتا گیا، یہی قطب الدین ہے، جس سے ہندوستان مین ایسی اسلامی حکومت کی ابتدا ہوئی، جو سات سو برس تک قائم رہی، قطب الدین خود غلام تھا، اس کے بعد کے بادشاہ بھی ایسے ہی تھے، اس لئے تاریخ مین یہ خاندان غلام خاندان کے نام سے مشہور ہے، اس مین ویسے تو چھوٹے بڑے سب ملاکر دس بادشاہ ہوئے، لیکن قطب الدین کے علاوہ التمش، ناصر الدین محمود اور غیاث الدین بلبن تین بہت مشہور ہوئے ہین، سلطنت قطب الدین کے زمانہ ہی مین پورب کی طرف

بنگال اور دکھن کی طرف سندھ و مالوہ تک پہنچ گئی تھی، بعد کو شمس الدین التمش، ناصر الدین محمود اور غیاث الدین بلبن کے زمانہ مین اور عروج ہوا، اور ہندوستان کے سارے اچھے علاقے مسلمانون کے قبضہ مین آگئے،

بلبن کے بعد کوئی ویسا سمجھ اور ہمت والا اس خاندان مین نہ نکلا، کیقباد تخت پر بٹھایا گیا، لیکن اوس نے ایسی رنگ رلیان منائین کہ تین ہی برس کے بعد خلجی خاندان کے ایک امیر جلال الدین نے سلطنت پر قبضہ کر لیا، (۶۸۹ھ ۱۲۹۰ء) جلال الدین کے بعد اوس کا بھتیجا علاء الدین خلجی بادشاہ ہوا، اور بیس برس تک بڑے رعب و داب سے حکومت کی، اس کے زمانہ مین سارے ہندوستان پر مسلمانون کی دھاک بیٹھ گئی، اسلامی فوجون نے بندھیاچل سے اتر کر دکن پر حملہ کیا، اور راجون مہاراجون کو شکست دیتے ہوئے راس کماری تک پہونچ گئین،

علاء الدین اگرچہ مزاج کا سخت تھا، لیکن انتظام کا بڑا پکا تھا، سارے ملک مین امن تھا، اور ہر طرف خوشحالی پھیلی ہوئی تھی، اس کے بعد پھر خلجیون مین کوئی ایسا زوردار بادشاہ نہ ہوا، بلکہ غضب یہ ہوا کہ خسرو نامی ایک نام کا مسلمان غلام سلطنت کا مالک ہو گیا، اس نے وہ وہ ظلم کئے کہ خدا کی پناہ مسجدین اور قرآن مجید تک بے حرمتی سے نہ بچ سکے، اس حالت کو سن کر مسلمان بلبلا اوٹھے، پنجاب کے صوبہ دار غازی ملک نے دلی پر چڑھائی کی، خسرو مارا گیا، اور لوگون نے غازی ملک کو غیاث الدین تغلق کے نام سے بادشاہ بنا دیا، (۷۲۱ھ ۱۳۲۱ء) اس کی ذات سے بڑی بڑی امیدین تھین، لیکن افسوس قضا نے مہلت نہ دی، اور پانچوین برس انتقال ہو گیا، اس کے بعد اس کا لڑکا محمد تغلق تخت پر بیٹھا، یہ بڑا بہادر، نہایت عقلمند اور بہت ہی سمجھ دار تھا، اس نے دیکھا کہ باہر سے برابر حملے ہوتے رہتے ہین، اس لئے کوشش کی کہ سرحدین

مضبوط ہوجائین، اس خیال سے اس نے تبت، چین اور خراسان کی فتح کا ارادہ کیا
اور فوجین روانہ کردین، لیکن حالات کچھ ایسے پیش آئے، کہ یہ ارادہ پورا نہ ہوسکا،
ملک کے اندر بھی سلطنت بہت بڑھ گئی تھی، اب دہلی مین رہکر سارے صوبون کی
نگرانی اور ضرورت کے وقت فوجون کی روانگی سخت دشوار تھی، اسلئے محمد تغلق نے
بیچ سلطنت مین دولت آباد کو پایہ تخت بنانا چاہا، سب سامان یہان آگیا تھا، کہ اکبارگی
مغلون کے حملے کی خبر ملی، مجبوراً اسے یون ہی چھوڑ دینا پڑا،

محمد تغلق نے کچھ دنون کے لئے تانبہ کا سکہ بھی چلایا، لیکن رعایا کو پسند نہ آیا،
تو واپس لے لیا، اور اس کے بدلہ سونے کے سکے دیدیئے، ان باتون کی وجہ سے لوگ
اوسے دیوانہ کہتے ہین، لیکن سوچو تو اوس مین دیوانگی کی کیا بات ہے، سرحد کی حفاظت
اور بیچ مین دارالسلطنت بنانے کو کون برا کہہ سکتا ہے، اس وقت آخر کاغذ کے نوٹ
چلتے ہی ہین، پھر محمد تغلق بیچارے نے تانبے کے سکے چلاکر کیا گناہ کیا تھا، ۷۵۲ھ ۱۳۵۱ء مین
محمد تغلق کا انتقال ہوگیا اور اس کا چچازاد بھائی فیروز تغلق تخت پر بیٹھا، یہ بڑا نیک
اور دیندار تھا، اس نے اپنے زمانہ مین ملک آباد و خوشحال کردیا، چالیس برس کی حکومت
کے بعد فیروز کا انتقال ہوگیا، اس کی وفات کے بعد پھر وہی گڑبڑ شروع ہوگئی، ابھی
یہ مصیبت ختم نہ ہوئی تھی کہ تیمور آپہونچا، جب بادشاہی مین کچھ سکت نہ تھی، تو رعایا
کیا کرتی، نتیجہ یہ ہوا کہ تیمور دہلی پہونچ گیا، اور سارے شہر مین لوٹ مار شروع ہوگئی،
تیمور تو کچھ دن کے بعد چلا گیا، لیکن یہان وہی گڑبڑ رہی، آخر پنجاب کے صوبہ دار
سید خضر خان نے تخت پر قبضہ کرلیا، لیکن دہلی کے آگے ان لوگون کا کہین اثر
نہ تھا، تمام صوبہ دار اپنی اپنی جگہ مالک بن گئے تھے، کچھ دن تک کسی نہ کسی طرح دہلی

کے آس پاس ان لوگون کی حکومت رہی، آخر ۱۴۵۱ءمین بہلول لودھی نے یہان بھی قبضہ کرلیا، بہلول اور اوس کا بیٹا سکندر دونون بڑے لائق تھے، اونھون نے اپنی ہمت وتدبیر سے سلطنت کو آگے بڑھایا، اور بہار تک اپنی حکومت قائم کرلی، اگر سکندر کے بعد ایک اور ویسا ہی بادشاہ ہوجاتا تو سلطنت کی جڑین مضبوط ہوجاتین، لیکن اوس کے بیٹے ابراہیم لودھی مین ایسی صلاحیت نہ تھی، نتیجہ یہ ہوا کہ مغل بادشاہ بابر کابل سے چل کر ہندوستان آیا، پانی پت کے میدان مین دونون فوجون کا مقابلہ ہوا، اگرچہ ابراہیم کیساتھ ایک لاکھ فوج تھی، لیکن بابر اس ڈھنگ سے لڑا کہ صرف بارہ ہزار سوارون سے اتنی بڑی فوج کے پیر اکھاڑ دیئے، ابراہیم میدان مین مارا گیا، اور مغلون کا ہندوستان پر قبضہ ہوگیا جو تین سو برس تک یہان حکومت کرتے رہے، (۱۵۲۶ء)

بابر کے بعد ہمایون تخت پر بیٹھا، لیکن کچھ ہی دن بعد شیر شاہ سوری سے مقابلہ مین شکست کھائی، اور ایران کی طرف بھاگنا پڑا،

شیر شاہ کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ اور عقل ایسی دی تھی کہ پانچ ہی برس مین سارے ملک کی کایا پلٹ گئی، لیکن اس کے بعد پھر اوس کے خاندان مین ایسے آدمی نہ ہوئے، نتیجہ یہ ہوا کہ چند ہی برس بعد ہمایون نے پھر ہندوستان کو فتح کرلیا، لیکن اتنے ہی دنون کی گڑبڑ مین جگہ جگہ ریاستین قائم ہوگئی تھین، ہمایون کوشش کر رہا تھا لیکن زندگی نے ساتھ نہ دیا، ایک دن مغرب کی اذان سنکر کتب خانہ سے اتر رہا تھا، جلدی مین پیر پھسلا تو نیچے آگیا، اور اس صدمہ سے انتقال کرگیا، اکبر ابھی تیرہ برس کا لڑکا تھا، لیکن بیرم خان کی اتالیقی مین تخت پر بٹھایا گیا، شروع مین بیرم خان نے اور جوان ہوکر خود اکبر نے سلطنت کا کام اس خوبی سے چلایا، کہ تقریبًا سارا ہندوستان مغلون کے قبضہ مین آگیا،

اکبر کے بعد جہانگیر، شاہجہان اور عالمگیر تین اور بڑے زبردست بادشاہ ہوئے، ان لوگون کی ہمت و تدبیر اور مستعدی و بہادری سے سارے ہندوستان پر مسلمانون کا قبضہ ہوگیا، اور اتر دکھن پورب، پچھم ہر طرف انہی کا جھنڈا اُڑنے لگا، ویسے تو یہ سب ہی اچھے تھے لیکن عالمگیر سب سے زیادہ دیندار اور مذہب کا پابند تھا، اگر کہین اس کے بعد دو ایک اور ایسے ہی دیندار اور ہمت والے بادشاہ پیدا ہوجاتے تو ہندوستان مین اسلامی حکومت کی جڑین ہمیشہ کے لئے مضبوط ہوجاتین، لیکن افسوس کہ اوس کے جانشین بڑے کمزور اور بودے نکلے، ۱۷۰۷ء مین عالمگیر کی وفات ہوئی، اس کے بعد اس کا بیٹا معظم بہادر شاہ اول کے نام سے بادشاہ ہوا، اگرچہ اس مین عالمگیر کی سی شان نہ تھی لیکن اتنا ڈھنگ تھا کہ ۵ برس تک سلطنت کو تھامے رہا، ۱۷۱۲ء مین اسکا بھی انتقال ہوگیا، اور سلطنت کی چولین ڈھیلی ہونے لگین اب بادشاہت کاہے کو تھی بچون کا کھیل تھا، امیرون وزیرون نے جسے چاہا تخت پر بٹھا دیا، اور جسے چاہا پکڑ کر قتل کردیا، جب خاص مرکز کا یہ حال ہو تو آگے ملک مین جو نہ ہوجائے، وہ تھوڑا ہے، جگہ جگہ جھگڑے اُٹھ کھڑے ہوئے، اور جس کا جہان جی چاہا بادشاہ بن بیٹھا، یہی مصیبت کیا کم تھی کہ ۱۷۳۹ء مین نادر شاہ کا حملہ ہوا جس نے مغلون کی رہی سہی ساکھ بھی ختم کردی، نادر شاہ تو لوٹ مار کر لوٹ گیا، لیکن ہندوستان کی حالت نہ درست ہوئی، نتیجہ یہ ہوا کہ سارے ملک مین ہڑبونگ مچ گئی، مرہٹون، راجپوتون، جاٹون اور سکھون نے ادھم مچا دی، بس ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب مسلمانون کا یہان سے چل چلاؤ ہے، اور عنقریب بادشاہت پر مرہٹون کا قبضہ ہوجانے والا ہی، لیکن اللہ بھلا کرے، احمد شاہ ابدالی کا جس نے ۱۷۶۱ء مین پانی پت کے میدان مین ان لوگون کو شکست

دیکر ہمیشہ کے لئے اون کا زور توڑ دیا، احمد شاہ چاہتا تو ہندوستان مین اپنی حکومت جما لیتا
لیکن اوس نے ایسا نہین کیا، بلکہ سلطنت شاہ عالم کے سپرد کر کے خود واپس چلا گیا،
دشمنون کا زور بالکل ٹوٹ چکا تھا، اوس وقت پورا موقع تھا کہ سلطنت کو پھر سے
مضبوط کر لیا جائے لیکن اب ہندوستان کے مسلمانون مین زندگی کی روح ختم ہو چکی
تھی، اس لئے یہ موقع بھی ہاتھ سے جاتا رہا اور وہی افراتفری باقی رہی، ادھر انگریزون
کا اثر بڑھ رہا تھا، یہ لوگ پہلے تو صرف تجارت کی غرض سے آئے تھے، لیکن بعد کو آہستہ
آہستہ سلطنت مین دخل دینا شروع کیا، پہلے تو نواب سراج الدولہ کو شکست دیکر بنگال
پر قبضہ کیا، (۱۷۵۷ء) پھر بادشاہ دہلی شاہ عالم سے بکسر کے مقام پر مقابلہ ہوا، (۱۷۶۴ء)
اس لڑائی مین بھی انگریزون کی جیت ہوئی، اور دہلی سے لیکر بنگال تک اون کا قبضہ
ہو گیا، شاہ عالم کے لئے چھبیس لاکھ سالانہ پنشن مقرر ہو گئی، جو بعد مین اون کی اولاد کو
بھی ملتی رہی، کوئی سو برس تک یہ شکل یون ہی چلتی رہی، اور انگریزون کے سہارے
دہلی مین نام کی بادشاہت قائم رہی اتنے عرصہ مین ہندوستان کے دوسرے
رئیسون اور نوابون سے مقابلے رہے، جن مین انگریزون کو فتح ہوئی، آخر ۱۸۵۷ء مین
وہ نام کی بادشاہت بھی ختم ہو گئی، آخری مغل بادشاہ ابوظفر بہادر شاہ دہلی کے لال قلعہ سے
نکال کر رنگون مین قید کر دیئے گئے، اور اسلامی حکومت کی جگہ بالکل انگریزی راج قائم
ہو گیا، اب صرف حیدر آباد، بھوپال، رام پور، بہاول پور، چترال، جوناگڈھ اور خیرپور
وغیرہ مین انگریزون کے ماتحت چند اسلامی ریاستین باقی ہین، جہان مسلمان حاکم انگریزون
کی نگرانی مین کام کرتے ہین،

نوان باب ۹

خاتمہ

(۱)

موجودہ حالت

عزیزو! پچھلے صفحون مین تم اپنی بادشاہت کے ساڑھے تیرہ سو برس کے واقعے یکے بادیگرے پڑھ چکے، یہ تو تمھارے بزرگون کے قصے تھے، اب کچھ اپنا اور اپنے زمانہ کا حال بھی سنو، اس زمانہ مین گو تمھاری کوئی بڑی سلطنت موجود نہین، مگر پھر بھی تمھاری کئی خود مختار اور کچھ باجگذار سلطنتین اور ریاستین دنیا مین موجود ہین، ان مین سب سے بڑی خود مختار سلطنت ترکی کی ہے، اب یہان شخصی بادشاہی کے بجائے جمہوری حکومت ہے مصطفیٰ کمال پاشا اس کے صدر ہین، ایشیائے کوچک کا ملک اس حکومت کا رقبہ ہے، اور شہر انگورہ اس کا پایہ تخت ہی، ڈیڑھ کرور کے قریب آبادی ہی،

ہماری دوسری آزاد سلطنت ایران ہے، جہان رضا شاہ پہلوی بادشاہ ہے، ملک کا انتظام دستوری ہے، ایک کرور کی آبادی ہوگی، طہران اس کا پایہ تخت ہے، رفتہ رفتہ زمانہ کے مطابق اسکو ترقی ہو رہی ہی،

ہماری تیسری خود مختار سلطنت افغانستان ہے، اس کا صدر مقام کابل ہے، یہاں ایک کرور مسلمان بستے ہین، ان کی بہادری اور جنگجوئی کے قصے تم نے بہت سے ہونگے، ظاہر شاہ بادشاہ ہین،

ہماری چوتھی آزاد سلطنت نجد و حجاز کی عربی سعودی حکومت ہے، جو اس وقت ہمارے مقدس شہر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کا بھی انتظام کرتی ہے، اس کی آبادی پچاس لاکھ کے قریب ہوگی، اس کا پایہ تخت حجاز مین مکہ معظمہ اور نجد مین شہر ریاض ہے،

ہماری پانچوین آزاد سلطنت یمن کی ہے، یہان زیدی مسلمانون کا امام جس کا نام یحیی ہے، بادشاہی کرتا ہے، شہر صنعا اس کا پایہ تخت ہے، ایک کرور کی آبادی ہوگی،

ہماری چھٹی آزاد حکومت البانیا ہے، یہان کے بادشاہ کا نام احمد زوغو ہے، یہ یورپ کے مشرقی گوشے مین چھوٹی سی سلطنت ہے،

ہماری وہ سلطنتین جو دوسری عیسائی سلطنتون کے قبضہ مین نیم مختاری کی حالت مین ہین، یہ ہین،

۱۔ مصر، ہماری نیم خود مختار سلطنتون مین یہ سب سے بڑی، دولت مند اور متمدن ہے، علم و فن کا یہان بڑا چرچا ہے، انگریزون نے اوس کو اپنے انتظام مین لے رکھا ہے، قاہرہ اس کا پایہ تخت ہے، ایک کرور یہان مسلمان ہین، موجودہ بادشاہ کا نام فاروق ہے،

۲۔ عراق، یہ بھی انگریزون کی نگرانی مین ہے، بغداد اس کا پایہ تخت ہے، ملک غازی اس کے موجودہ بادشاہ کا نام ہے، ملک کی آبادی چالیس پچاس لاکھ کے لگ بھگ ہوگی

۳۔ مراکش۔ یہ شمالی افریقہ مین مسلمانون کی بہت پرانی سلطنت ہے، ایک زمانہ سے فرانسیسیون نے اپنا ماتحت بنا کر اسکو بے بس کر رکھا ہے، ایک کرور کی آبادی ہوگی،

۴۔ اسی کے قریب مسلمانون کی ایک اور چھوٹی سی حکومت تونس کی ہی، جہان کے بادشاہ کو بائی کہتے ہین، بیس لاکھ کی مردم شماری ہوگی،

۵۔ افریقہ مین مسلمانون کی کئی ریاستین ہین، اون مین سب سے بڑی نائجیریا ہی جہان ایک کروڑ مسلمان رہتے ہین، اور اوس کے بادشاہ کو سلطان کہتے ہین،

ان کے علاوہ عرب مین حضرموت، مکلا، بحرین، عمان، شرق اردن وغیرہ انگریزون کی کئی ماتحت ریاستین ہین،

ہندوستان مین بھی حیدرآباد، بھوپال، بھاولپور، رامپور، خیرپور، چترال اور جوناگڈھ وغیرہ مسلمان ریاستین ہین، لیکن یہ بالکل ہی انگریزون کے ماتحت ہین، اور انگریزی ریزیڈنٹ کی نگرانی مین مسلمان حاکم کام کرتے ہین،

اب آیندہ زمانہ نوجوان مسلمانون کے بہادرانہ کارنامون کے انتظار مین ہی،

(۲)

تاریخی سبق،

اب ہم سرے پر آگئے ہین، چودہ سو برس کی تاریخ ختم ہو رہی ہی، اور یہ کتاب تمام ہونے کو ہے، لیکن آخری ورق الٹنے سے پہلے آؤ تھوڑی دیر کے لئے اس ساری داستان پر پھر ایک نظر ڈال لین، اور دیکھین کہ چودہ سو برس کی یہ کہانی ہمین کیا سبق دیتی ہی،

کتاب کے شروع مین تم پڑھ چکے ہو کہ پہلے ساری دنیا مین کیسا اندھیرا پھیلا ہوا تھا، پھر تم نے دیکھا کہ مکہ سے ایک سورج نکلا جس نے دیکھتے دیکھتے ساری دنیا کو جگمگا دیا،

جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صفا پر کھڑے ہو کر اللہ کی پکار سنائی، تو دنیا ہنسی، اور لوگون نے مذاق اڑایا، کہ اس حوصلہ کو دیکھیے اور اون کو دیکھیے، اس فقیری اور غریبی پر دنیا کی اصلاح کی آرزو دیوانہ پن نہین تو اور کیا ہے، لیکن چند ہی برس مین دشمنون کے سر جھکے ہوئے تھے، اور ساری دنیا قدمون کے نیچے تھی، عرب کے بدؤون نے قیصر و کسری کے تخت الٹ دیئے، اور ساری دنیا مین اسلام کا ڈنکا بجنے لگا، ایک طرف عروج و ترقی کی یہ انتہا دوسری طرف زوال جو شروع ہوا تو ایسا کہ آج کہین سر چھپانے کو بھی جگہ نہین ملتی، آؤ ذرا ٹھہر کر سوچین کہ اس عروج و زوال کا راز کیا ہے،

اصل بات یہ ہے کہ بلا کسی اچھے اور بلند خیال کے انسان صرف ذرا ذرا سی باتون مین الجھ کر رہجاتا ہے یہی حال عرب کا بھی تھا لیکن اسلام نے بتایا کہ آدمی اور جانور مین فرق ہے، کھاتے پیتے تو جانور بھی ہین، پھر اگر آدمی بھی صرف اسی کا ہو جائے، تو اوس مین اور جانور مین کیا فرق رہا، اب تک لوگ یہ سمجھتے تھے کہ بس یہی زندگی سب کچھ ہے، اس کے بعد نہ کہین حساب ہے، نہ کتاب، نہ عذاب ہے نہ ثواب، نہ جنت ہے نہ دوزخ، انسانون کی یہی وہ سب سے بڑی غلطی تھی جس نے اونھین صدیون گمراہ رکھا، اور اون کی زندگی جانورون سے بھی بدتر کر دی، وہ چوری کرتے ڈاکے ڈالتے لوگون کی جانین لیتے اور جو کچھ اون کے جی مین آتا کرتے رہتے لیکن کبھی دل مین کھٹک بھی نہ ہوتی، اور ہوتی بھی کیون، وہ تو آخرت کے قائل ہی نہ تھے، اونھین ڈر تو جب ہوتا جب وہ یہ سمجھتے کہ اس چار دن کی زندگی کے بعد ایک دوسری دنیا مین جانا ہے، اور ایک ایسے حاکم کے سامنے بھلائی برائی اور نیکی بدی کا ذرا ذرا سا

حساب دینا ہے، جن کے سامنے نہ رشوت چل سکتی ہے نہ سفارش کام دے سکتی ہے، نہ کوئی چیز چھپ سکتی ہے، چھپا کھلا سب اوس کے سامنے ہے، وہاں ہر چیز کا پورا پورا حساب ہوگا، پھر یا تو آرام وچین کی زندگی شروع ہوگی، یا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آگ مین جلنا اور تکلیف اوٹھانا ہوگا، اسلام نے صفائی سے کہا کہ دنیا کی زندگی کو ایک کھیل تماشا سمجھو جہان آنکھ بند ہوئی، یہ قصہ ختم، اس نے کہا یہ کتنی بڑی نادانی ہے کہ ہم اس چار دن کی زندگی پر اتنا بھول جائین کہ اپنی اصلی زندگی کو خراب کرلین،

اسلام نے کچھ اس طرح یہ باتین سنائین کہ ایک ایک لفظ دل مین اتر گیا، اور اللہ کا دھیان اور آخرت کا خیال دماغ مین ایسا رچ گیا کہ آناً فاناً بدی اور بدکاری کی عادتین چھوٹ گئین، اور لوگ شیطانون کی جماعت سے نکل کر فرشتون کی صف مین آبیٹھے، اب نہ دنیا کی ان کے نزدیک کوئی قدر تھی نہ اوسکی زندگی کی کوئی قیمت تھی، اللہ کی رضامندی اون کا مقصد اور آخرت کی طلب اون کی غرض تھی، زندہ رہے تو اس لیے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو، اور جان دیتے تو دم اوسی کے نام پر نکلتا، خیال یعنی ایمان اور عقیدہ کی اس تبدیلی نے زندگی کا رخ بدل دیا، اور دم کے دم مین وہ ذلت کے گڈھے سے نکل کر عزت کے تخت پر جا بیٹھے، پہلے جن کے سامنے اون کے سر جھکتے تھے، اب وہی اون کے پیچھے ہاتھ باندھے پھر رہے تھے،

اسلام کی شروع کی ساری تاریخ پڑھ جاؤ تمھین قدم قدم پر ایمان وعقیدہ کی یہی شان نظر آئیگی، اور معلوم ہوگا کہ اسی کے زور مین مسلمان بڑھے چلے جارہے ہین، لیکن بعد کو ایمان مین پھر کمزوری آنے لگی، اللہ کا خیال کم ہوا، اور آخرت کی جگہ دنیا کی محبت بڑھی، حکومت وسلطنت کی ہوس اور مال ودولت کی آرزو نے عقل کو اندھا اور دل کو سیاہ کردیا، اور

بات بات پر جھگڑے فساد ہونے لگے، نتیجہ یہ ہوا کہ ایک سلطنت سیکڑون حکومتون مین بٹ گئی، اور ایک قوم کے ہزارون فرقے ہو گئے،

حضرت عثمانؓ کی شہادت سے یہ فتنہ شروع ہوا، اور آج تک قائم ہی کہین امیرون سے بغاوت ہی، کہین سردارون کے خلاف کارروائی ہے، کہین لیڈرون پر طعنے ہین، نتیجہ یہ ہے کہ قوم ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی ہی، اور گھر گھر فساد ہو رہا ہی،

تمھارے سامنے دونون نمونے ہین، تم نے دیکھا کہ ایمان کے زور نے مٹھی بھر آدمیون کو ساری دنیا پر فتح دی، اور دم کے دم مین عرب کے بدو قیصر و کسریٰ کے تخت پر جا بیٹھے، اور اب یہ بھی تمھارے سامنے ہی کہ ایمان کی کمزوری نے کرورون کی قوم کو غلام و ذلیل بنا رکھا ہی،

آؤ تاریخ کی اس روشنی مین ہم اپنے ایمان کو مضبوط کر لین، اور ایک بار پھر دنیا کے اندھیرے مین اجالا کر دین،

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا أَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ

ہراسان اور غمگین مت ہو، اگر ایمان والے ہو تو بلندی تمھارے ہی لئے ہی،

دارالمصنفین کی بعض تاریخی کتابیں

مختصر تاریخ ہند

یہ تاریخ مدرسوں اور طالب علموں کے لئے لکھی گئی ہے تاکہ ان کو معلوم ہو کہ ہندو اور مسلمان فرمانرواؤں نے ہندوستان کے بنانے میں کیا کیا کام کئے ہیں، ۲۰۰ صفحے، قیمت ؛- ۱۲ر

ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں

اس میں نہایت دیدہ ریزی سے ہندوستانی مسلمانوں کی قدیم اسلامی درسگاہوں کے حالات، سیکڑوں تاریخی کتابوں سے بہم پہنچائے گئے ہیں، ۱۲۴ صفحے، قیمت ؛- ۱۲ر

مقالات شبلی جلد پنجم

اس میں علامہ ابن تیمیہ وابن رشد وغیرہ کے علاوہ ہندوستان کی بعض مشہور شخصیتوں، یعنی زیب النساء، ومولوی غلام علی آزاد وغیرہ کے سوانح وحالات ہیں، حجم ۱۴۰ صفحے، قیمت ؛- عہ ر

تاریخ صقلیہ، جلد اول،

اس میں صقلیہ کے جغرافی حالات، اسلامی حکومت کا قیام، مختلف دوروں میں اسکا عروج اور مسلمانوں کے مصائب اور جلاوطنی کی دلدوز داستان بیان کی گئی ہے، ۴۲۶ صفحے قیمت للعہ

تاریخ صقلیہ جلد دوم

یہ مسلمانانِ صقلیہ کی تہذیب، تمدن، اور معاشرت کا مرقع ہے، ۵۰۰ صفحے قیمت ؛- للعہ

(مسعود علی ندوی، منیجر دارالمصنفین اعظم گڈھ)

(طابع وناشر محمد اویس وارثی)